بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجموعۂ مقالات

حضرت علی علیہ السلام سرچشمۂ عرفان اسلامی

میں

شائع ہونے والے ہر مضمون کے لئے مقالہ نگار خود ذمہ دار ہے۔

مقالہ نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہو لازمی نہیں ہے۔

حضرت علی علیہ السّلام
سرچشمۂ عرفان اسلامی

مجموعہ مقالات

مرتبین

پروفیسر سید محمد عزیز الدین حسین ہمدانی
سابق صدر، شعبہ تاریخ و ثقافت
جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی

اظہار عثمانی
میڈیا صلاح کار

خانہ فرہنگ، جمہوری اسلامی ایران
نئی دہلی

خانہ فرہنگ، جمہوری اسلامی ایران
نئی دہلی

حضرت علی علیہ السّلام سرچشمہ عرفان اسلامی

مجموعہ مقالات سیمنار

ترتیب

پروفیسر سیّد محمّد عزیز الدّین حسین ہمدانی

اظہار عثمانی

پروجیکٹ مینیجر: مجید احمدی

تزئین کار: عائشہ فوزیہ

صفحہ آرائی: علی رضا

ناظر چاپ: حارث منصور

خانہ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران

۱۸۔ تلک مارگ، نئی دہلی۔ ۱۱۰۰۰۱

فون: 34-23383232، فیکس: 91-11-23387547

Email :newdelhi@icro.ir

Website: newdelhi.icro.ir

ISBN: 964-439-118-7

الہدیٰ انٹیرنیشنل پبلشر اینڈ ڈسٹریبیوٹر

Email: alhoda@icro.org

Website: www.al-hoda.org

پریس: الفا آرٹ، نویڈا

انتساب

ان عارفین کرام کے نام

جنھوں نے

ہندوستان میں اسلام کی تبلیغ فرمائی

فہرست

دیباچہ

زیرِ Ã مجموعہ بعنوان ''حضرت علی علیہ السلام: سرچشمۂ عرفان اسلامی'' ان مقالات پر مشتمل ہے جنہیں اسا+ؔہ، محققین اور دانشوروں نے ایران کلچر ہاؤس، نئی دہلی اور جامعہ اسلامیہ، نئی دہلی کے اشتراک سے منعقد ہونے والے سمینار میں پیش کیا تھا۔ عرفان اسلامی کا مآ :ؔ خود قرآن اور L رسولؐ ہے۔ دنیوی ز+ گی محض ایک سفر ہے، جس کی آ%ی منزل آ%ت ہے۔ خوشنودی : اکا متلاشی راہ صدق و صفا پر گامزن ہو* ہے، وہ H ہوں سے بھری ہوئی اسی د* میں ز+ گی بسر کر* ہے 1 اس کا دامن آلائشوں سے * پاک و صاف رہتا ہے، کھا* پیتا ہے 1 لذت و شہوات کے لئے نہیں، مال کما* ہے لیکن راہ : امیں % چ کرنے کے لئے۔ قرآن کا درس ہے کہ و ما الحیوٰۃ الدّنیا الّا لعب و لھو و للدّار الاخرۃ خیر لّلّذین یتّقون افلا تعقلون (یعنی د* کی یہ ز+ گی صرف کھیل تماشہ ہے اور دار آ%ت صاحبان تقویٰ کے لئے & سے بہتر ہے۔ کیا تمہاری سمجھ میں یہ * بات نہیں آ رہی ہے۔ (سورہ اÅم، آیت $ ۳۲)

المؤمنون علی الحضر پر غور و فکر کریں اور امیر المؤمنین، سلطان العارفین مولائے کائنات حضرت علی علیہ السلام کے اس بیان پر کہ ''بیشک ! اللہ کا خوف ہدا $ کی کلید اور آ%ت کا ذخیرہ ہے۔ (خواہشوں کی) ہر غلامی سے آزادی اور تباہی سے رہائی کا * (ؔ ہے (نہج البلاغہ، خطبہ ۲۲۷) اور یہ کہ ''بیشک اللہ سبحانہ نے اپنی * یاد کو دلوں کی صیقل قرار * دیا ہے،

جس کے* ۔ (وہ (اوامر ونواہی سے) بہرا ہونے کے بعد g لگے اور+ ھے پن کے بعد دیکھنے لگے''۔(نہج البلاغہ،خطبہ۹۱۲)مز+ یہ کہ ''اللہ سبحانہ اپنے بندوں کو گو• گون سختیوں کے ذریعہ آز ما+ ہے اور ان سے ایسی عبادت کا خواہاں ہے جو طرح طرح کی مشقتوں سے بجالائی گئی ہو اور انہیں قسم قسم کی*• گواریوں سے جانچتا ہے+ کہ ان کے دلوں سے تمکنت اور غرور کو* ۔ ہر نکال کرے اور ان کے Oس میں عجز و فروتنی کو جگہ دے اور یہ کہ اس ابتلا وآزمائش (کی راہ) سے اپنے فضل و امتنان کے کھلے ہوئے دروازوں+- (انہیں) پہو™ ئے اور اسے اپنی معافی و بخشش کا آسان وسیلہ وذریعہ قرار دے''۔(نہج البلاغہ،خطبہ۱۹۰)

حضرت علیؑ کی حیات و عبادت اور ر* یضت ،طرز ز+ گی اور معاشرت,پÃ ڈالیں تو & سے,ڈھکر پیغمبرؐ,پ ان کی,پ وانہ وار جا• ری اور L ,پ عمل اور ان کے علم قرآن اور اس کی عملی تفسیر,پ ،تو سمجھ میں آئے گا کہ کلام اللہ نے یہ کیوں کہ کہا کہ "قل کفٰی باللہ شھیداً بینی و بینکم و من عندہ علم الکتاب"۔ بیشک !علیؑ ویسے تھے جیسا کہ: ا اور اس کے رسولؐ نے روشناس کر* یہ ہے۔وہ فروتنی کی* ۔ت ہو* پ ک و* پ کیزہ اکل حلال کی، نیک عادات وخصائل کی* یراہ : امیں مال% چ کرنے کی ،طرز گفتگو اور مئ گفتار کی اور L ,پ عمل کی* یعدل وا « ف کی غرضکہ ز+ گی کے ہر شعبہ حیات کی تو ہم* پ تے ہیں کہ عصمت وطہارت خود ان کی گواہ ٹھہری۔اس لئے د* ئے تصوف نے کہا کہ علیؑ ہی عرفان اسلامی کا منتہی ہیں۔صوفیا کے & ہی سلسلے آپ سے جا ملتے ہیں۔

عارفین عبادت کرتے ہیں تو اس طرح کہ جس طرح قرآن کا بیان ہے "تتجا فی جنوبھم عن المضاجع یدعون ربّھم خوفا وطمعا و ممّا رزقنٰھم ینفقون"۔(ان کے پہلو بستر سے الگ رہتے ہیں اور وہ اپنے,پ وردگار کو خوف وطمع کیC ید ,پ پکارتے ہیں او رہمارے دئے ہوئے رزق سے ہماری راہ میں اÌ ق کرتے رہتے

ہیں۔السجدہ ، آ $ ۱۶)۔فرٹا یہ حضرت علی علیہ السلام نے کہ اے! د* دور ہو جا، مجھے کیوں لبھاتی ہے۔ میں نے تو تجھے تین طلاق دے دیئے ہیں* کہ رجوع کی کوئی گنجائش ہی نہ رہ جائے۔

غرض کہ ز+ گی کے کسی بھی زاویہ سے ،اسکے کسی بھی حصّہ میں اور کسی بھی موڑ پہ حیات مرتضوی کو دیکھئے تو آپ کہہ اٹھیں گے کہ یہ علیؑ ہی ہیں جو امیرالمومنین ، امام المتقین ، سیدالاولیاوعارفین اور وصی رسولؐ رحمت اللعالمین ہیں ،جن کی حیات طیبہ بعد رسولؐ د* کے لئے بہترین نمونہ عمل ہے۔ان کی تعلیمات پہ عمل کرنے میں د* اور آ%ت دونوں میں کامیابی ہی کامیابی ہے۔صوفی اور عارف بھی وہی کہتا ہے جو رسولؐ نے کہا تھا من کنت مولا ہ فھذا علی مولاہ ' اوران کے اقوال اور کردار کی روشنی میں عمل پیرا ہو کر # اللہ، # رسولؐ اور اہل بیتؑ میں مستغرق رہتا ہے۔

مجھے امید ہے کہ مقالات کا یہ مجموعہ محققین ،دانشوروں اور طلباء & ہی کے لئے مفید *. $ ہوگا اور اسے قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔

آ یئے! آ% میں ہم & دعا کریں کہ: اہمیں قرآن و L رسولؐ اور اسوہ اہل بیتؑ پہ چلنے کی توفیق » فرمائے۔آمین

فقط والسلام

ڈاکٹر کریم نجفی
کلچرل کاؤنسلر، جمہوری اسلامی ایران
دہلی نو-۱۱۰۰۰۱

پیش لفظ

ز یĀ کتاب ''**حضرت علی علیہ السّلام سرچشمۂ عرفان اسلامی**'' سیمنار میں پیش کئے گئے مقالات کا مجموعہ ہے۔ یہ سیمنار میرے پیش رو جناب جلال تملہ صا # کی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔اس سیمنار کاانعقاد ۲۰۰۳ء میں ہوا تھا۔

"انّ الدین عند اللہ الاسلام "(قرآن مجید)" جمہ: ''اللہ کاپسند+ہ دین اسلام ہے۔''

اسلام ہی د * کے اۡ*ین ومذاہب میں اصلیت میں ا ی ایسا دین ہے جو دین فطرت ہونے کا دعویٰ کر* ہے جس کا ثبوت ہر شعبۂ حیات سے ملتا ہے۔اسلام کے مکمل احکام و قوا 2 ساری د * کے لئے مساوی طور پر* نفذ کئے گئے ہیں۔قرآن مجید پوری د * کے لئے ازل سے+ -- M K کے لئے مکمل دستور حیات ہے۔اس کے# روہ & کچھ موجود ہے جو ہر عہد کی ضرورتوں کو پورا کر* ہے۔جس کا دعویٰ قرآن مجید خود کر* ہے۔

"لا رطب و لا یابس الا فی کتاب مبین"، "جمہ: د * کا کوئی خشک و" ایسا نہیں جو کتاب مبین میں موجود نہ ہو۔

عالم اسلام میں حضرت علی علیہ السلام ایسی شخصیت ہیں جنہیں ہر شعبہ حیات میں منفرد اور امتیازی حیثیت حاصل رہی ہے۔حضرت علیؑ مولائے کائنات کی ذات اقدس وہ ذات ہے جس کو رسول: احضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت سے ہی جامع کمالات ہونے کا شرف حاصل رہا ہے۔ وہ تمام راز وعلوم جو رسول اللہ کو* ری تعالی نے وحی والہام کے

ذریعہ» کئے،رسول: انے انہیں حضرت علیؑ کو منتقل کر* ۔

رسول اللہؐ حضرت علیؑ کی صلاحیتوں پہ مکمل اعتماد و بھروسہ کرتے تھے۔ اس* ت کا # ازہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد مبارک سے لگا یا جا سکتا ہے۔ جو حضرت علی کے ا- فیصلہ کو سن کر آپ نے فر* یا تھا:

''الحمد لله الذی جعل فینا اهل البیت من یقضی علی سنن داؤد''.

ترجمہ: تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہم اہل M میں ا- شخص کو ان صلاحیتوں سے نوازا ہے کہ جن کے L حضرت داؤد کی سنتوں کو پیش Ã رکھ کر وہ مقدمات کے فیصلے کر* ہے۔

حضرت علیؑ حقیقتاً سرچشمۂ عرفان اسلامی ہیں۔ رسول اللہؐ جس کو* ب علم کے* م سے خطاب فرما N وہ شخصیت کتنی عظیم ہوگی اس کا # ازہ لگا* بھی مشکل ہے بس اتنا کہنا کافی ہے کہ ابتداء علم بھی علیؑ اور انتہائے علم بھی علیؑ۔

حضرت علیؑ کو د * کے دانشوروں اور عظیم مفکروں نے % اج عقیدت پیش کیا ہے۔ مولائے کائنات کے علم ودانش، فہم وفرا & Ä و ° ، عدا } وا « ف اور جہاں* نی و حکمرانی کی عظمت کا اقرار کیا ہے انہیں د * ئے بشر $ و K M کا ا- بے مثال اور لا* نی شاہکار* ہے۔

حضرت علی علیہ السلام مفارقت کے اعلیٰ* ین منصب پہ فا* تھے۔ حقائق کے اصول اور تشریح طر g میں انہیں اولیٰ* ین کمال حاصل تھا۔ تصوف کا سلسلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شروع ہو کر امیر المؤمنین حضرت علیؑ مرتضیٰ کے ذریعہ حضرت جنید بغدادی ت- پہنچتا ہے۔ حضرت علی معرفت الٰہی، شریعت، طر g کے* جمان تھے آپ نے خود فر* یا: ''مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معرفت الٰہی کے ستر (۷۰) ابواب بتائے ہیں۔ میرے علاوہ یہ علم کسی کو حاصل نہیں''۔

علماء ومفکرین ودانشوروں نے مولا علی کو اپنے اپنےÃ یہ،فکر وفہم اور بصیرت کے مطابق پیش کیا ہے۔

فی زمانہ اسلام مخالف طاقتیں متحد ہوکر اسلام کی شبیہ کو بگاڑنے میں مصروف ہیں۔ اسلام جوامن وآشتی کا پیغام دیتا ہے۔جس کا مفہوم ہی صلح کل ہے۔اسے دہشت گردی سے جوڑ رہے ہیں۔اس لئے ضروری ہے کہ اسلام کے پیغام کو پوری شدت کے ساتھ د* کے ہر فرد- پہنچایا جائے۔حضرت علیؑ جو سرچشمۂ عرفان اسلامی ہیں ان کے بتائے ہوئے راستہ پر چل کر یہ کام بآسانی کیا جاسکتا ہے۔

خانہ فرہنگ ،اسلامی جمہوری ایران، نئی دہلی نے ۲۰۰۳ء میں ایک سیمنار ''تصوف و عرفان اسلامی، حضرت علیؑ سرچشمہ عرفان'' کے عنوان سے منعقد کیا تھا۔اس سیمنار میں ہندوستان کی مختلف یونیورسٹیوں کے اساتذہ ودانشوروں نے شرکت کی تھی اور اپنے مقالے پیش کئے تھے۔ان میں زیادہ تر کا تعلق جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی،علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ، بنارس ہندو یونیورسٹی، بنارس، جموں یونیورسٹی، جموں اور کچھ دوسرے تعلیمی وتحقیقی اداروں سے تھا۔سیمنار میں پیش کئے گئے مقالوں کو مندرجہ بالا عنوان سے کتابی شکل میں پیش کیا جارہا ہے۔ہم تمام مقالہ نگار حضرات کے شکر گزار ہیں جنہوں نے اس سیمنار میں اپنے تحقیقی مقالے پیش کئے۔

ہم پروفیسر سید محمد عزیز الدین حسین، سابق صدر شعبۂ تاریخ وثقافت، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی، پروفیسر سید اختر مہدی صدر شعبۂ فارسی، جواہر لال نہرو یونیورسٹی، نئی دہلی، جناب مجید احمدی، جناب اظہار عثمانی، خانم عائشہ فوزیہ، جناب علی رضا اور جناب حارث منصور کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے اس سیمنار کے انعقاد اوران مقالات کی تدوین میں ہماری مدد کی۔

ڈاکٹر عبدالحمید ضیائی

ڈائریکٹر

خانہ فرہنگ اسلامی جمہوری ایران

مقدمہ

اس موضوع کا انتخاب میں نے جناب سید شاہد مہدی صا # ۔سابق وائس چانسلر، جامعہ ۔ اسلامیہ کے مشورہ سے ۲۰۰۳ء میں کیا تھا پھر جناب جلال تملہ صا # سے .ت کی تو اس کے نتیجہ میں یہ سیمنار خانہ فرہنگ ا. یان میں ہو رہا ہے۔ میں شکر اً ۰ ار ہوں جناب جلال تملہ صا # ڈا. ٔ یکٹر خانہ فرہنگ ا. یان، نئی دہلی کا جنہوں نے اس سیمنار کا انعقاد کیا۔ اس سیمنار میں ہماری درخوا & ,پ ملک کے مختلف حصوں کے دانشور حضرات جن کا تعلق ہندوستان کی مختلف یونیورسٹیوں اور صوفیائے کرام کی درگاہوں سے ہے شر ۔ ہو رہے ہیں اور اس موضوع ,پ اکیڈمک سیشنز میں اپنے مقالات پیش فرما N گے۔ اس میں تصوف و عرفان کے تین ما : ,پ * .ت ہوگی قرآن حکیم، احاد $ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علیؑ کے خطبات ومکتو* .ت کا مجموعہ نہج البلاغہ۔

اسلام میں ابتداء سے ہی عرفان کی روا $ رہی ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول ''الفخر فخری ''اس کی واضح مثال ہے۔اصحاب صفہ اور صحابہ حیات t ی سے ہی اس کی پیروی کرتے رہے۔عرفان، اسلام کا اہم % و ہے۔اس کی C ی دیں قرآن اور L میں پیو & ہیں۔قرآن حکیم کا ارشاد ہے ''قولوا للناس حسنا ''یعنی لوگوں کے لئے حسین * .ت کہو ا ۔ اور جگہ قرآن کریم میں ارشاد ہو* ہے۔''وہ اللہ ہی ہے جس نے ہر چیز کو حسن بخشا''۔رسول اللہ کا ارشاد ہے۔''مومن سر* ,پ الفت ومحبت ہے۔اس آدمی میں سرے سے کوئی بھلائی نہیں جو نہ دوسرے لوگوں سے محبت کا سلوک کرے اور نہ دوسرے لوگ ہی اس

سے محبت کریں“

عرفان کی یہ روا $ حضرت علی علیہ السلام سے وابستہ ہے تمام صوفی سلسلے سوائے نقشبندیہ سلسلے کے حضرت علیؑ سے منسوب ہیں۔ آپ کے خطبات اور مکتو* بات میں جگہ جگہ عرفان سے متعلق اشارے ملتے ہیں۔ ظاہر* طن کی دوری کو مٹا* ہی تصوف میں ر* ضت و عبادت کا مقصد ہے۔ اور اس کے ذکر وفکر کا حصول ہے۔ صوفی کثرت کے پردوں کو چیر کر اس نسبت یکتائی کی تلاش کر* ہے۔ جو صورت اور مادے کے درمیان نسبت ¼ رہے۔

امام جعفر صادقؑ صوفی کی تعریف ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں ”جو* طن رسولؐ پر ز* گی بسر کرے وہ صوفی ہے“۔ صوفی کو اس کے Ñ کے خلاف . وجہد اس کو عبادت و ر* ضت کی طرف لے جاتی ہے* کہ عرفان سے بہرہ ور ہو* ممکن ہو سکے۔

مندرجہ* لا نکات کی روشنی میں تصوف اور اس کی صحیح اسلامی روح کو سمجھنے کے لئے ضروری تھا کہ تصوف کے اصل ما: کی طرف رجوع کیا جائے۔ یعنی قرآن، حد $ اور نہج البلاغہ لہٰذا اس سمینار میں تحقیقی مقالوں کا اصل موضوع اور دا ٔہ بحث مندرجہ* لا ما: ہی ہیں* کہ تصوف کی بحث کو اس کے اصل منبع ومخرج -- محدود رکھا جا سکے۔ کیوè اس سمینار میں تصوف کی ابتداء وارتقاء پر روشنی ڈالنا مقصد تھا* کہ بحث کو مختلف صوفی Î ں کے بجائے صرف تصوف کے C دی ما: پر مرکوز کیا جائے۔ میں شکر گذار ہوں ان تمام مقالہ نگار حضرات کا جنھوں نے اس موضوع سے متعلق اپنے مقالے تحر ‌یر فرمائے جو آج منظر عام پر کتابی شکل میں آرہے ہیں۔

میں شکر گذار ہوں جناب جلال تملہ صا # ، سابق ڈا ٔ یکٹر، خانۂ فرہنگ جمہوری اسلامی ا ‌یران، نئی دہلی کا جن کی مدد اور دلچسپی کے* (یہ سمینار ۲۰۰۳ء میں منعقد ہوسکا اور مشکور رہوں ڈاکٹر عبد الحمید ضیائی صا # ڈا ٔ یکٹر خانۂ فرہنگ جمہوری اسلامی ا ‌یران،

نئی دہلی اور جناب مجید احمدی، پروجیکٹ مینیجر کا جن کے زیر سرپرستی اس میں پڑھے گئے مقالات شائع ہو سکے۔

پروفیسر سید محمد عزیز الدین حسین ہمدانی
شعبۂ تاریخ وثقافت
جامعہ اسلامیہ، نئی دہلی

تصوف و عرفان اسلامی:
حضرت علیؑ سرچشمۂ عرفان

پروفیسر سید محمد عزیز الدین حسین ہمدانی

تصوف وعرفان کا تعلق صفائ* طن* یتصفیہ اخلاق واصلاح وتعمیر ظاہری* طن ہے۔ابو جحیفہ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ ہمارے ساتھ تشریف فرماتھے اسی حا } میں آپ کا رَ- متغیر تھا آپ نے فر* ی ''د * کی صفائی گئی اور کدورت* قی رہ گئی پس آج کل ہر مسلمان کے لئے موت ای- تحفہ ہے''۔(رسالہ قشیریہ۔۶۲۱). # کوئی شخص عرفان کے ان راز ہائے بستہ کی تلاش میں نـ ہے تو اس کے # رکی روشنی اس میں مددگار ہوتی ہے۔اور یہ روشنی اس کی اپنی # رو* پ کیزگی کے ساتھ.ھتی چلی جاتی ہے اور % کارا سے نفسانی خواہشات اور د * وی لذات سے دور کر دیتی ہے، زہد و فقر سے اس کو جلا حاصل ہوتی ہے۔جو چیز تصوف و عرفان کو ,ـ ک لذات دنیوی سے ہمکنار کرتی ہے، اس کا م ہے عشق۔یہ عشق ہی تو ہے جو عارف کو ہر طرح کے مصائ $ کو تحمل کرنے کی صلا A » کر* ہے، تمام تکالیف کو. دا & کرنے کی قوت » کر* ہے۔

تصوف و عرفان سے متعلق تصورات قرآن حکیم میں موجود ہیں۔ارشا* ری تعالیٰ ہے: ''بیشک اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کئے رہتے ہیں اور جو لوگ حسن سلوک اختیار کئے رہتے ہیں''۔(النمل :۱۲۸) قرآن حکیم میں ارشاد ہو رہا ہے''اور اگر تم صبر اختیار کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو یہ معا5 ت کو پختگی سے ا • م دینے کا طر i ہے''۔

(آل عمران: ۱۸۶) پھر ارشاد باری تعالیٰ ہو رہا ہے ''سوتم لوگ نیک کاموں میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے میں کوشش کرو (البقرہ: ۱۴۸) پھر ارشاد ہورہا ہے ''اور دنیوی زندگی تو کچھ بھی نہیں بجز کھیل تماشے کے اور تقویٰ رکھنے والوں کے حق میں یقیناً آخرت کا گھر کہیں بہتر ہے۔تو کیا تم عقل سے کام ہی نہیں لیتے (الانعام: ۳۲) اللہ صبر کو ترجیح دیتا ہے اور قرآن حکیم نے واضح کر دیا: ''اور اللہ صبر کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے''۔(البقرہ: ۲۴۹) اور نیک کام کرتے رہو یقیناً وہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے (البقرہ: ۱۹۰) ارشاد باری تعالیٰ ہے ''آپ نیکی سے بدی کو ٹال دیجئے تو پھر یہ ہوگا کہ جس شخص میں اور آپ میں عداوت ہے وہ ایسا ہوجائے گا جیسے وہ آپ کا دلی دوست ہے (حم السجدہ: ۳۴) پھر ارشاد فرماتا ہے ''ایسے لوگ جنہیں تجارت وفروخت ذکر: اللہ، نماز و زکوٰۃ سے غافل نہیں کرتی (نور: ۳۷)۔ جب عرفان کامل کے ساتھ حق تعالیٰ کی محبت و عشق کا جذبہ بھی عارف کے دل میں پیدا ہوجاتا ہے تو وہ اپنی عبدیت کی تحقیق کے ساتھ اللہ کی ذات میں داخل ہوجاتا ہے اور ہروقت چشمہ قرب سے شراب محبت میں سرشار رہتا ہے۔دعوتی کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے پڑھنے والوں سے بھی ہمیں یہی عرفان حاصل ہوتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآنی جمالیات کا مکمل اور اعلیٰ ترین نمونہ وپیکر ہیں جیسا کہ قرآن حکیم میں آپ کے لئے ارشاد ہوا ہے: بے شک تم خُلق عظیم پر فائض ہو۔آپؐ نے فرمایا مومن سراپا الفت و محبت ہے اس آدمی میں سرے سے کوئی بھلائی نہیں جو نہ دوسرے لوگوں سے محبت کا سلوک کرے اور نہ دوسرے ہی اس سے محبت کریں۔(مشکوٰۃ) ابوموسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ صحابہ نے رسول اللہؐ سے عرض کیا یا رسول اللہؐ کون سا مسلمان افضل ہے۔فرمایا جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان سلامت رہیں (بخاری) حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا ''نیکی کی رہنمائی کرنے والا نیکی کرنے والے کے مثل ہے اور اللہ تعالیٰ مصیبت زدہ کی دستگیری کو پسند کرتا ہے

(بخاری) ہمارے نبیؐ کا ارشاد ہے کہ تمام عالم کے لئے دعا مانگو شا‡ اللہ تعالیٰ تم پر بھی رحم کرے ''پیغمبر کا فخر'' ''میرا فقر میرا امتیاز ہے'' حضور انور اس دعاء سے محبت ہی کو طلب کرنے کی تعلیم دے رہے ہیں۔ کیوèعرفان کے بغیر رو$ نہیں اور رو$ ومحبت کے بغیر لذت نہیں۔ ظاہر ہے کہ جس چیز کی معرفت ہی نہ ہو،Kا ن کو اس کی رو$ کا بھی اشتیاق نہ ہوگا اور جس کو اشتیاق ہی نہ ہو اس کو رو$ سے لذت بھی حاصل نہیں ہوگی۔ لہٰذا لذت کی حقیقت محبت ہے اور محبت رو$ پر منحصر ہے اور رو$ بغیر معرفت کے* ممکن ہے۔ ظاہر ہے کہ عرفان وعشق دونوں ضروری ہیں اور ان ہی کا نتیجہ لذت ہے۔ رسول اللہؐ نے اپنی بعثت کا مقصود ہی مکارم اخلاق کی تتمیم بیان کرنے پر رکھا۔

حضرت علیؑ کی شخصیت کی تعمیر میں آنحضرتؐ کا ا اہم کردار رہا ہے۔ مولا علیؑ کی شخصیت کے مختلف عناصر کی تشکیل رسولِ : ؐ کی نگرانی میں ہوئی یہاں- کہ آپ کی ذات / امی t ت اور اس کی خصوصیات کے علاوہ رسولِ : ؐ کی شخصیت کے مختلف فکری اور اعتقادی زاویوں کی ا- حقیقی تصو بن گئی۔ حضرت عمار* سر فرماتے ہیں ''رسول: انے علیؑ کو مخاطب کر کے فرما'': ا+ عالم تمہیں ایسے زیورات سے سجائے جن سے اس نے اپنے کسی بندے کو آراستہ نہ کیا ہو۔ وہ: اکے خالص اور نیک بندوں کا مخصوص زیور ہے جو زہد اور د* سے بے رغبتی ہے تمہیں: انے ایسا بنا یا ہے کہ تم د* کی کسی بھی شے سے اپنے آپ کو آلودہ نہ کرو''۔ (مناقب آل ابی طا) ۔۲۹۴)

ام سلمی سے روا$ ہے کہ رسول: ؐنے فرما : ا+ عالم نے ہر نبی کے لئے ا- وصی منتخب کیا ہے اور میرے بعد علیؑ میری عترت، میرے اہل M اور میری امت میں میرے وصی ہیں'' شیخ شرف الدین یحییٰ âی فرماتے ہیں قاضی نے عرض کیا کہ اس آ$ کریمہ: و یطعمون الطعام علی حبہ مسکیناً و یتیماً و اسیرا۔ اور کھا کھلاتے ہیں اس کی محبت میں مسکین اور یتیم اور اسیر کو۔ کا ول کس کے حق میں ہے؟

حضرت مخدوم عظمہ اللہ نے فر*ٹا یا اس کا,نزول امیر المومنین علی کرم اللہ و õ کے حق میں ہے۔
اس کا قصہ یوں ہے کہ امیر المومنین حسن وحسین رضی اللہ عنہما علیل ہو گئے۔ حضور پر نور رسول
: ؐ اان دونوں کو دیکھنے کے لئے آئے۔ سیدۃ النساء العالمین فاطمۃ الزہراؑ اور سید* علی المرتضیٰ
رضی اللہ عنہما سے فرٹا یا۔ آپ دونوں منت مان لیجئے۔ اس+ رکی .. سے : ا+ تعالیٰ
انہیں شفا » فرمائے گا۔ امیر المومنین حضرت علیؑ اور سیدۃ النساء العالمین فاطمہ زہرا (س)
نے تین روزوں کی+ رمان لی۔ اس وقت فضہ* می کنیز بھی آپ کے* پ س تھیں انہوں نے
بھی ان دونوں کی موافقت میں منت مان لی۔ اس کے بعد اللہ رب العزت نے امیر المومنین
حسن وحسین رضی اللہ عنہما کو شفا » فرمائی اس کے بعد منت ادا کرنے کے لئے روزہ رکھنا
شروع کیا۔ پہلے دن . # روزہ رکھا تو شام کے وقت تین روٹیاں پکا N ۔ افطار کے لئے
. # روٹی سامنے رکھی گئی اس وقت ا ی- مسکین نے آکر صدا دی کہ اے اہل .M t ت
والرحمہ مسکینوں سے ا ی- مسکین ہوں مجھے کھلایئے۔ امیر المومنین حضرت علیؑ وفاطمہ (س) نے
اپنی دونوں روٹیاں اس مسکین کو د+ یں اور ان کی کنیز نے بھی اپنی روٹی دے دی۔ اور پھر
دوسرے اور تیسرے دن بھی ایسا ہی ہوا۔ اس کے بعد جناب جبر L علیہ السلام یہ آیہ کریمہ
لے کر حضور کے* پ س آئے۔ اس آ $ کا,نزول انہیں کے حق میں ہے اس کام کا صدور چوè
انہیں اہل .M سے ہوا اس لئے مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ اس آ $ کا,نزول انہیں کے
حق میں ہے۔ (معدن المعانی ۔۷۰۵) حافظ شاہ محمد علی حیدر، ''مناقب المرتضی من مواھب
المصطفی ''، میں غدیر کا واقعہ ان الفاظ میں رقم فرماتے ہیں۔ ''جس سال حضور اکرمؐ نے حج %
کیا، راستے میں ا ی- جگہ ٹھہر کر رسول : انے حکم*: ú ژ* جما (+ پڑھی جائے۔ اس کے
بعد آپ نے علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر فر*ٹا یا: کیا میں مومنوں کے نفسوں پر ان سے ژ* دہ حقدار نہیں
ہوں؟ تو انہوں نے کہا کیوں نہیں؟ $ آنحضرتؐ نے فرٹا یا: تو یہ علیؑ بھی اس کے ولی ہیں
جس کا میں مولا ہوں۔ پروردگارا! اسے دو & رکھنا جو اسے دو & رکھے اور اسے دشمن رکھنا

جواس سے دشمنی کرے‘اس دور کی اہم شخصیات جن حضرات نے حد $ غد یکو روا $ کیا ہے ان میں حضرت ابو بکر صدیقؓ،حضرت عمر فاروقؓ،حضرت عثمان غنیؓ،حضرت عبدالرحمٰن بن عوف،حضرت عباس بن المطلب،حضرت عمار* یسر،حضرت ام سلمیٰ،حضرت فاطمہ .M حمزہ وغیرہ کے* م .ی اہمیت کے حامل ہیں۔ابن حجر مکی صواعق محرقہ میں ابن المسیب سے روا $ کرتے ہیں کہ ’’حضرت عمر فرماتے تھے اشراف کو قبول کرواوران کو دو & رکھواور کمینہ آدمیوں سے آ. وبچاؤ اور یہ سمجھ لو کہ کوئی شرف تمام نہیں ہو* بغیر علی کی ولا $ کے(۱۰۹)۔ اموی حکمراں عمر بن عبدالعزیز کا قول ہے۔رسول اللہؐ کے بعد امت مسلمہ میں کوئی شخص ایسا Ã نہیں آ* جو علیؑ سے ز* یدہ زاہد ہو۔انہوں نے ا M پ ا M نہیں رکھی یہاں -- کہ سر کنڈوں کی چھت بھی نہ بنائی (+ کرۃ الخواص۔۱۱۷)

مو* ضیاء الدین. نی جو حضرت Â م الدین اولیاء کے مر+ تھے، لکھتے ہیں ’’صحابہ میں مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کوئی حیثیتوں سے مسلمہ طور پر شرف حاصل ہے۔ & سے پہلے یہ کہ وہ رسول اللہؐ کے چچازاد بھائی۔دوسرے یہ کہ حضرت مصطفیٰؐ نے حضرت علیؑ کی ماں اور* پ کی .M میں پرورش* ئی۔تیسرے یہ کہ رسول اللہؐ کے نور Ã یعنی حسنؑ وحسینؑ کے* پ تھے۔چوتھے یہ کہ پیغمبرؐ نے ان کو صحابہ میں & سے .ا زاہد کہا ہے* نچویں یہ کہ صحابہ میں وسعتِ علم کے لحاظ سے ان کی نظیر نہ تھی،چھٹے یہ کہ بیعت اسلام سے پہلے بھی،کفر وشرک ان کے دل میں ا یہ لمحہ کے لئے بھی داخل نہ ہوا۔ساتویں یہ کہ ان کی سخاوت کے متعلق چند آیتیں* زل ہو N ۔(* ریخ فیروز شاہی:۴۵)عقبہ بن علقمہ بیان کرتے ہیں کہ میں علیؑ کے* پس پہنچا تو دیکھا کہ آپ کے سامنے سوکھی ہوئی روٹیاں رکھی ہوئی ہیں اوراس کے ٹکڑے کھارہے ہیں۔میں نے کہا:امیر المومنین آپ یہ کھاتے ہیں؟ تو آپ نے فر* یا رسول :ؐ اس سے ز* یدہ خشک روٹی کھاتے تھے اوراس سے ز* یدہ کھر درا لباس پہنتے تھے۔لہٰذا میں نے اگر ان* توں پر عمل نہ کیا جن پر آنحضرتؐ عمل کرتے تھے تو مجھے ڈر ہے کہ میں ان سے ملحق

ہی نہ ہوسکوں گا۔ آپ فرماتے ہیں کہ حکم: اکو وہی شخص رائج کرسکتا ہے جو سازش، ضعیف عمل اور ہوائے Ñ کی پیروی کرنے والا نہ ہو۔ ان ہی خصائص کی بنا پر * ی دہ ۃ صوفیائے کرام مولا علیؑ کی ولا $ کے قائل ہیں۔ حضرت سید محمد حسینی بندہ نواز گیسو دراز فرماتے ہیں:

غزل کیوں * کہی * در کرم ایسے ولی کا ہے ثنا یو & کیا سو میں دیکھو حضرت علیؑ کا ہے

, ۃ M علم و تعلیم کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے اپنے W حسنؑ سے خطاب کرتے ہیں۔ ''تمہاری اخلاقی , ۃ M بھی پیش Ã ہے لہٰذا منا & سمجھا کہ یہ تعلیم و ۃ M اس حا) میں ہو کہ تم نوعمر اور بساط دہر پر * زہ وارد ہو اور تمہاری M کھری اور Ñ* پر کیزہ ہو اور میں نے چاہا تھا کہ پہلے کتاب: ا، احکام شرع اور حلال و حرام کی تعلیم دوں اور اس کے علاوہ دوسری چیزوں کا رخ نہ کروں لیکن یہ + یشہ پیدا ہوا کہ کہیں وہ چیزیں جن میں لوگوں کے عقا+ اور مذہبی خیالات میں اختلاف ہے تم پر اسی طرح مشتبہ نہ ہو جا N جیسے ان پر مشتبہ ہوگئی ہیں * وجود یہ کہ ان غلط عقا+ کا + کرہ تم سے مجھے * پسند تھا۔ 1 اس پہلو کو مضبوط کر دینا تمہارے لئے مجھے بہتر معلوم ہوا''۔ (نہج البلاغہ ۲۹۴) پھر علم کے حصول کے سائنٹفک طر i , پر جو آج * + ریخ نگاری میں رائج ہے فرماتے ہیں ''جس راہ پر تمہارے * وا ادا اور تمہارے گھرانے کے افراد چلتے رہے ہیں اسی پر چلتے رہو لیکن اگر تمہارا Ñ اس کے لئے تیار نہ ہو کہ بغیر ذاتی تحقیق سے علم حاصل کئے ہوئے جس طرح انہوں نے حاصل کیا تھا ان * توں کو قبول کرے تو بہر حال یہ لازم ہے کہ تمہارے طلب کا + از سیکھنے اور سمجھنے کا ہو اور . # یہ یقین ہو جائے کہ اب تمہارا دل صاف ہو H ہے اور اس میں اثر e کی صلا A پیدا ہوگئی ہے اور ذہن پورے طور پر یکسوئی کے ساتھ تیار ہے اور تمہارا ذوق و شوق ا۔ نقطۂ Ã پر جم H ہے تو پھر ان مسائل پر غور کرو جو میں نے تمہارے سامنے بیان کئے ہیں۔ (نہج البلاغہ ۲۰۷)

علمائے بے عمل کی مذمت ان الفاظ میں فرماتے ہیں ''تم کو ان لوگوں میں سے نہ ہو *

چاہئے کہ جوعمل کے بغیر حسن ا • م کی امید ر p ہیں اور امیدیں .ڑھا کرتو بہ کو خیر میں ڈال دیتے ہیں جو د * کے . رے میں زاہدوں کی سی * . تیں کرتے ہیں 1 ان کے اعمال د * طلبو ں کے لئے ہوتے ہیں ۔ اگر د * انہیں ملے تو وہ سیر نہیں ہوتے اور اگر نہ ملے تو قنا (نہیں کرتے جو انہیں 5 ہے اس پر شکر سے قاصر رہتے ہیں اور جو بچ رہا ہے اس کے اضافہ کے خواہشمند رہتے ہیں ۔ دوسروں کو ا کرتے ہیں اور خود . ز نہیں آتے (نہج البلاغہ ۸۵۳) عالم بے عمل کی مزید مذمت وضا # کے ساتھ ان الفاظ میں فرماتے ہیں ''وہ عالم جو اپنے علم کے مطابق عمل نہیں کر- وہ اس سر گر داں جاہل کے ما # ہے جو جہا) کی سرمستیو ں سے ہوش میں نہیں آ- ۔ بلکہ اس پر اللہ کی حجت ز* یدہ ہے اور اللہ کے نز د یک وہ ز* یدہ قابل مذمت ہے''۔ (نہج البلاغہ ۳۱۲)

قرآن حکیم کی اس آ $ یعنی ''نصیحت وعبرت حاصل کرو گذرے ہوئے لوگوں کے اچھے اور . ے معا 5 ت سے'' آپ فرماتے ہیں ''اگر چہ میں نے اتنی عمر نہیں * پ ئی جتنی اگلے لوگوں کی ہوا کرتی تھی ۔ پھر میں نے ان کی کارگذاریوں کو دیکھا ، ان کے حالات وواقعات میں غور کیا اور ان کے چھوڑے ہوئے K ت میں سیر وسیا # کی ، یہاں -- کہ گو * یا میں بھی انہیں میں کا ا یک ہو چکا ہوں بلکہ ان & کے حالات ومعلومات جو مجھ -- پہونچ گئے ہیں ان کی وجہ سے ایسا ہے کہ گو* یا میں نے ان کے اول سے لے کر آ % -- کے ساتھ ز گی گز اری ہے'' ۔ (نہج البلاغہ ۶۹۴) یہ مولا علیؑ کا نہا $ اہم خطبہ ہے اس لئے کہ اس خطبہ میں آپ نے - ریخ کے مطالعہ کی اہمیت کو واضح الفاظ میں بیان فر* تا یہ ہے جو زہد و عرفان کے سفر میں . ڑی مدد کی حامل ہے ۔ لیکن آج ہمارا حشر یہ ہے کہ ہم اپنی - ریخ سے ہی واقف نہیں ۔

پھر حصول علم کے بعد کیا ہو- ہے آپ فرماتے ہیں ''علم نے انہیں ا یک دم حقیقت و بصیرت کے انکشافات -- پہنچا د* یا ہے وہ یقین واعتماد کی روح سے گھل مل گئے ہیں اور ان چیزوں کو جنہیں آرام پسند لوگوں نے دشوار قرار دے رکھا تھا اپنے لئے سہل و آسان سمجھ لیا

ہے اور جن چیزوں سے جاہل بھڑک اٹھتے ہیں ان سے وہ جی لگائے بیٹھے ہیں وہ ایسے جسموں کے ساتھ د * میں رہتے ہیں کہ جن کی روحیں 5ء اعلیٰ سے وابستہ ہیں۔ یہی لوگ تو زمین میں اللہ کے ٭ $ اور اس کے دین کی طرف دعوت دینے والے ہیں۔ ہائے ان کی دِ کے لئے میرے شوق کی فراوانی (نہج البلاغہ ۱۴۸۵) مولا علیؑ کے قول کے مطابق اولیاء اللہ کی شنا # یہ طے* ئی کہ وہ عالم* عمل ہوں گے اور ایسی شخصیات کو آپ نے اللہ کا ٭ $ قرار دِ* اس لئے کہ یہی لوگ دوسرے لوگوں کو دین کی دعوت دیں گے۔

پھر آپ ہدا $ فرماتے ہیں ''اللہ کا کوئی شری- نہ ٹھہراؤ اور محمدؐ کی L کو ضائع و* دنہ کرو۔ ان دونوں ستونوں کو قائم و قرار رکھو اور ان دونوں % اغوں کو روشن کئے رہو''۔ (نہج البلاغہ ۳۹۰) اس کے بعد فرماتے ہیں ''اللہ کے ذکر میں ڈھے چلو اس لئے کہ وہ بہترین ذکر ہے اور اس چیز کے خواہشمند بنو کہ جس کا اللہ نے پرہیزگاروں سے وعدہ کیا ہے۔ نبیؐ کی سیرت کی پیروی کرو وہ بہترین سیرت ہے اور ان کی سیرت پر چلو، کہ وہ & طر h ں سے ڈھ کر ہدا $ کرنے والی ہے''۔ (نہج البلاغہ ۳۱۶) یہ وہ حضرات تھے جنہیں ہر وقت امت کا خیال رہتا تھا اور خواہشمند رہتے تھے کہ امت سیدھے راستے پر چلے۔ لہٰذا ان الفاظ میں ان خطرات سے دور رہنے کی ہدا $ فرماتے ہیں ''اے لوگو! مجھے تمہارے* رے میں & سے ز* دہ دو* توں کا ڈر ہے ا- خواہشوں کی پیروی اور دوسرے امیدوں کا پھیلاؤ۔ خواہشوں کی پیروی وہ چیز ہے جو حق کو روک دیتی ہے اور امیدوں کا پھیلاؤ % ت کو بھلا دیتا ہے''۔ (نہج البلاغہ ۱۸۵) اس کی اصلاح کیسے ہوتی تو آپ نصیحت فرماتے ہیں ''تقویٰ کے لئے اللہ سے اعا $ چاہو اور تقرب الٰہی کے لئے اس سے مدد مانگو، اس لئے کہ تقویٰ آج د* میں پناہ وسپر ہے اور کل A کی راہ ہے۔ اسے اپنے دلوں کا شعار بناؤ اور H ہوں کو اس کے ذریعہ دھو ڈالو'' (نہج البلاغہ ۱۱۵) عصبیت سے* پک معاشرہ کے سلسلے میں ہدا $ فرماتے ہیں ''دیکھو! اپنے سرداروں اور بڑوں کا اتباع کرنے سے ڈرو کہ جو اپنی جاہ وحشمت پر اڑتے

اور © کی بلندیوں پر غرہ کرتے ہوں۔یہی لوگ تو عصبیت کی عمارت کی گہری C ید ہیں‘‘ (نہج البلاغہ ۵۱۹) ایرانی شاعر جامی نے مولا علیؑ کے ان ارشادات کو کس خوبصورت # از میں اپنے شعر میں سمو* یا ہے:

بندہ عشق شدی ترک © کن جامی

کہ در این راہ فلان ابن فلان چیزی نیست

فضیلت کے* بارے میں خطبہ حجتہ الوداع کی تفسیر ان الفاظ میں فرماتے ہیں ’’فضیلت ان کے لئے ہے جو پرہیزگار ہیں اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے انہوں نے آنکھیں بند کر لیں اور فا# ہ مند پر کان دھر لئے ہیں۔ان کے Ñ زحمت وتکلیف میں بھی ویسے رہتے ہیں جیسے آرام وآسائش میں‘‘۔(نہج البلاغہ ۵۱۴) وہ کون لوگ ہیں انہیں کیسے پہچا* جا سکتا ہے آپ ان کی شنا # بتلاتے ہیں ’’ان کے+ ن لاغر، ضرو* یت کم، اور Ñ نفسانی خواہشات سے۔ ی ہیں۔ د* نے انہیں چاہا 1 انہوں نے د* کو نہیں چاہا۔ اس نے انہیں قیدی بنا یا تو انہوں نے اپنے نفسوں کا فدیہ دے کر اپنے کو چھڑا لیا۔ دن ہو* ہے تو وہ دانشمند، عالم، نیکوکار اور پرہیزگار Ã آتے ہیں‘‘۔(نہج البلاغہ ۵۴۲)

قرآن حکیم کی اس آ $ ۔’’ایسے لوگ جنہیں %+ وفرو # ذکر: اسے غافل نہیں کرتی‘‘ کی تفسیر ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں۔ وہ لوگ ایسے ہیں جنہیں تجارت اور %+ وفرو # ذکر الٰہی سے غافل نہیں بناتی۔ کچھ اہل ذکر ہوتے ہیں جنہوں نے* یدِ الٰہی کو د* کے+ لے میں لے لیا ہے۔انہیں نہ تجارت اس سے غافل ر b ہے %+ وفرو # اسی کے ساتھ + گی بسر کرتے ہیں‘‘۔(نہج البلاغہ ۸۳۴) عبادت کی مختلف اقسام اور M کے* بارے میں بتاتے ہیں۔’’ایک جما + نے اللہ کی عبادت ثواب کی رغبت وخواہش کے پیش Ã کی یہ سودا کرنے والوں کی عبادت ہے اور ایک جما + نے خوف کی وجہ سے اس کی عبادت کی یہ غلاموں کی عبادت ہے اور ایک جما + نے از روے شکر وسپاس گذاری اس

کی عبادت کی، یہ آزادوں کی عبادت ہے'۔ (نہج البلاغہ ۲۷۶) لوگوں کو تنبیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''اے : اکے بندے! جھٹ سے کسی پ H ہ کا عیب نہ لگا۔ شا یا اللہ نے وہ بخش * دیا ہو اور اپنے کسی چھوٹے H ہ کے لئے بھی اطمینان نہ کر۔ شا یا کہ اس پر تجھے عذاب ہو'۔ (نہج البلاغہ ۳۸۶)

د * کے * رے میں فرماتے ہیں ''تم اس دارِ د * میں جو تمہارے رہنے کا گھر نہیں ہے مسافر راہ نورد ہو اس سلسلے میں تمہیں کوچ کرنے کی خبر دی جا چکی ہے اور اس میں رہتے ہوئے تمہیں زادراہ کے مہیا کرنے کا حکم د یا H ہے'۔ (نہج البلاغہ ۴۸۵) صوفیا پر ا یہ الزام اکثر جہلا لگاتے ہیں کہ انہوں نے د * چھوڑنے کی تبلیغ کی۔ دراصل وہ جما رک الد * کے معنی کو ہی نہ سمجھ سکی۔ صوفیا کے ولی کا ارشاد ہے۔ ''بلا شبہ د * اس شخص کے لئے جو * ور کرے، سچائی کا گھر ہے اور اس کی * توں کو سمجھے اس کے لئے امن و عافیت کی منزل ہے اور اس سے زادِ راہ حاصل کرے، اس کے لئے دولتمندی کی منزل ہے اور جو اس سے وعظ و نصیحت حاصل کرے اس کے لئے وعظ و نصیحت کا محل ہے۔ یہ دوستان : اکے لئے عبادت کی جگہ ہے۔ اللہ کے فرشتوں کے لئے U نہ پڑھنے کا مقام، وحی الٰہی کی منزل اور اولیاء اللہ کی تجارت گاہ ہے اس میں انہوں نے فضل و رحمت کا سودا کیا اور اس میں رہتے ہوئے A کو فا ہ میں حاصل کر لیا تو اب کون ہے جو د * کی ائی کرے۔ # کہ اس نے اپنے اہونے کی اطلاع دے دی ہے'۔ (نہج البلاغہ ۸۴) اسلام رہبا M میں یقین نہیں ر r۔ # علاء ابن ز یدنے کہا کہ یا امیر المومنین! مجھے اپنے بھائی عاصم ابن ز ید کی آپ سے شکا $ کرنی ہے۔ حضرت نے پوچھا کیوں؟ اسے کیا ہوا؟ علاء نے کہا کہ اس نے لوں کی چادر اوڑھ لی ہے اور د * سے * لکل بے لگاؤ ہو H یا ہے۔ تو حضرت نے کہا کہ اسے میرے * پس لاؤ۔ # وہ آ یا تو آپ نے فرما یا : اپنی جان کے دشمن تمہیں شیطان خبیث نے ? د یا ہے تمہیں اپنی آل اولاد پر س نہیں آ کیا تم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ اللہ نے جن * پ کیزہ چیزوں کو تمہارے لئے

حلال کیا ہے اَ تم انہیں کھاؤ*۔ تو گے تو اسے* گوارا کرے گا۔تم اللہ کی Ãوں میں اس سے ڑ*یدہ اَ ے ہوئے ہو کہ وہ تمہارے لئے یہ چاہے"۔(نہج البلاغہ ۲۷۵)

حدی$ محمد رسول اللہؐ ہے، الکاسب حبیب اللہ۔روزی کمانے والا اللہ کا دو & ہے۔امام جعفر صادقؑ سے روای$ ہے کہ امام علیؑ پھاوڑا ` تے تھے اور زمین کو قابل کا ث& بناتے تھے۔ اسلام نے حلال روزی کمانے کو عبادت کا درجہ ڈ*یا ہے۔ اللہ رب العزت کی *رگاہ میں دعا فرماتے ہیں": *ی، میری آ وکو غنا و تونگری کے ساتھ محفوظ رکھ اور فقر و تنگ دستی سے میری منز } کو Ãوں سے نہ اَ ا کہ تجھ سے رزق مانگنے والوں سے رزق مانگنے لگوں"۔(نہج البلاغہ ۶۱۴)

ایوب بن علیہ۔ ا کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادقؑ کو یہ فرماتے سنا: رسول اللہؐ نے مال غنیمت تقسیم کیا تو حضرت علیؑ کے حصہ میں زمین آئی آپ نے اس زمین میں چشمہ کھودا اور اس کا* م ینبع رکھا لوگوں نے علیؑ کو اس کے لئے مبارک* ددی تو آپ نے فرمایا: اس کے اصل وارث کو K رت دو میں نے اسے: ا کی راہ میں حج کرنے والوں کے* م وقف کر ڈ*یا۔ یہ کبھی فرو# نہیں کی جاسکتی اور نہ ہی کسی کو ہبہ کی جاسکتی ہے اور نہ یہ ورا$ میں کسی کو حاصل ہوگی' مسلمان اس نکتے کو سمجھیں کہ جو زمین کا ٹکڑا انہیں 5 اس کو مولا علیؑ نے موروثی زمینداری میں تبدیل نہیں کیا بلکہ حجاج کے لئے وقف کر ڈ*یا اور اپنی روزی کا ذریعہ مزدوری ہی رکھا۔ # انہیں اطلاع ملی کہ عثمان بن حنیف والیٔ بصرہ نے بصرہ کے جوانوں میں سے ا- جوان کی دعوت کو قبول کیا تو آپ ان الفاظ میں تنبیہ فرماتے ہیں "تم لپک کر ان کی دعوت کھانے پہنچ گئے کہ رنگارَ- کے عمدہ کھانے تمہیں کھانے کو ملیں۔ مجھے امید نہ تھی کہ تم ان لوگوں کی دعوت قبول کرو گے جن کے یہاں سے فقیر ڈ* دار دھتکارے گئے ہوں اور دو } مند مدعو ہوں۔ جو لقمے چباتے ہو انہیں دیکھ لیا کرو اور جس کے متعلق شبہ بھی ہو اسے چھوڑ ڈ*یا کرو اور جس کے* پ ک ڈ* پ کیزہ طریق سے حاصل ہونے کا یقین ہو اس میں سے کھاؤ"۔(نہج البلاغہ ۲۵۷)۔

اولیاءاللہ کی عظمت کے بارے میں فرماتے ہیں ''O ء سے زیادہ خصوصیت ان لوگوں کو حاصل ہوتی ہے کہ جو ان کی لائی ہوئی چیزوں کا زیادہ علم رp ہیں۔ پھر آپ نے اس آ$ کی تلاوت فرمائی ''ا براہیم سے زیادہ خصوصیت ان لوگوں کو تھی جو ان کے فرمانبردار تھے''۔ اور اب اس نبی اور ایمان لانے والوں کو یہ خصوصیت ہے۔ حضرت محمدؐ کا دو & وہ ہے جو اللہ کی اطا(کرے اور ان کا دشمن وہ ہے جو اللہ کی* فرمانی کرے ا/ چہ دیکی قرا$ ر ہو'' (نہج البلاغہ۸۳۲) حضرت امام جعفر صادقؑ صوفی کی تعریف ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں ''جو* طن رسول پر گی بسر کرے وہ صوفی ہے''۔ رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ علیہا سے پوچھاH کہ ''شیطان اللہ کا دشمن ہے تم اس کو دشمن رb ہو؟ کہا کہ مجھ کو اللہ کی محبت سے اتنی فرصت کہاں کہ اس کی طرف توجہ بھی کروں''۔

صوفیا نے حضرت علیؑ کی ولا$ کو رسول اکرمؐ کے اس ارشاد کے مطابق میرے بعد ''علیؑ میرے وصی ہوں گے اور یہ علیؑ بھی اس کے ولی ہیں جس کا میں مولا ہوں'' جو راستہ حضرت علیؑ نے اپنا* کہ ''ا/ میں نے ان* توں پر عمل نہ کیا جن پر آنحضرتؐ عمل کرتے تھے تو مجھے ڈر ہے کہ میں ان سے ملحق ہی نہ ہو سکوں گا''۔ وہی اتباع صوفیا نے کی کہ ان* توں پر عمل کیا کہ جن پر آنحضرت عمل کرتے تھے اور ان کے بعد حضرت علیؑ کو اپنا ولی تسلیم کیا جیسا کہ حسنÂ میؒ نے کہا تھا'' : ا کے بعد نبی ہیں، نبی کے بعد علی'' صوفیا کا یہی راستہ ہے۔ پھر صوفیا نے جس* ت پر سختی سے عمل کیا وہ مولا علیؑ کا ارشاد ہے ''جو ہم اہلM سے محبت کرے اسے جامہ فقر پہننے کے لئے آمادہ رہنا چاہئے''۔ (نہج البلاغہ ۸۳۷) لہذا جن راستوں پر حضرت علیؑ نے چلنے کو کہا، مثلاً زہد و تقویٰ اختیار کرنے، عالم* عمل، نبی کی سیرت کی پیروی، جاہ و حشمت اور © کی بلندی سے دور رہنے، اکل حلال حاصل کرنے اور لقمہ حرام سے دور رہنے، د* اور د* والوں کے درمیان رہنے، Ñ کو نفسانی خواہشات سے آزاد رp، ذکر : اسے غافل نہ رہنے، لوگوں کو حقارت کیÃ سے نہ دیکھنے۔ صوفیا نے پوری طرح مولا علی کے ان ارشادات پر سختی سے عمل کیا* کہ ان کو صفائی قلب حاصل ہو سکے اس لئے ابن حجر نے

صواعق محرقہ میں لکھا ہے کہ آنحضرتؐ نے فر*ا*یا ۔روزِ قیامت لوگوں سے علی ابن ابی طالبؑ کی ولا$ کی نسبت پوچھا جائے گا۔اسی لئے میرے مورث اعلیٰ شاہ ہمدان اپنی کتاب مودۃ القربیٰ کے دیباچہ میں لکھتے ہیں کہ ''بہ طلب۔ ۔ کلام قدیم اس کا* م مودۃ القربیٰ رکھا* کہ مجھے اللہ تعالیٰ ان حضرات علیہم السلام سے میرے 5قی ہونے کا وسیلہ بنائے''۔

۶۶۱ء میں خلافت کے خاتمہ اور موروثی ملوکیت ،جس کے* نی معاویہ تھے، کے قیام نے اسلام کو سخت نقصان پہنچا*یا ۔اس کی بین مثال یہ ہے کہ مسلمانوں سے% یہ وصول کیاH *کہ اموی حکومت کو غیر مسلموں کے اسلام قبول کرنے سے مالی نقصان نہ اٹھا* ,پڑے۔ سیا & ،سماج اور ہر طرح سے شکل ہی+ ل دی گئی۔ان حالات کے احتجاج میں تصوف نے تحر- کی شکل اختیار کی* کہ وہ ان حالات میں اسلام کی بقا و تبلیغ کے لئے کام کرسکیں۔ کیوè ان اموی،عباسی،حکمرانوں،سلاطین*، دشاہوں اور نوابین کی سیاسی،معاشی اور سماجی *پالیسیوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہ تھا لہٰذا صوفیا نے ان سے دوری اختیار کی* کہ ان کی غیر اسلامی* پالیسیوں اور ظلم کا حصہ نہ بن سکیں۔مولا* ضیاء الدین۔ نی جو چودھویں صدی کے مورخ اور سیاسی مفکر ہیں اور حضرت Âم الدین اولیاء کے مر+ بھی ا- واقعہ لکھتے ہیں ''ہارون الرشید بیٹھا تھا کہ قاضی ابو یوسف تشریف لائے ، ہارون الرشید نے ان سے کہا کیا آپ ایسا کر h ہیں کہ کسی طرح داؤد طائی سے میری 5قات کرادیں، میں نے سنا ہے کہ آپ نے اور انہوں نے ابوحنیفہ کے* پاس ا- ساتھ تعلیم حاصل کی ہے؟ قاضی ابو یوسف نے خلیفہ کو جواب *دیا ،میں . # غر$ تھا وہ مجھ کو+ ربلوا e تھے لیکن. # سے میں قاضی ہوا ہوں میں بیس مرتبہ ان سے ملنے ان کے دروازہ پرH ہوں 1 انہوں نے مجھے+ رنہیں بلا*یا۔ دراصل داؤد طائی نے'' # د* کو خلوصِ دل کے ساتھ دشمن بنالیا ہے'' یہ تھا ان حضرات کا ان حکمرانوں اور ان کے انتظامیہ میں شامل لوگوں سےÐت کا عالم۔

تصوف و عرفان اور صوفیا کی مخالفت علماء کی ا- ,بڑی تعداد نے کی جن میں سنی و شیعی

علماء شامل تھے۔ ان میں ابن تیمیہ کا* م سرِ فہر & لیا جاسکتا ہے۔ ا یان میں صفوی دور میں
تصوف کو ¶K نہ بٹا یا H لیکن اسی دور کے ای- ا یانی عالم قاضی سید نور اللہ شوشتری نے اپنی
تصنیف مجالس المومنین میں* ب تصوف قائم کیا ہے اور صوفیاء کی سوانح بھی لکھی ہے صفوی
دور کے ان شیعی علماء کے اِث ات کو عراق کے شیعی علماء نے بھی قبول کیا اور وہاں سے فارغ
شیعی علماء نے اس تحر یـ کو ہندوستان میں بھی جاری کیا۔ ہندوستان میں مغل عہد سے لے کر
نوا* ن اودھ -- علماء کی ای- ڑی تعداد کو حکومت کی جا$ سے ز ¥ ملیں اور ۱۶۹۰ء میں
اور - ز ی$ نے علماء کو دی ہوئی مدد معاش کی زمینوں کو زمینداری میں تبدیل کر کے ان علماء
اور ان کے وارثین کا موروثی حق ان زمینوں میں قائم کر* ی۔ مدد معاش / انٹس کے وہ
فرامین اس کا بین ثبوت ہیں۔ پھر مغل حکومت کے زوال اور اودھ کی حکومت کے زوال کے
بعد. ٹش سرکار نے بھی علماء کو زمینداریوں اور القاب سے نوازا اور ان کی . ٹش د* ر میں
نشست کو ر وکیا H ی۔ ان قصبات سے متعلق تحصیل کے محافظ خانہ میں رکھے ہوئے ر k رڈس
ان کے زمیندارانہ حقوق کی آج بھی گواہی دے رہے ہیں۔ محلات وحویلیوں میں رہائش
اختیار کی۔ گھوڑے اور بگیاں سواری کے لئے مہیا تھیں۔ مولا علیؑ کا تو ارشاد ہے ’’جو ہم اہل M ی
سے محبت کرے اسے جامہ فقر پہننے کے لئے آمادہ رہنا چاہیئے‘‘۔ حضرت Â م الدین اولیاء
غیاث پورہ سے کلوکھڑی ú ز جمعہ کے لئے ضعیفی کے عالم میں پیدل جاتے تھے . # کسی نے
انہیں سواری کے لئے گھوڑا دینا چاہا تو آپ نے فر* ایا کہ کیا میرا ثواب کم کر* چاہتے ہو۔ میر
سید علی ہمدانی اپنی گذر اوقات ٹوپیاں سی کر کیا کرتے تھے حضرت محمد مصطفیٰؐ کے بتائے ہوئے
عبادت وتقویٰ اور فقر میرا امتیاز ہے جس کی صحیح معنوں میں اتباع صوفیائے کرام ہی نے کی۔
انہوں نے د* کو عبادت کی جگہ بٹا ی۔ لیکن . # د* نے انہیں قیدی بٹا چاہا تو انہوں نے اپنے
نفسوں کا فدیہ دے کر چھڑا لیا۔ اور اس میں رہتے ہوئے . A کوفا + ہ میں حاصل کر لیا۔

ہندوستان میں صوفیائے کرام نے اسلام کی تبلیغ اور محبت اہل M ی کی اشا (کا کام کیا

اور ہندوستان جیسے ملک میں، جہاں مختلف مذاہب نے جنم لیا تھا، اسلام کو ہندوستانی سماج و ثقافت کا حصہ بنا*ڈیا اور آپس میں ایسے میل ومحبت کیCیڈالی کہ جس کا ثبوت آج بھی ان کی وہ درگاہیں ہیں جو ان کے انتقال کے سات سو سال بعد آج بھی اسی یکجہتی کا مرا· بنی ہوئی ہیں کیوèصوفیائے کرام نے مولاعلیؑ کے ارشاد کے مطابق فقر کا جامہ پہن لیا تھا۔ سلاطین، امراء نوابین اور زمیندار جن فقیروں اور* داروں کو دھتکارتے تھے ان کے مسیحا بن گئے۔ کل ان کی خاÕ ہیں طلباء غری$ *· دار، مریض، پ یشان حال، د* کے ستائے ہوئے اور بے گھر بے در لوگوں کے لئے لطف و کرم کا مرا· بنی ہوئی تھیں اور آج بھی ان کی درگاہیں مرا· بنی ہوئی ہیں۔ صوفیا مولا علی کی ولا$ کے اس طرح قائل تھے:

چنین کہ از در ہمت گدائے کوئے تو شد
کہ ہیچ سلطنتی خوشتر از گدائی نیست

ہم اسی لئے ہمت سے کام لے کر تیری گلی کے فقیر بن گئے ہیں کہ کوئی* دشاہت تیرے در کی فقیری سے بہتر نہیں۔

امام الاولیاء پیران پیر حضرت علیؑ کرم اللہ وجہ سرخیلِ سلاسِل صوفیاء بالخصوص سلسلہ عالیہ چشتیہ

ڈاکٹر سید لیاقت حسین معینی

مولودِ کعبہ اسداللہ غا). اخی رسولؐ شوہر زہراؑ پ رِ ; ؓ جدّ امامین المعظمؓ مرشداولیاء ؓ م ؓ واہل اللہ اکرمؓ مولائے کائنات شاہِ عرفان اکمل الاکملان بحرِ حقایق و معارف سرمایہ افتخار ,. ای عا ان وزاہدان. (سند» ءاستادامیرالمومنین ابو اب حضرت علیؑ کرم اللہ وجہ کا سلاسلِ صوفیاء میں ا - یں مر/ ی وکلیدی مقام ہے۔

والدمحترم حضرت ابوطا). ؓ جن کی سرپرستی اور محافظتِ رسولؐ روزِ روشن کی طرح عیاں ہے اور جن کی عشق و محبت رسولؐ و یقین. الرسول دینوت کا مظہر یہ شعر اہل اللہ کے لیے *. عثِ روش%اغ ہے۔

وَ اُبیضُ یسقی الغمام بو جهه

تمال الیتٰمیٰ عصمته الادر ماں

(اے کہ وہ (محمدؐ) نورانی چہرہ والے جس کے ''وسیلہ'' سے. ران. رحمت کی دعا مانگی جاتی ہے وہ جو کہ یتیموں کی پناہ گاہ اور بیواؤں کی عصمت کی ڈھال ہیں۔)

نبی کریمؐ کے ''وسیلہ'' سے. رگاہِ: ی میں حضرت ابوطا). کی عرضداشت & نہ صرف حضرت ابوطا). کے ''یقین محکم'' کی دلیل ہے بلکہ صوفیائے کرام کے لیے مشعل راہ ہے۔

اوراس آ $ کریمہ کی مصداق "یـاایھا الـذیـن آمـنـوا اتـقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ" (سورۂ ما+ ہ، رکوع ۸، آ $ ۳۵)

والدہ محترمہ حضرت فاطمہ .M اسدؓ جن کی وفات پ رحمت اللعالمین نے یہ کہہ کراَ یہ فر* یہ کہ میری ماں کے بعد اس خاتون نے میری کفا } کی، اور اپنا کر* ان کی مقدس É مبارک کے ساتھ قبر میں رکھا* لفاظ دV "خلعت" » فر* یہاں بھی اک لطیف اشارہ بہ ردائے صوفیانہ Ã * یہ کہ خلعت » ہو* ہے۔

نبی کریمؐ کے آغوش کے پروردہ زیرِ سایہ رحمت اللعالمینؐ .M* یافتہ صحبتِ رسا } سے آراستہ: مت t تؐ سے پیوستہ وآراستہ "مولاعلیؑ" ہی درحقیقت علمِ حقیقت ومعرفت ولدونی کے وارثِ کامل ہو h تھے جس کا ثبوت نبیؐ کا اپنے بستر میں لٹا کر ہجرت کر* اور پھر یہ اعلانِ صادق کر* کہ:

"انا مدینة العلم و علی بابها"

"میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ" یعنی+ ریعہ علیؑ ہی مجھ- پہنچ h ہیں وہ تمام سلاسِل اہل اللہ جن کو صوفیاء کی ز ن میں اشجار روحانی کہتے ہیں۔

B خیبر میں اعلانِ t یؐ کہ کل "جھنڈا" اس شخص کے ہاتھ میں ہوگا جس کو اللہ اور اس کا رسولؐ عزیز رr ہے اور فتح جس کا مقدر ہے اور پھر چشمِ مبارک میں دہن رسولؐ کے چند قطرے علی المرتضیٰؓ کو وہ بصیرت » کر گئے جن کو صاحبِ مشاہدہ حضرات تجلیات الٰہی کے وا ہونے کا مقام وراز بتاتے ہیں۔

معراج النبیؐ کے موقع پر وہ "جبہ عرش" یں جو آقا و مولیٰ مدنی سر* ج کو » ہوا اس کے حقیقی حقدار بھی شیرِ خدا ہی ہوئے اور جو سلاسل صوفیا میں ایک عظیم برکات ورحمتوں کی +K ہی کر* ہے۔ اور پھر وہ % ی اعلان کہ

"من کنت مولاہ فعلی مولاہ"

''میں جس کا مولا (مالک) ہوں علیؑ بھی اس کے مولا ہیں''۔

اس* ۔ت کی تکمیل کرH کہ تم میرے لیے اس طرح ہو جس طرح موسیٰؑ کے لیے ہارونؑ اس کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا، اس کو مواخاۃ مدینہ کے واقعے نے اور بھی مستحکم کر3 کہ تم میرے بھائی (اخی) ہو آ ؤ سینہ* ۔ سینہ ہو جاؤ۔

اور پھر چشتی ۔ رگان دین نے اس قولِ t یؑ کو کہ ''من کنت مولاہ فعلی مولاہ'' اپنی طرہ امتیاز روحانی محافل ذکرانہ کا یعنی سماع کا پیش خیمہ مان لیا اور اسی قول سے شروع کی جاتی ہے محفلِ سماع۔

آ $ مباحلہ نے طے کر3 کہ اہل M'' حضرات کا مرتبہ و مقام ''ونسبت'' t یؑ کیا ہے یا ۔ اور انوکھی شانِ مصطفیٰ تھی کہ اعلان ہH جو کچھ ہیں یہی میرے ہیں۔(آل عمران، * ت ۶۱)

اور میں نہیں مانگتا اپنی رسا) کی کوئی %0 ت یعنی پیغام الٰہی پہچانے کا صلہ سوائے اس کے کہ میرے اقر* ۔ ء سے مودت کرو۔

قُل لا اَسئَلُکُم علیه اجراً الَّا المَوَدَّةَ فی القُربیٰ (الشوریٰ، آ $ ۲۳/ * رہ ۲۵ رکوع ۴)

یہ شان بھی ''اس صوفی اعظم'' والی مرM کی ہوسکتی ہے کہ حضراتِ حسنینؑ کی علا) میں ''+ ر'' مانی جائے تین روزں کی۔ ادائے+ رہ زہراؑ اور کنیز فضہ بھی شامل ہیں۔ تینوں دن افطار کے وقت یتیم و مسکین 'واسیر' نے صدا دی اور صرف* نی ، اکتفا کر کے مولاؑ و فاطمہ (س) فضہ نے سامانِ افطاری ان کے حوالہ کر3 چنانچہ قرآن پکار اٹھا:

ویُطعمُون الطعامَ علی حبه مسکیناً و یتیماً واسیرا انما نُطعمکم لوجه الله لانریدُ مِنکم جزاءً ولا شکوراً (الدھر، * ت ۹* رہ ۲۹ رکوع ۱۸)

مولا و سیرہ کی شانِ اعلیٰ تو اس کی مصداق تھی ہی کنیز بھی اس مقام ، تھی کہ الامان والحفیظ۔

غلاموں وکنیزوں کا یہ عالم آقا و مولیٰ کا عالم کیا ہوگا ؟

اور پھر اس *یت کریمہ کو کیسے Ã + از کیا جا سکتا ہے :

یـایها الـذیـن آمـنـوا اذا ناجیتم الرسولَ فقدموا بین یَدَی نجوٰکُم صَدَقة. ذٰلكَ خیر لكُم و اطهر . (المجادله، *یت ۱۲* رہ ۲۸ رکوع ۲)

احکام کے مطابق سید* علی مرتضیٰؑ کو واحد شرف حاصل ہے کہ صدقہ + * رگاہ t ی میں پیش کر کے چند سوالوں کے جواب حاصل کئے اور پھر یہ * بندی اٹھالی گئی صرف اور صرف علیؑ کو ہی یہ مرتبہ حاصل ہوا کہ اس احکام قرآن کی تعمیل کر سکے۔ حضرت امام احمد رضاؒ کے مطابق جو سوالات سرکارِ دو عالمؐ سے امیر الاولیاء نے د* فت کئے وہ وَفاَ (توحید کی شہادت) فساد (شرک و کفر) حق (اسلام و قرآن اور ولا $. # تجھے ملے) حیلہ + یر (* ک حیلہ) لازم (اللہ اس کے رسولؐ کی اطا (+) دعا کیسے مانگوں (صدق ویقین کے ساتھ) کیا مانگوں (عاقبت) • ت حاصل کیسے ہو (حلال کھا* اور سچ بولنا) مسرور (. A ہے) را # (اللہ کا د+ ار)

مندرجہ * لا سوالات وجو* ت رسول C دہیں صبر تصوف اور حبیب اللہ ہونے کی۔ یہی چند منفرد شان علیؓ تھی کہ حضرت عمرؓ جیسا خلیفہ پکار اٹھا کہ ''اَ علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو H ہو*''۔ اور اولادِ عمر نے اولادِ علیؓ ورسولؐ سے پ وانہ غلامی حاصل کیا

یہ شانِ امام حسنؑ تھی کہ اتمام حجت کر کے ملوکیت بنو امیہ کے حوالہ کردی اور شانِ امام حسینؑ تھی کہ معرکۂ الآ را جہاد و شہادت کے ذریعہ اسلام کو ہمیشہ کے لیے % وکر * اور اس ارشاد t ی کی تکمیل کردی کہ . # -- اللہ ورسولؐ کی محبت اولاد و مال پ غا) نہ ہو ایمان مکمل نہیں ہو* زین العا+ ینؓ اور * قر و جعفرؒ حسن بصریؒ و کمیل بن ز* دؓ کی کردار سازی بقائے اسلام و ایمان اس پ آشوب جلادی دور میں داستانِ تصوف میں اِ- رنگین * ب بھی ہے اور یہ اعلان بھی کہ درحقیقت دلوں پ راج ہمارا ہے تبھی تو فرزدق بے اختیار پکارا ٹھا کہ:

''یہ وہ لوگ ہیں جن کے ¶K ن قدم کو حل وحرم پہچا... ہیں یہ: اکے بندوں میں سے بہترین بندے کا فر+ ہے جن پ تمام خوبیاں ختم ہو چکی اور ممکن ہے کہ حجرِ اسود ان کی انگلیوں کی را # کو پہچان کر ان کو تھام لے حسن اخلاق* پ کیزہ خصلت سے آراستہ جن کا فیض* رش کی ما # ہے اور کوئی ان کی سخاوت اور کوئی قوم ان کی ا۔ ی نہیں کر سکتی۔ ان سے محبت کر* دین اور بغض رکھنا کفر، ان کی شرافت فضیلت. رگی لوح قلم پ محفوظ ہے ان کا ذکر بعد ذکر: ا مقدم، جن کو معرفتِ: احاصل ہے وہ ان کی ی سے واقف ہے''۔

تصوف کے سارے اوصاف اس گھرانے کے لیے مقصود تھے۔ اور یہیں سے اس کی روانی دV کو ہوتی ہے۔ رK الطا A حضرت جنید بغدادیؒ کا قول شیخنا فی الاصول و البلاء علی المرتضیٰ (اصول و بلاء میں ہمارے رہنما و پیشوا علی مرتضٰی ہیں) صدفی صد ان پ ہی اطلاق ہو* ہے۔

فرمودات

فر* ی مولاؑ نے & سے اچھا عمل اللہ تعالیٰ کے ساتھ دل تو نگر و غنی کر* کہ د* کی نیستی پ یشان نہ کرے اور ہستی د* خوش نہ کر سکے۔

''مصیبت زدہ کی فر* دِرسی اور مبتلائے رنج کی تکلیف دور کر* HL ہوں کا کفارہ ہے''۔

''بہترین زہد۔ زہد کو چھپا* ہے''۔

''ایمان کے چار ستون ہیں صبر، یقین، عدل و جہاد''

''قدر کی تعریف یہ ہے کہ اس نے بتا یہ ہے وہ جیسا چاہے استعمال کرے گا''۔

''بغیر طلب کے کچھ » کر* سخاوت اور مانگنے والے کو کچھ دینا بخشش ہے''۔

''سخاوت یہ ہے کہ مانگنے سے پہلے » ہو اس کے بعد تو شرم اور خفت سے بچاؤ ہے''۔

''قنا (وہ مال ہے جو کبھی ختم نہیں ہو*۔ . # عقل پختہ ہو جاتی ہے تو گفتگو کم

ہو جاتی ہے“۔

”: ا کی پرستش نہیں کرتا ہوں . # -- اسے دیکھتا نہیں“۔[یعنی عقل کی آنکھوں سے]

”اگر اس جہاں کے پردے اٹھ بھی جا N تو میرے یقین میں اضافہ نہ ہوگا (پہلے ہی اتنا یقین کامل ہے)“

”میرے پاس د * کی کوئی چیز نہیں میرے پاس صرف جان سووہ: اپ قرآن“۔

”جولوگ: ا کی عبادت شوق میں کرتے ہیں ان کی عبادت %0 انہ ہے، جو جہنم کے ڈر سے کرتے ہیں ان کی غلامانہ ہے اور جو شکر نعمت کے لئے کرتے ہیں ان کی عبادت آزادانہ ہے“۔

”یہ محتاج اور سائل: اکے قاصد ہیں جس نے انہیں نہ دیا اس نے: اکو نہ دیا جس نے ان کو دیا اس نے: اکو دیا“۔

”کنجوسی تمام برائیوں کی جامع ہے“۔

”تقویٰ صفات واخلاص کا سرور ہے“۔

”: اکے کچھ بندے یعنی اولیاءاللہ ایسے ہیں جن کو: انے اپنی نعمتوں کے لیے مخصوص کیا ہے کہ دوسروں کو فائدہ ہو۔: اان کو نعمتیں دیتا ہے جسے وہ دوسروں کو » کرتے ہیں“۔

”اہل اللہ وہ ہیں جو د * کے باطن کو اس وقت دیکھتے ہیں . # عام لوگ ظاہر دیکھتے ہیں“۔

اولادِ علیؑ کی اور ان کے روحانی جاں • روں کے ذریعہ اسلام کا وہ شہرا aspect t تصوف سارے جہاں میں اللہ اس کے رسولؐ، اہل M امامین اہل اللہ اولیاء کرام کی پہچان کا کامیاب L بنا۔

”امیر قریش سے ہونگے۔ اور ہوئے اسی طرح اہل اللہ، مرشد، پیر، غوث، قطب، + ال، صوفی، ولی اکثر و بیشتر اولادِ رسولؐ وعلیؑ وفاطمہ (س) سے ہوئے۔ یہ ا - امر مسلم

ہے جس کونیست کا ملہ کہا جا* ہے۔

,. صغیر ہند* پ ک میں*· $ الرسول اللہ فی الہند حضرت سید*· خواجہ معین الدین چشتیؒ * نی سلسلہ چشتیہ، محبوب الٰہی حضرت سیدÂم الدین اولیاءؒ شاہ ولا $ عراق حضرت سید*· غوث الاعظم محبوب سبحانیؒ نی قادریہ سلسلہ کی مثالیں اس ضمن میں درخشاں ستاروں کی سی ہے جن سے آج بھی یہ علاقہ نور* ب میں ''مشہد و بغداد اجمیر ہم رتبہ سرزمین ولا $ ہیں''۔

مندرجہ* لا* یت قرآنی احادی $ t یؒ فرمودات مولا علیؑ سے مختصراً یہ واضح ہوجا* ہے کہ وسیلۂ خلعت ،مولائیت، علم معرفت، حبیبیت ، © ونسبت، محبت، منت* ر، لنگر خیرات، شان غلام وکنیز* ریہ، مرشد سبھی کچھ علیؑ اور اس کے گھرانے میںÂ آ رہا ہے جو آگے چل کر تصوف وصوفی مرشد خاÕہ آستانہ درگاہ کے اہم اور مخصوص C دیں بنی کے تصوف کے منبع C دسلاسل اور* لخصوص چشتیہ سلسلہ کے* نی مبانی ذات/ امی والا حضرت ابوالحسن سید*· علی مرتضیٰ کرم اللہ و Õ ہیں جن کی غر $ میں تونگری، فقر میں فخر، سادگی میں شان اعلیٰ، رضائے الٰہی میں خوشنودی، عشقِ رسولؐ میں لطافت ذکر میں رقیق القلبی، فاقہ میں سیری، سخاوت میں اعلیٰ ظرفی جیسی اعلیٰ صفات کو صوفیائے اکرام نے مشعلِ راہ بنا* اور بقول امام محمد* قر کے تصو* پ کیزہ اخلاق کا*· م ہے جس کے جتنے* پ کیزہ اخلاق ہوں گے اتنا ہی عظیم وہ صوفی ہوگا''۔ یہ وہ* پ کیزہ اخلاق تھے، ہیں اور رہیں گے جس نے تصوف کو ہر دور میں ہر ملک میں ہر قوم میں ہر سماج میں منفرد حیثیت سے* ہ رکھا اور جس نے عالم اسلام کے* ین مواقع ,پ ''مددگار اسلام'' کی حیثیت سے کلیدی رول ادا کیا۔

ہندوستان میں سلسلۂ چشتیہ کے* نی خواجہ خواجگان حضرت سید*· خواجہ معین الدین چشتیؒ کے روحانی پیشوا حیثیت میں اور پھر وہ خود اس,. صغیر میں یہی پیغام تصوف حضرت علیؑ سے منسلک کر کے لائے اور اپنی عام محافل، اور* لخصوص سماع کی محفل میں مولا کی عظمت کا یہاں من کنت مولاہ سے رکھا جس,پ امیر خسرو چشتی نے M تضمین کی۔ شاہ مرداں، شیر,. داں قوت,پ وردگار کی شان ہمیشہ سے ہی ''مشکل کشا'' کی رہی۔ اس سلسلہ کے بعد

کے ,. رگان بھی وابستہ علیؑ رہے۔

حضرت علامہ * ز,. Wی کی نعتیں بہ شان حضرت علیؑ آج بھی خاص وعام کی ژ* ن,پ ہیں اور محفل سماع میں روحا NI کو دۆ* لا کرتی ہیں۔

خواجہ اجمیریؒ کی مشہورژ* عی ''شاہ ا & حسینؑ* دشاہ ا & حسینؑ* یِ خوب * زاے دل بگیر دامنِ سلطان اولیاء یعنی ''حسینؑ ابن علیؑ جان اولیاء'' من کنت مولاہ کے بعد .# کسی بھی محفل عرس میں قوالوں کی ژ* ن,پ آ جاتی ہے تو حضورؐ کی حدیۡ$ کہ علیؑ کی محبت پہچان مومن کی اور علیؑ کی دشمنی منافق کی پہچان کی مصداق Ã آتی ہے۔ دوسرے سلاسل کے ,. رگ بھی مولا کی معرفت وحقیقت کے پیمانہ سے لبریۡ Ã آتے ہیں شاہ ولی اللہ دہلوی جیسی مجتہد عصر شخصیات کا میلان بھی اسی منا L سے حضرت علیؑ کی طرف ژ* یِ دہ رہا۔

اسی نسبت اور منا L سے ان ,. رگوں کی خاص کر چشتی درگاہوں آستانوں خاÕ ہوں میں حضرت علی کرم اللہ و Õ اہل .M واماینؒ کے تعلق سے جو وارفتگی شگفتگی اور شیفتگی ہے وہ رشک 5 ئکہ ہے۔ محرم شریف کے تعلق سے خصوصاً چشتی مجالس جس ادب واحترام عقیدت ورقت سے انعقاد+ یِ ہوتی ہیں وہ اہل L والجما (کے ان فرقوں کے لئے* (عبرت ونصیحت ہیں کہ جن کی نگاہ میں واقعہ کربلا صرف اک سیاسی مڈ بھیڑ تھی (معاذ اللہ) اس لیے کہ اللہ کی رسی کو مضبوط تھامنے کے لیے قرآن و L کے ساتھ اہل .M واہل اللہ بھی ضروری ہیں اور یہی اصل تصوف ہے اور عظیم صوفی وہی ہے جو اس پہ عمل پیرا ہے اور اسی کو* رگاہ رب العزت میں بھی وہ مرتبہ حاصل ہے جسے حبیبؐ (دو &) کا درجہ ملتا ہے جو حضرت خواجہ اجمیریؒ کی بوقت وصال Q نی مبارک پہ جلوہ گر تھا اور یہی فنائیت ہے هذا حبيب الله مات في حب الله۔

یہ اللہ کے دو & ہیں ان کے حُب میں گذH اس جہاں سے۔

ہندوستان میں اسلامی تصوف، حضرت علیؑ کی تعلیمات کی روشنی میں

پروفیسر اقتدار حسین صدیقی

د* کے دوسرے عظیم مذاہب کی طرح مذہب اسلام میں بھی تصوف سے متعلق رجحا ت اور فلسفہ کی نشوو ما داخلی روحانی قیاس آرائی اور مذہبی فکر کے ارتقاء کی صورت میں ہوئی۔ علاوہ ازیں . # دو ﴾ کی فراوانی نے (جس کا مو. # مختلف مما لک کی فتح اور تجارت کا فروغ تھا) مسلمانوں میں عیش و , ت کا شوق اور صارفانہ رُجحا ت پیدا کر کے مذہبی . بہ کو کمزور کر دِ تھا تو حساس مسلمانوں میں ماد $, پرستی کے خلاف ردِّعمل شروع ہوا۔ انہوں نے مذہبی اقدار کے تحفظ کے لیے تبلیغ اور تعلیم کی ضرورت کو محسوس کیا۔ ان حساس مسلمانوں میں سے کچھ نے خاÕ ہیÂ م کو اپنا کر مسلمانوں میں رشد و ہدا$ کا کام شروع کر دِ۔ اُن کے پیرو نے ان کی بے لوث دینی : مت اور عمل سے متاثر ہو کر مسلمانوں کی روحانی M اور اصلاح کے لئے سرا م ہو گئے۔ جس کے نتیجہ میں جلد ہی* ریخ اسلام میں تصوف ا - منظّم تحر - ، جامع فلسفہ اور ہمہ گیر فلسفہ کی شکل میں ¼ , ہوا۔ یہ امر بھی اہمیت کا حامل ہے کہ اسلامی تصوف کے نمائندہ صوفیاء نے تصوف کی C د قران اور L , رکھی۔ ان کی تحر - کے دو پہلو ہیں۔ ا - Ã یہ ہے اور دوسرے سے مراد طر ز + گی ہے۔ بحیثیت Ã یہ کے تصوف علم الکلام سے متعلق ہے۔ اس سلسلے میں موضوع بحث ہے اللہ تعالیٰ کی ماورائیت (transcendence) اس کے ساتھ ساتھ اس کا کائنات میں محیط کُل ہو*۔ یعنی

immanence اس سلسلے میں مز+ روحانی فکر اور قیاس آرائی نے مابعد الطبیعیاتی فلسفہ کو فروغ دٓ یہ جس کا رخ کائنات کی طرف اور لہجہ آفاقی ہے۔ اس مکتبہ فکر کے دانشوروں کی کاوش کا محور کائنات سے ہم آہنگی تھا۔ یہی وجہ ہے کہ صوفیا کے یہاں مذہبی رواداری کے علاوہ وسیع النظری ملتی ہے۔ ابتدائی دور کے صوفیاء نے دوسرے عظیم مذاہب کی روٓ یت کے *. رے میں صرف علم ہی حاصل نہیں کیا بلکہ جہاں بھی اچھی* . ت* پ ئی اس کو سراہا اور اپنا* یہ بھی۔ لیکن اس ابتدائی دور کے مفکر صوفیاء میں سے کچھ کے Ã* یت کو قرآنی تعلیمات سے متصادم ** پ جیسے منصور حلاج کا تصور حلول، منصور حلاج کے قتل کے بعد صوفیاء نے احتیاط سے کام لے کر قرآن، حد$ اور حضرت علیؑ کی تعلیمات اور سیرت سے روشنی حاصل کی۔

ہندوستان کے ابتدائی دور کے صوفیاء میں جن کا روحانی اور سماجی رول*- ر [اہمیت کا حامل رہا ہے وہ & اُن صوفی سِلسِلوں سے متعلق تھے جن کی روحانی روا$ کی*- ریخ حضرت علیؑ سے شروع ہوتی ہے۔ & سے پہلے عظیم المرM صوفی شیخ علی ہجو یری جو کہ دا*- گنج بخش کے لقب سے* ید کئے جاتے ہیں اور لاہور (* پ کستان) میں مدفون ہیں وہ* . رھویں صدی عیسوی میں غزنی سے آ کر لاہور میں سکو$+ پ, یہ ہوئے تھے۔ کیوè اس زمانہ میں لاہور میں مسلمانوں کی تعداد کافی ہوگئی تھی اور ان کی روحانی, M کی ضرورت محسوس کی گئی تھی۔ شیخ علی ہجو یری کئی اعتبار سے عظیم المرM., رگ تھے۔ علم و دانش کے علاوہ صا # قلم بھی تھے۔ عربی اور فارسی ز* . نوں میں کتابوں کے مصنف تھے۔ ان کی نگارشات میں کشف المحجوب فارسی Ž میں تصوف پ لکھی جانے والی پہلی*- لیف ہے۔ کشف المحجوب کے مطابق اسلام میں تصوف کے رموز اور اصول سے متعلق روا$ کی توجیہہ اور وضا # کی ابتداء حضرت علیؑ سے ہوئی۔ شیخ علی ہجو یری فرماتے ہیں کہ شیخ جنید بغدادی نے حضرت علیؑ کو اپنا شیخ بتاتے ہوئے فر* یہ تھا کہ & سے پہلے انہوں نے سلوک سے وابستہ مسائل کی K+ ہی فرمائی اور اپنے پیروؤں کی سلوک کے دشوار گذار راستوں کو کامیابی کے ساتھ طے

کر کے عرفان کے بلند مقام تک پہنچنے میں رہنمائی کی تھی۔۲

تیرھویں صدی عیسوی کے آغاز پر دہلی سلطنت کے قایم ہونے کے بعد ہندوستان میں مختلف آ ں کے ئندوں کا ورود ہوا اور اُن کے ساتھ ساتھ مختلف شہروں میں خاO ہیں اور بعد میں درگاہیں قایم ہوN ۔ ہندوستان کے نو وارد صوفیاء میں *ی دہ مہ% تھے جو کہ ۱۲۲۰ء میں وسط ایشیا%اسان پر چنگیز خان کی یلغار سے بچ کر پناہ e یہاں آئے تھے۔ دہلی سلطنت کے ابتدائی دور کے عظیم صوفیاء میں صرف شیخ بہاء الدین زکریہ سہروردی ہندوستانی ادتھے۔ ان کے علاوہ چشتی سلسلے کو ہندوستان میں متعارف کرانے والے رگ شیخ معین الدین سنجری%اسان سے آئے تھے۔ شیخ معین الدین سنجری نے اجمیر کو اپنی رہائش کے لئے منتخب کیا۔ # کہ ان کے خلیفہ شیخ قطب الدین بختیار کاکیؒ دہلی میں رہے اور وہاں لوگوں میں رشد و ہدای$ کا کام کیا۔ اسی زمانہ میں وسط ایشیاء کے عظیم پیر طر g شیخ نجم الدین کبریٰ سے متعلق صوفیاء دہلی میں آئے۔ ان میں سے ای عالم اور صوفی شیخ نجم الدین صغریٰ کو سلطان شمس الدین التمش نے ان کے علم، تقویٰ اور اُن کی *ی نتداری سے متاثر ہو کر سلطنت دہلی کا شیخ الاسلام بنا*ی۔۳ ا/ چہ شیخ نجم الدین کبریٰ سہروردی سلسلے سے تعلق رp تھے لیکن ان کے مر+ وں نے ان کے بعد اپنے سلسلے کو اپنے پیر طر g کے* م سے موسوم کیا اور کبروی کہلائے اس طرح سہروردی سلسلے کی کبروی شاخ کا آغاز ہوا۔ اس سلسلے کی مقبولیت اور اس کا ا شیخ+ رالدین سمرقندی کی کوشش سے ہوا۔ شیخ+ رالدین سمرقندی کے بعد ان کے خلیفہ اور جانشین شیخ رکن الدین فردوسی کے* م پر ان کے m ین نے اپنے آپ کو فردوسی اور اپنے سلسلے کو سہروردی* کبروی کے بجائے فردوسی سلسلہ کہنا شروع کیا۔ اس سلسلے سے شیخ شرف الدین یحییٰ a ی کا تعلق تھا جو کہ بے شک ہندوستان کے عہدِ وسطیٰ کے عظیم ین مابعد الطبیعاتی فلسفہ کے مفکر صوفی ہیں۔ ان کے مکتو* ت صدی د* کے مابعد الطبعیاتی لٹر ی ورثہ کا درخشندہ حصہ ہیں۔ دورِ حاضرہ میں غیر مسلم دانشوروں کی دلچسپی، ان

سے وابستگی کی وجہ سے، ان کے مکتو* بات میں .ڈھ رہی ہے۔ مکتو* بات صدی کے انگر: ی
, ; جمہ کے سلسلے میں انمیری شمیل لکھتی ہیں۔

"The fact that the Hundred Letters, for which Hazrat Sharaf uddin Maneri is rightly farmed, could be published in a series primarily with western spirituality, speaks for itself. It shows that the educational values which the great saint of Bihar faught in the fourteenth Century are valid and acceptable even today, acceptable not only for Muslims but also for readers in the Christian tradition."[۴]

شیخ شرف الدین یحییٰ à ی کی ملفوظات اور مکتو* بات اور نہج البلاغہ کے تقابلی مطالعہ سے علم ہو; ہے کہ وہ حضرت علیؑ کی تعلیمات اور سیرت سے کس قدر متا; تھے۔ اس سے پہلے کہ ہندوستانی صوفیاء کے; ر [رول ,پ گفتگو کی جائے قرآن مجید کے Kl ن اور اس کے کائنات سے رشتہ کے ۔ رے میں Ã یہ کا چند الفاظ میں ;ذکرہ کریں گے۔

حضرت ا. اہیم کی مذہبی روا $ سے وابستہ مذاہب میں صرف اسلام ہی Kl ن کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں %o+ و,پ+ وں کی د* (World of Animals) اور ان کے مسکن یعنی جنگلات کی روحانی اہمیت کا ;ذکرہ کر; ہے۔ تور $ اور انجیل سے جو فلسفہ ا: ہو; ہے وہ کائنات میں صرف Kl نی عظمت ہی ,پ مرکوز ہے یعنی Anthropo centric ہے. خلاف اس کے اسلام Kl ن کو اشرف المخلوقات بتانے کے علاوہ %o+ وں اور ,پ+ وں کی د* کو اللہ تعالیٰ علامتوں سے پُر بتاتے ہوئے اس* بات کی K¶+ ہی کر; ہے کہ ان کا وجود بھی اللہ کے کرم ,پ منحصر ہے یہ علامات اللہ کی شان اور قوت تخلیق کی K¶+ ہی کرتی ہیں۔ مز+., آں ان Kl ,پ نوں کو غور و خوض کرنے کی تلقین کی گئی ہے; کہ اللہ کی عظمت کا علم ہو سکے۔[۵] مختصر طر i ,پ پیش کیا جا; ہے۔

خو ¨ ,پ+ جیسے طاؤس اور دوسری اشیاء جیسے شجر جو کہ زمین، پہاڑوں، سبزہ زاروں اور کہساروں میں Ã آتے ہیں، & اللہ کے; بع ہیں۔ ,پ+ ے اللہ کے منشا کے مطابق ہی

ہوا میں اڑتے ہیں۔ & عدم سے وجود میں لائے گئے ہیں اور ان کو مختلف ٭ ÿ بخشی گئی ہیں۔ان & سے اللہ تعالیٰ کی تخلیقی قوت کا علم ہو٭ ہے۔اور ان سے Kا ن کو اللہ کی عبادت کرنے کو جی چاہتا ہے۔ا/ اس امر پر غور وخوض کیا جائے تو .A کی K٭ رت ملے گی اور بُری چیزوں سے اجتناب کی ٭ غیب۔وہ چیزیں جوKا ن کو د* وی لذتوں کا خواہشمند بنا کر دین کی اصل منزل سے گمراہ کرتی ہیں۔نیکی کی راہ اختیار کرنے میں ہی • ت ہے۔٦ نتیجتاً اسلام میں دونوں رو٭ یت یعنی Cosmo-centric اور anthropo-centric Tradition میں توازن پیدا Hہا ہے۔مسلمانوں کو جانوروں پر رحم کرنے کی ٭ غیب دلائی گئی ہے اور قدرتی وسائل کا استحصال کرنے سے ا کیاH ہے۔

غالبًا شیخ شرف الدین یحییٰ à ی پر دوسرے صوفیا کی طرح اسی تعلیم کا ٭ تھا کہ. # وہ دہلی میں اپنے پیرو مرشد شیخ نجیب الدین فردوسی سے تصوف کی تعلیم ٭ .M اور خلافت٭ مہ حاصل کر کے خطہ بہار میں پہنچے تو وہاں انہوں نے کئی سال راجگیر کی پہاڑیوں اور جنگل میں رہ کر مجاہدہ اور ر٭ یضت میں صرف کئے۔صرف جمعہ کی úز کے لئے شہر بہار (موجودہ بہار شریف) آ جاتے تھے۔شیخ Âم الدین اولیاء کے مر٭ وں نے ان کے مختصر قیام کے لئے وہاں چھپر ڈال ٭ تھا٭ کہ وہاں جمعہ کے دن ہدا $ دے سکیں۔یہ سلطان محمد بن تغلق شاہ کا عہد (۱۳۲۵ ٭ ۱۳۵۱) تھا۔وہاں . # سلطان کے حکم سے مسافروں کو آرام پہنچانے اور سرکاری امداد کے مستحق لوگوں کو مالی مدد دینے کے لئے خاÕہ کی تعمیر مکمل ہوئی تو سلطان نے شیخ شرف الدین à ی کے تقویٰ کی شہرت سن کر خطہ بہار کے والی مجد الملک کو٭ ریعہ فرمان حکم ٭ کہ شیخ کو سرکاری خاÕہ کا چارج دے ٭ جائے اور اس کے مصارف کے لئے راجگیر کے علاقہ کی آمدنی وقف کر دی۔سلطان نے تحفہ کے طور پر شیخ کے لئے بلغاری مصلیٰ بھی بھیجا تھا۔اس کے علاوہ والی کو حکم ٭ تھا کہ ا/ شیخ خاÕہ کا چارج e میں ٭ مل کریں تو ان کو ہر طرح رضا مند کیا جائے۔چوè شیخ مجد الملک سے ہمدردی ر p تھے اور خاÕہ ` نے کی

ذمہ داری قبول کرنے سے: مت Ki نی مقصود تھی لہٰذا چارج لے لیا تھا لیکن سلطان محمد بن تغلق شاہ کے مرنے کے بعد سبکدوش ہو گئے تھے۔ ے

یہاں اس امر کا ‡ کرہ بے محل نہ ہوگا کہ دوسرے سہروردی مشائخ کی طرح شیخ شرف الدین، یحییٰ à ی سلاطین وقت سے تعلق رکھنا غیر منا & نہیں سمجھتے تھے۔ وہ سلطان سے تعلق کو خلق: اکے حق میں سمجھتے تھے کیو è اس کی بنا پ وہ ضرورتمندوں کی اعا $ کے سلسلے میں سلطان اور دوسرے ا* ب حکومت سے جا ئطر j پ سفارش کرتے تھے۔

شیخ شرف الدین à ی کی تعلیمات قرآن اور L کے مطابق تھیں۔ ان کی تصانیف اور ملفوظات معدن المعنی اور خوانِ پُرنعمت وغیرہ سے ان کے تبحر علمی اور شریعت کے احترام کا : بہ** پ یجا* ہے وہ ہر اس* ت کے خلاف تھے جو قرآن کے تصور توحید سے ٹکراتی ہو۔ وہ اعتدال پسند بھی تھے۔ مذہب میں سختی کو* پسند کرتے تھے۔ ان کے : دیـ دین کو اس طرح پیش کیا جا* چاہئے کہ وہ Ki ن کی اصلاح اور آسانی دونوں کا ذریعہ بنے۔ وہ ہمیشہ ان علماء کے طرفدار رہے جو Ki نی مسائل کے حل کے سلسلے میں سہو } کو مد Ã رکھ کر فتویٰ دیتے تھے۔ ایـ دفعہ ان کے سنار گاؤں کے زمانہ قیام میں مسلمانوں کا* پنی کے ساتھ چونے کے استعمال پ اختلاف پیدا ہ H ۔ چ* صدف سے بنا* یجا* تھا۔ لوگوں کو اعتراض تھا کہ صدف کا استعمال جائز نہیں ہے۔ لیکن معتدل مزاج علماء نے اس کے خلاف فتویٰ دینے سے ا ی کیا۔ اگر ایسا نہ کیا جا* تو ہزاروں لوگ جو چونے کے استعمال کے عادی ہو گئے تھے وہ مشکل میں پڑ جاتے۔ شیخ نے مفتیوں کے رویہ کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ راہ اسلام بہت کشادہ ہے جس چیز سے لوگوں کو دشواری پیش آئے اس سے احتراز کر* چاہئے بشرطیکہ قرآن اس کی ممانعت Æ نہ کر* ہو۔ ۸

ایـ موقعہ پ مسلمانوں اور خلق: اکی: مت کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایـ دن شیخ صدرالدین عارف (بن شیخ بہاءالدین زکریہ ملتانی سہروردی) کی خا Õ ہ

میں لوگوں نے شیخ صدرالدین عارف سے ان کے مرÊ ممن ملتانی کی تعریف کی کہ وہ مسلمانوں کی : مت,. ڑے شوق سے کرتے ہیں۔ شیخ عارف نے خوش ہوکر جواب* ی کہ اس: مت کا سو رکعتÚ زاورسو روزوں سے* یدہ ثواب ہے اور یہ بھی بتا یہ کہ مسلمانوں کی اعا$ کر*۔ اور مخلوق: اکی: مت ا ی- اچھی عبادت ہے یہی پیغمبروں کا اُسوہ تھا۔

شیخ کی ملفوظات سے شیخ کے حالات* گی پہ بھی روشنی پڑتی ہے۔ا ی- دن مرÊ وں کو بتا یہ کہ. # وہ راجگیر کے جنگل میں ا ی- کہنہ غار میں رہ کر* یضت ومجاہدہ میں مصروف تھے تو اس زمانہ میں بہار کا والی ا ی- سخت گیر افسر تھا۔ وہ لوگوں کے ساتھ سختی سے پیش آ* تھا۔ لیکن شیخ کا احترام کر* تھا۔ . # وہ جمعہ کے دنÚ ز کے لئے شہر بہار میں آتے تھے توÚ ز کے بعد لوگ شیخ سے ملتے تھے اور والی سے اپنی شفا (کے لئے والی کو خطوط لکھواتے تھے۔ شیخ ہر ضرورتمند کو والی کے*۔ م خط لکھ کر دے دیتے تھے۔لوگوں کی تعداد. ڑھتی رہی۔ کبھی کبھی شیخ تھک جاتے اور ایسا بھی ہو* تھا کہ شیخ*۔ راض بھی ہو جاتے۔ا ی- دن شیخ زادہ چشت جو ان کی شہرت سن کر دہلی سے ان کی* یرت کے لئے بہار آئے جمعہ کے دن شیخ سے ملے تو لوگوں کے ہجوم میں** ۔ شیخ کچھ کبیدہ خاطرÃ آئے تو شیخ زادہ چشت نے ان سے کہا کہ ''آپ پریشان ہوکر*۔ راض ہوجاتے ہیں آپ کو احتیاط سے کام 8 چاہئے'' 9۔لوگوں کی مصیبتوں کو اپنے او پہ لیجئے۔اس* بت سے شیخ اس قدر متا* ہوئے کہ وہ: مت خلق کے پہلے سے* یدہ قائل ہو گئے۔

حضرت شیخ Âم الدین اولیاء کی طرح شیخ شرف الدین àی کے۔ دی- صوفیاء کا کرامت کو ظاہر کر*۔ شعبدہ* زی کے مترادف تھا وہ اس کو روحانی قدروں کے منافی سمجھتے تھے۔لیکن ان صوفیاء کو معذور تصور کرتے تھے جن سے مافوق العادت حرکتیں سکر* ی۔ ب کی حا) میں سرزد ہو جاتی تھیں۔ شیخ شرف الدینà ی فرماتے تھے کہ ہر* پ کباز صوفی کا فرض ہے کہ وہ اپنی روحانی صلاA اور کمال کو پوشیدہ رکھے۔اس سلسلے میں وضا # کے لئے

مز+ فرماتے تھے کہ عظیم صوفیاء کے انتقال کے بعد بیہودہ اور کج فہم مر+ وں اور درگاہ کے مجاوروں نے ان کی کرامات سے متعلق افسانے گھڑ کر مشہور کر دیئے۔ بعض نے اس ضمن میں کتابیں بھی شائع کیں جن میں غلط* توں کو مشائخ کی طرف منسوب کیا۱۰ے۔

شیخ شرف الدین ä ی کے زمانے میں شیخ اکبر ابن العربی کا مابعد الطبعیاتی فلسفہ ہندوستانی صوفیاء میں مقبول ہH تھا۔ لیکن مشکل اصطلاحات اور مشکل* ن کے استعمال کی وجہ سے یہ فلسفہ عام فہم نہیں تھا لہٰذا بہت سے صوفیاء بہک جاتے تھے۔ قرآنی تصور توحیداور اللہ اورK ن کے مابین جو رشتہ ہے اس کے* رے میں غلط فہمیوں کا شکار ہو گئے تھے۔ چوè شیخ شرف الدین ä ی کو ابن العربی کے فلسفہ کا صحیح ادراک تھا لہٰذا انہوں نے ی حد-- غلط فہمیوں کا+ ارک کیا۔ مثال کے طور پر مکتو* ت صدی اور خوان پر نعمت میں فرماتے ہیں کہ K ن اور* ری تعالیٰ کسی صورت میں ا ی- دوسرے میں ضم نہیں ہو h۔ وضا # کے لئے مز+ فرماتے ہیں کہ عظیم صوفیاء کے مطابق سلوک کی چوتھی منزل پر سالک ایسے نورالٰہی سے دوچار ہو+ ہے کہ جس کی* بنا کی سے ہر شے اپنی* بنا کی کھو دیتی ہے اور وہ نور: ا+ ی کا حصہ معلوم ہوتی ہے۔ یہ ایسا ہے جیسا کہ سورج کے 3 پر اس کی* بناک روشنی میں ہر چمکنے والی چیز جیسے ستارے +، پڑ جاتے ہیں کیوè سورج کی روشنی اس قدر* دہ ہوتی ہے کہ ستاروں کی روشنی کی حقیقت سورج کے غروب ہونے-- بے معنی ہو جاتی ہے* لکل ایسے ہی اللہ تعالیٰ کے نور کی بے پناہ* بنا کی کی وجہ سے سالک کو ہر شے نور: ا+ ی ہی کا حصہ معلوم ہوتی ہے۔ لیکن حقیقت میں کسی شے کے وجود کے نورالٰہی میں ضم ہونے* اس کی اپنی Đاد $ کے ختم ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہو+''۔ ۱۱ے

چند الفاظ ابن العربی کے فلسفہ کے متعلق لکھنے بے محل نہ ہوں گے۔ ابن العربی راسخ العقیدہ ٠رگ تھے۔ وہ فقہ ظاہر کی سختی سے* بندی کرتے تھے۔ وہ اسپین میں پیدا ہوئے تھے اور وہیں ان کی تعلیم و M ہوئی تھی۔ # وہ اپنے وطن سے ہجرت کر کے مکہ پہنچے تو ان کا

Ã یہ تصوف* پ ئے تکمیل کو پہنچ چکا تھا۔ وہ اپنے Ã یہ,پ مختلف رسالے لکھ چکے تھے۔ اور ان کی اشا (- ,پ وہ علماء کی مخالفت کا ¶K نہ بھی بنے ہوئے تھے۔ چوè ان کے Ã یہ کو علماء نے گمراہ کن قرار ڈ۔ی تھا۔ لہٰذا مربوط طر i ,پ اپنی*-- لیف فتوحات مکیہ میں پیش کیا۔ اس*-- لیف میں بہت ہی مشکل اور مابعد الطبعیاتی علامتوں اور اصطلاحات کی بھرمار ہے اور اس کا سمجھنا ہر عالم کے لئے ممکن نہیں ہے۔ فتوحات مکیہ کے ہی فلسفہ کو انہوں نے اپنی دوسری*-- لیف فصوص الحکم میں نسبتاً آسان+ از میں پیش کیا ہے۔ لیکن ان کا فلسفہ بہت سے صوفیاء بھی صحیح طر i ,پ سمجھنے میں*۰ کام رہے۔ مثال کے طور,پ شیخ احمد سرہندی ابن العربی کی,.۰ رگی اور روحانی بصیرت کے قائل تھے اور ان کی دینی : مات کے معترف تھے۔ وہ ابن العربی کے مخالف نہیں تھے۔ ا۔ مکتوب میں رقم طراز ہیں:

''اے اللہ! میں مجبوراً ایسے شخص سے نبرد آزما ہوں جو کہ شیخ ہیں۔ جن سے کبھی اختلاف کر*-- ہوں اور کبھی اتفاق''۔ یہ وہ.۰ رگ ہیں جنہوں نے سخن معرفت وعرفان کی C۔ی درکھی اور اس کی تشریح کی یہ وہی ہستی ہیں جنہوں نے تمام کائنات کو اللہ سے وابستہ کیا اور بتا*۔ی کہ د* خالی ہے۔ انہوں نے سلوک کی منازل کی ¶K+ ہی فرمائی اور ان کے مابین امتیازات کے فرق کو بیان کیا۔ پوری کائنات کو اللہ کی ذات سے تعبیر کیا کہ & وہی ہے*۔ وجودان & *۔توں کے مقام کب*۔ی ئی کا±۔ی ارکسی کے لئے ممکن نہیں ہے۔ ان کے پیش روصوفیا نے ا/ کبھی ان مسائل,پ گفتگو کی بھی تو محض مختصراً اشاروں میں ۔انہوں نے مسائل کی تشریح سے ا/ ,۔: کیا تھا۔ جو اُن کے (یعنی ابن العربی) کے بعد آئے انہوں نے ان کے نقش قدم,پ چلنے میں سعادت سمجھی اور ان کی اصطلاحات کو قبول کیا۔ ہم جو کہ بہت بعد میں پیدا ہوئے ہم نے بھی ان,.۰ رگوں کی,. کات سے بہت فیض حاصل کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی ان : مات کے لئے ان کو ا/ ان قدر اÅ م سے نوازیں۔ ۱۲؎

ابن العربی اور شیخ احمد سرہندی کے تصورات کا تقابلی مطالعہ کرنے کے بعد شیخ شاہ ولی

اللہ نے صحیح کہا تھا کہ دونوں میں اگر فرق ہے تو لسانی ہے۔ دورِ حاضرہ کے محققین میں جاپانی اسکالر توشی ہیکو اِزتسو اور فرانسیسی نو مسلم عالم میشیل شو کیئے وچ نے ثابت کیا ہے کہ ابن العربی پہلے مفکر صوفی تھے جنھوں نے اسلامی تصوف کو غیر اسلامی اثرات، خاص طور پر نوافلاطونی فلسفہ کے اثرات سے پاک کیا اور اس کو قرآن اور حدیث کی روشنی میں پیش کیا۔ شو کیئے وچ کے مطابق فتوحات مکیہ کے مختلف ابواب بخوبی سمجھے جا سکتے ہیں اگر ان کو قرآن حکیم کی مختلف آیات کی کنجیاں بنا کر مطالعہ کریں۔[۱۳]

بہرحال یہ سچ ہے کہ ابن العربی کے اثرات سے ہندوستانی خواص میں روشن خیالی کو فروغ ہوا۔ حسن اور محبت کے تصورات میں خوش گوار تبدیلی پیدا ہوئی۔ عشق مجازی کا تصور عام ہوا۔ اگرچہ عشق مجازی کی صوفیاء میں مقبولیت کے حوالے پندرھویں صدی عیسویں کے صوفی لٹریچر میں ملتے ہیں۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ بہت سے عظیم صوفیا روحانی زندگی میں عشق مجازی کی اہمیت کے قائل تھے۔ نتیجہ میں فارسی ادب بھی عشق مجازی کے تصور سے متاثر ہوا۔ خاص طور پر نثری اور شعری داستانوں میں عشق مجازی مقبول موضوع بن گیا تھا۔

چودھویں صدی کی آخری دہائیوں اور پندرھویں صدی عیسوی کے صوفیوں کی ملفوظات اور تذکروں میں مولانا رومی کی مثنوی اور شیخ ابن العربی کی کتابوں کے حوالے ملتے ہیں جن سے مترشح ہوتا ہے کہ دونوں کے اثرات بڑھ رہے تھے۔ دونوں کے یہاں حُسن کو تخلیقی قوت کی حیثیت سے سراہا گیا ہے۔ اور حُسن کا بہترین پیکر عورت کو تصور کیا گیا ہے۔ جب مولانا روم زندہ جاوید حسن (Eternal beauty) کی بات کرتے ہیں تو اُس سے ایک روحانی جذبہ کا اظہار ہوتا ہے پھر وہ واضح طور پر عورت کو حُسن کبریائی کی ضیاء سے تعبیر کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ وہ دنیوی محبوب نہیں ہے بلکہ وہ تخلیقی قوت کی حامل ہے اور کہا جاسکتا ہے کہ وہ خود تخلیق نہیں ہے۔[۱۴]

مولانا رومی کی طرح ابن العربی بھی غیر واضح طور پر عورت کو روحانی نظام میں بلند مقام

دیتے ہیں۔ اپنے روحانی تج*.ت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ابتداء میں اُن کو کچھ عورتوں سے روحانی لگاؤ (یعنی عشق مجازی) سے.ڑا فیض حاصل ہوا۔ ۱۵

چودھویں صدی کے نصف %اور پندرھویں صدی کے ہندوستانی چشتی صوفی.. رگ شیخ محمد حسینی گیسو دراز پہلے عظیم صوفی تھے جن کے ملفوظات میں عشق مجازی کی تلقین ملتی ہے۔ وہ عشق مجازی کو K ن کے ارتقاء میں معاون سمجھتے تھے۔ . # عشق ومحبت کا قصہ بیان کرتے تو ان کی آنکھیں پُرنم ہوجاتی تھیں۔ اس سلسلے میں ا- دن اپنے.ڑے بھائی کے متعلق بتا- کہ وہ ا- عورت سے عشق کرتے تھے۔ ا- رات اس عورت کو بچھونے کاٹ لیا تھا جس کی وجہ سے وہ پوری رات کرب و تکلیف میں مبتلا رہی۔ اسی رات اُن کے.ڑے بھائی کی بھی حا } دَا گوں رہی۔ ا- دوسرے موقعہ پ ا- نو جوان اور سودا اَ کی کنیز کا قصہ بیان کرتے ہیں کہ نوجوان کسی سودا اَ کی کنیز پ عاشق ہH۔ وہ کنیز کو دیکھنے کی غرض سے سودا اَ کے گھر کے چکر لگا تا تھا۔ . # سودا اَ کو علم ہوا تو اس نے کنیز کا گھر سے* ہر جا بند کر دیا۔ کئی دن کنیز کا دیدار نہ ہونے کی وجہ سے نو جوان غم و+ وہ کا شکار ہH۔ یہاں-- کہ اس کی حا } %اب ہوگئی۔ . # مرض لاعلاج ہH تو نو جوان کے متعلقین نے کنیز کو حاصل کرکے نوجوان کے رو. وکیا۔ دیکھتے ہی نو جوان اٹھا، کنیز کو g سے لگا یا اور جان بحق ہH"۔ ۱۶

بے محل نہ ہوگا اَ اختصار کے ساتھ صوفیاء کرام کی قایم روا $ کا ا دوسرے مذاہب کے ماننے والوں پ کیا جائے۔ کیو è صوفی C دی طور پ وسیع النظری اور مذہبی رواداری کے قائل ہوتے تھے اور دوسرے مذاہب میں اچھی رد* یت کو سراہتے تھے لہٰذا ا- دوسرے سے متا* ہو* ممکن بن H تھا۔ لیکن ابتداء میں درویشی سے متعلق صوفیاء اور غیر مسلم درویشوں کی رو* یت میں بیّن فرق ملتا ہے۔ غیر مسلم درویش راہبانہ زد+ گی کو اپنی • ت کا* (؛ سمجھتے تھے۔ عیسائی درویش د* اور اہل د* سے قطع تعلق کرکے خلوت خانوں (Monasteries) میں رہتے تھے+ ھ اور ہندو 7 سی، سادھو اور یوگی جنگلوں، پہاڑوں کی گُپھاؤں اور دور افتادہ

وہاروں (Budhist monasteries) میں رہ کر عبادت اور ریاضت میں لگ جاتے تھے۔ ., خلاف ان کے صوفیاء کے یہاں ترک د* کا مطلب تھا انسانوں کے درمیان رہ کر صفائی قلب کے لئے د* وی اشیاء کی لالچ، انسانوں کے خلاف انتقامی جذبہ کو ختم کرکے اللہ کی خوشنودی کے حصول کے لئے اس کے بندوں میں رشد و ہدایت اور خدمت کے ساتھ زندگی گزارنا۔ وہ انسانوں سے محبت اللہ کی محبت کا حصہ تصور کرتے تھے۔ حضرت نظام الدین اولیا (م:۱۳۲۵ء) فرماتے تھے کہ عبادت دو قسم کی ہوتی ہے ایک طاعت لازمی جیسے نماز روزہ وغیرہ اور دوسری طاعت متعدی ہوتی ہے جس کا مطلب ہے دوسرے انسانوں کی بھلائی کے لئے کام کرنا۔ وہ طاعت متعدی کو طاعت لازمی سے زیادہ اہم تصور کرتے تھے۔ ایسے اس تصور نے ان کو اور ان کے پیر و مرشد شیخ فرید الدین گنج شکر کو غلامی کے ادارے کے خلاف کر دیا تھا۔ دونوں کی تعلیم کے باعث سے ان کے اہل ثروت مریدین اپنے غلاموں کو ان کی خوشی کے لئے آزاد کر دیتے تھے۔ مثلاً گور کے قاضی شرف الدین جو کہ قاضی حمید الدین ناگوری کے پوتے تھے دل میں آیا کہ وہ اجودھن جا کر شیخ فرید الدین کے مرید بن جائیں۔ کچھ عرصہ پہلے انہوں نے ایک حسین اور نوخیز کنیز سو تنکوں میں خریدی تھی کنیز کو اپنے ارادہ سے آگاہ کیا۔ اس نے حلوا پکا کر ایک کپڑے میں باندھا اور اپنے آقا کو اس التجا کے ساتھ دیا کہ اس کو وہ تحفہ کے طور پر شیخ کی نذر کر دیں۔ جب قاضی شرف الدین اجودھن پہنچے تو کنیز کا تحفہ بھی پیش کیا۔ اس کو قبول کرتے ہوئے شیخ نے فرمایا "اللہ اس کو آزادی سے نواز دے"۔ جب قاضی نے سنا تو اس کو یقین ہو گیا کہ شیخ کی دعا سے وہ یقیناً آزاد ہو جائے گی۔ یہ اچھا ہو گا کہ وہ گور واپس ہونے پر اس کو فروخت کر دیں۔ پھر خیال آیا کہ اگر وہ خود آزاد کر دیں گے تو شیخ کو خوشی ہو گی۔ فوراً شیخ کی خدمت میں واپس آئے اور ان کو بتایا کہ انہوں نے کنیز کو آزاد کر دیا۔ ۱۸ یہی شیخ نظام الدین اولیاء کے مریدوں کا عمل رہا۔ آپ کے مرید اور فارسی کے عظیم شاعر میر حسن سنجری کا واقعہ ہے کہ جب وہ فوجی مہم کے ساتھ دیوگیری گئے تو وہاں ان کے خادم عتیق ملیح

نےٓ پانچ تنکوں میں ایک بچی خریدی ۔ شیخ حسن سنجری اور ان کے دوسرے ساتھی امراء دہلی واپس ہونے والے تھے تو بچی کے ماں باپ آئے اور دس تنکے نکال کر روتے ہوئے بولے کہ ان کے پاس جو کچھ بھی تھا اس کو فروخت کر کے دس تنکے حاصل کئے ہیں کیونکہ وہ اپنی بچی کی جدائی برداشت نہیں کر سکتے اور بچی کو دس تنکوں میں واپس لینے کے لئے منت سماجت کرنے لگے ۔ شیخ حسن سنجری نے ان کی حالت دیکھی تو انہوں نے اپنے خادم کو دس تنکے دے کر لڑکی کو آزاد کیا اور پھر یہ کہتے ہوئے اس کو اس کے ماں باپ کے حوالہ کر دیا کہ بچی اور تنکے واپس لے جاؤ ۔ شیخ دہلی واپسی پر اپنے پیرومرشد کو یہ واقعہ سنایا تو اس قدر خوش ہوئے کہ اپنے سر سے ٹوپی اتار کر حسن سنجری کے سر پر رکھ دی ۔ ان کے مرید کے لئے اس سے بڑا کوئی دوسرا تحفہ نہیں ہوسکتا تھا۔[۱۹] اگرچہ ہمارے عہد میں مسلمانوں میں بہت سی صوفیاء کی قایم کی ہوئی روایات مفقود ہوگئی ہیں لیکن سکھ گوردواروں میں لنگر کا جاری رہنا اور عیسائی مبلغین مشنوں سے متعلق شفا خانے اسکول اور چیریٹی ہاؤس عہد وسطیٰ کے خانقاہی نظام کی یاددہانی کراتی ہیں۔

حوالے

۱- شیخ نظام الدین اولیاءؒ کے مطابق شیخ علی ہجویری سے پہلے لاہور میں ان کے پیر بھائی شیخ حسین زنجانی لاہور میں پیر طریقت کی حیثیت سے رہتے تھے ۔ شیخ ان کے پیرومرشد نے جو کہ قطب عہد تھے ان کو حکم دیا کہ وہ لاہور جائیں تو انہوں نے کہا کہ وہاں تو شیخ حسین زنجانی موجود ہیں لیکن پیر نے کہا کہ تم وہاں جاؤ۔ وہ حکم کی تعمیل میں ۔ شیخ لاہور پہنچے تو لوگ حسین زنجانی کا جنازہ قبرستان لے جارہے تھے۔ دیکھئے حسن سنجری ،فوائد الفواد، (نول کشور کانپور) ص ۳۵۔

۲- دیکھئے کشف المحجوب، مطبوعہ عالی اور کبیر (الدان ۱۳۳۶) ص ۴۶، انگریزی ترجمہ نکلسن ، ص ۲۷۔

۳- مخدوم شعیب فردوسی ،مناقب الاصفیا، کلکتہ ۱۳۱۳ھ، ص ۸ یہاں یہ بتانا ضروری ہے کہ مذہبی امور میں سختی کی وجہ سے دوسرے ہمعصر صوفیاء سے نجم الدین صغریٰ کے شدید اختلافات رہے۔ اور کچھ صوفیوں کو انہوں نے دہلی سے نکال بھی دیا تھا اس وجہ سے صوفی تذکرہ نگاروں نے خاص طور پر میر خورد

مؤلف سیر الاولیاء نے ان کی تصویر مسخ کر کے پیش کی ہے۔ مناقب الاصفیاء کے مطابق وہ متقی اور پرہیز گار بزرگ تھے اور نجم الدین کبریٰ سے نسبت کی بنا پر ان کو نجم الدین صغریٰ کہا جاتا تھا۔

۴- انگریزی میں پیش لفظ جو کہ خوان پر نعمت کے انگریزی ترجمہ میں شائع ہوا ہے۔

Khwan-i-Pur Nimat (Malfuzat of Sheikh Sharafuddin Maneri) Eng. Tr. Paul Jackson, (Idara-i-Adabiyat, Delhi, 1986) P xi.

۵- دیکھئے قرآن مجید: ۱۷: ۴۴

۶- نہج البلاغہ، انگریزی ترجمہ، ایمان فاؤنڈیشن C بمبئی ۱۹۸۹ء ص ۳۳۳ تا ۳۳۵

۷- مناقب الاصفیا، ص ۱۳۴

۸- خوان پر نعمت، پٹنہ ۱۳۲۱ھ، ص ۲

۹- خوان پر نعمت، انگریزی ترجمہ پال جیکسن (ادارہ ادبیات، دہلی) ص ۷۵ اور فوائد الفواد، ص ۱۷۳

۱۰- ایضاً، ص ۱۰۱

۱۱- مکتوبات صدی، انگریزی ترجمہ پال جیکسن، بمبئی، ۱۹۸۵ء مکتوب ا، ص ۱۳

۱۲- بحوالہ فریڈمین، شیخ احمد سرہندی (انگریزی لیف) لندن، ۱۹۷۱ء ص ص ۶۴ تا ۶۵

۱۳- دیکھئے: Michal Chodkie Wiez, Some remarks about the Role of the Quran in Ibn-i-Arabi's writings in Contemporary Relevance of Sufism, Ed. Indian Council for Cultural Relations, New Delhi, 1993 PP 38-55.

۱۶- دیکھئے جوامع الکلم، ص ۱۳، مزید تفصیلات کے لئے ملاحظہ کیجئے راقم الحروف کا مقالہ ''صوفیاء کرام اور عشق مجازی کا تصور''، فکر و نظر (اردو سہ ماہی) علی گڑھ، جلد ۲۹ شمارہ نمبر ۲، ۱۹۹۲ء ص ۴۲ تا ۵۰

۱۷- حسن سنجری، فوائد الفواد، کانپور ۱۳۰۲ھ، ص ۱۱۹

۱۸- فوائد الفواد، ص ۱۸۹

۱۹- ایضاً، ص ۲۰۲ حسن سنجری نے اپنے غلام بشیر کو آزاد کر دیا تھا۔ بشیر بعد میں حضرت نظام الدین اولیاء کا مرید بن گیا تھا۔ فوائد الفواد، ص ۱۱۱ تا ۱۱۲

اسلامی تصوف اور امیرالمؤمنین حضرت علی مرتضیٰؑ[۱]

پروفیسر ظهیر الدین ملك

علوم اسلامیہ کے وسیع اور ترقی پذیر دائرہ تحقیق وتصنیف میں علم تصوف کا اہم اور ممتاز مقام ہے۔قرآن شریف اور شریعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اساس پر قائم شدہ علم تصوف مذہب اسلام کی روحانی اور اخلاقی صداقت کو یقینی درجہ -*ٔ $ کرنے میں ممد و معاون ہوا ہے۔اکابر صوفیہ نے اللہ تعالیٰ کے » کئے ہوئے علم* طن کے فیض اور اپنی عملی ز+ گی کے وسیلہ سے ظواہر عبادات کی روحا M* معرفت الٰہی کی معنو $ اور بصیرت کی تفہیم اور تشریح کرنے میں کلیدی کردار ا • م ڈ* ی ہے۔انہوں نے راہ شریعت پر گامزن ہوکر طر g کے عملی نمونے پیش کیے۔رشدوہدا $ کے% اغ روشن کر کے خاص و عام کی فلاح و بہبود محض خوشنودیٔ* ری تعالیٰ مساعی پیہم میں اپنی حیات صفا اور خلوص کو گ ارا ہے۔''وہ اللہ عزوجل کے حضور میں صف اول میں ہیں۔اس لیے کہ ان کے قصر اس کی طرف بلند ہوتے ہیں اور وہ اپنے بواطن کے ساتھ اس کے حضور میں کھڑے ہیں''۔حضرت امام جعفر صادقؑ بن محمد کا ارشاد ہے''جو* طن رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر ز+ گی بسر کرے وہ صوفی ہے''۔امیرالمومنین حضرت علی مرتضیٰؑ نے فر* یا:

مومن کی بصیرت کے ! شیطان اُس پر غا) نہیں آ سکتا ہے۔وہ اللہ کی » کی ہوئی بصیرت سے دھوکہ نہیں کھا سکتا۔[۲]

مو لا* شاہ فضل رحمانؒ گنج مرا* دی نے فر* یا کہ صوفی وہ ہے جس کے قلب میں سوا : اکے کچھ نہ ہو۔ صوفی ہوا میں ** نی پ نہیں چلتا ہے۔ بلکہ صوفی وہ ہے جس سے احکام شریعت خود بخود عمل میں آ N ۔اصل ایمان محض حق سبحانہ کے فضل سے آ* ہے، دلائل عقلی سے نہیں۔ کیوè بغیر فضلِ الٰہی شیطان اپنے استدلال عقلی سے ان کو جن کا ایمان استدلال پ F ہے بہت جلد سا : کر دیتا ہے۔حق تعالیٰ ا ی۔ نور اپنی عنا $ سے قلب میں * ر دیتا ہے اور اسی سے وہ راہ سلوک کی منزل مقصود طے کر* ہے۔اور پیغمبر: اصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے فیضیاب ہو جا* ہے۔اور نور t ت سے ولا $ عالم روشن ہے۔ا ی۔ روز ا ی۔ شخص نے آپ کی مجلس میں عرض کیا کہ کیمیا کا علم ہو جائے ارشاد ہوا کہ وہ* ت پیدا کرو جو * ن میں & کچھ ہو جائے۔ . # حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ علیل ہوئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے روزہ رکھا اللہ تعالیٰ نے صحت فرمائی . # وقت افطار * ی سائل نے سوال کیا آپ نے کھا* اٹھا کر فقیر کو دے * ی۔اور پھر دوسرے دن روزہ رکھا. # وقت افطار * ی دوسرا سائل نمودار ہوا۔ ویسا ہی کیا۔ یہاں -- کہ تین دن / ر گئے۔ کیسے یہ لوگ : اسے ڈرنے والے اور فرمانبردار تھے۔ پس ہم کو او رتم کو ایسا ہی ہو* چاہیئے۔آپ نے معرفت کی تین قسمیں بیان کیں۔''معرفت عوام، معرفت خواص اور معرفت اخص خواص۔ معرفت عوام صحت حال ظاہر کا ہے ساتھ : ا تعالیٰ کے لئے، معرفت خواص یہ ہے کہ صحتِ حال * طن کا ہے ساتھ * ری تعالیٰ کے۔ معرفت اخص خواص یہ ہے کہ سالک Â رہ کرے۔ اُس کے حکم کو قضا و قدر : ا ئے تعالیٰ کو اور اُس کے افعال کو مشاہدہ کرے & حالتوں اور & چیز میں۔ ۳''[۳] شیخ علی ہجو ی المعروف بہ د* گنج بخش نے معرفت الٰہی کی حقیقت کو اِن الفاظ میں واضح کیا۔

معرفت الٰہی کی حقیقت یہ ہے کہ دل اللہ تعالیٰ کے ساتھ ز+ ہ ہو اور اس کا * طن ماسوا اللہ سے خالی ہو۔ علم کی صحت و درō معرفت ہے۔ بندہ اس وقت -- عارف نہیں ہو سکتا ہے

. # -- کہ عالم بحق نہ ہو۔ اتباع شریعت معرفت الٰہی حاصل کرنے کے مقصد کے لئے لازمی ہے۔ شریعت کا پہلا رُکن کتاب اللہ ہے جیسا کہ: اتعالیٰ فرمایا ہے۔ دوسرا رکن سنت ہے جیسا کہ فرمایا جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس پر عمل کرو اور جس بات کو ا کیا ہے اس سے بچو۔۴؎

شیخ ... کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ حقیقت عرفان اللہ تعالیٰ کے فیض وکرم سے بندہ کو اور وہ بندگی کے دائرہ میں رہ کر اس علم اور معلومات کا محتاج رہتا ہے۔ علم معرفت یا روحانی حقائق درس و تدریس اور تعلیم و تعلم سے حاصل نہیں ہوتے ہیں۔ اور نہ ہی یہ علوم کتابوں میں لکھے جاتے ہیں۔۵؎ قرآن شریف میں اس خیال کی توجیہہ ان الفاظ میں کی گئی ہے ''ہم جس کو چاہتے ہیں اس کے درجے بلند کر دیتے ہیں اور د* میں ہر ا- ذ* سے بڑھ کر دوسرا ذ* موجود ہے''۔۶؎

حقیقت ہے کہ ''تمام روحانی حقائق تمام K نوں پر ظاہر نہیں کئے جا h ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعض اوقات ایسی تعلیمات کی طرف حضرت علیؑ نے اشارہ کیا تھا۔

لوگوں کو اُن کے فہم کے مطابق احادیث سنایا کرو۔

کیا تم چاہتے ہو کہ وہ اللہ اور اس کے رسولؐ کو جھٹلا N ۔۷؎

ا- شخص نے حضرت علیؑ سے پوچھا کہ ایمان کیا ہے۔ حضرت علیؑ نے جواب دیا۔ ایمان چار ستونوں پر قائم ہے۔ صبر، یقین، عدل اور جہاد اس طرح انہوں نے احوال اور مقامات پر گفتگو فرمائی۔۸؎ ''جو لوگ اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کریں گے وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے''۔ (النساء۴: ۶۹-۷۰) شیخ ابوالنصر سراجؒ نے اپنی کتاب اللمع میں لکھا ہے کہ صادقین، صادقات، مخلصین، محسنین، عابدین، صابرین، اولیاء، ابرار، مقربین وغیرہ الفاظ سے اہل تصوف ہی مراد ہیں۔ المقربون (وہ جو: اکے قریب لائے گئے) اس لقب کو قرب الٰہی کی تعریف کی روشنی میں سمجھنا چاہئے۔ ''ہم اس کی

شہ رگ سے بھی *ژ یدہ اُس سے قری$ ہیں''۔وہ ا یـ دائم الحضور حقیقت ہے اور یہ صداقت ہے کہ یہ ادراک صوفی کا علم نہیں بلکہ اللہ کا عمل ہے۔''مخلوقات کی Ã یں تو اس کو معلوم کر نہیں سکتی ہیں اور لوگوں کی Ã وں کو وہ خوب جا { ہے''۔۱۰

عقیدہ تصوف کا مطلب و معنی مندرجہ ذیل حدی$ قدسی سے ذہن نشین ہو جا* ہے۔

میرا بندہ نوافل کے ذریعہ سے میرا قرب حاصل کر* ہے۔ یہاں -- کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔اور . # میں اس سے محبت کر* ہوں تو میں اس کا کان بن جا* ہوں جس سے وہ 7 ہے اور اس کی آ ç بن جا* ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔اور اس کا ہاتھ بن جا* ہے جس سے وہ پکڑ* ہے اور اس کا* پ ؤں بن جا* ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔۱۱

امام غزالیؒ (م:۵۰۵ھ) نے تصوف کو''قرب الٰہی اور ذوق را & روحانی مشاہد سے تعبیر کیا ہے''۔* پ نچویں صدی میں ایسی. /+ ہستیاں موجود تھیں جن کی زH+ ں از سر* پ اللہ کے لئے وقف تھیں۔ان کا . بہ عبادت عام Ki نی قوت سے *ژ یدہ تھا۔ان سالکان حق صداقت و صفا نے افضل الC ء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا اسوہ حسنہ L و طر i امر* بلمعروف اور نہی عن المنکر کا کارt ت ا• م دینے میں شد+ انہاک کیا۔ غافل اور* واقف عوام کے لئے، شمع رسا } روشن کی جس کی ضوفشانی نے معاشرہ میں اسلام کی روحانی و اخلاقی اقدار کا Ó ذ ہوا۔صوفیہ کرام نے شریعت اسلام کے حصول Ki ن دوستی Ki ن مساوات *. چار بے سہارا، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ ہمدردی کو عملی جامہ پہنا* یـ۔ : ا کی مخلوق سے محبت اور دوسروں کو فا+ ہ پہنچا* ان کی ز+ گی کے اہم* ین فرائض تھے۔ مو* شاہ فضل رحمانؒ کے ملفوظات میں بکثرت واقعات درج ہیں جس سے ظاہر ہو* ہے کہ ان کی کوشش اور سفارشات کے L بکثرت بے روزگاروں کو 5 زمتیں اور ذریعہ معاش د7 یب ہوا۔ وہ اس د* وی کام کو دینی عبادت کا لازمی عنصر تصور کرتے تھے۔ شیخ Â م الدین اولیاءؒ (۱۲۴۲-۱۳۲۵) کا* کمال روحا M اور متصوفانہ ز+ گی کے معاشرہ پ جو دینی

واخلاقی اِ ات پیدا ہوئے اور طریق تصوف کی مقبولیت ہوئی اس کا مفصل خاکہ معاصر مورخ ضیاءالدین. نی نے مندرجہ ذیل تحر یں میں اس طور پیش کیا ہے۔ وہ رقمطراز ہے ۔۱۲؎

شیخ Âم الدین اولیاء اپنے حلقہ مر± ین میں ہر قسم کے اشخاص کو داخل کر e تھے۔ اُمراء ادنیٰ، دولتمند اور غر$ عالم جاہل، شہر ی دہقانی، سپاہی، سپہ سالار، آزاد غلام یہ & لوگ. ائی سے بچنے کی کوشش کرتے، کیوè وہ سمجھتے تھے کہ وہ شیخ Âم الدین اولیاء کے مر± ہیں۔ ان کی متصوفانہ تعلیمات کا یہ اِ مر$ ہوا کہ وہ ہر قسم کی+ ی سے دور رہنے لگے۔ عوام الناس میں مذہب اور مذہبی عبادات کی طرف رُجحان ہوا۔ مرد عورت، جوان، بوڑھے، دوکا+ ار، 5 زمین بچے اور غلام & ہی عبادات الٰہی میں مشغول ہوگئے۔ اور مسجد میں* شروع کر* ی ۔غیاث پور (حضرت کی قیام گاہ) سے شہر- کثیر تعداد میں چبو ے جن پ چھپر ڈالے گئے تھے تعمیر ہوئے۔ کنویں کھدوائے گئے * پ نی کے. تن رکھوائے گئے * کہ عوام کو جو حضرت شیخ Âم الدین اولیاء سے ملنے جارہے ہیں، ان کو راستہ میں ادائیگی úز میں دقت نہ محسوس ہو۔ شیخ کے تعلق کی بنا پ گنہگاری اور افعال H ہ کی گفتگو ختم ہوگئی تھی۔ شہر کا کوئی حصہ ایسا نہ تھا جہاں نیک اور* پ کباز لوگوں کا ہر ماہ اجتماع نہ ہو* ہو۔ قمار* زی، شراب خوری، سودخوری، ذخیرہ+ وزی، دروغ گوئی، دھوکہ دہی، اور جعلی اوزان کا استعمال جیسی سماجی. ائیاں دور ہو N ۔ اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے شیخ جنیدؒ اور شیخ* .± ؒ کی طرح ا- شیخ یعنی حضرت Âم الدین اولیا کو پیدا کیا۔ جنہوں نے ہدا $ ور رہبری کے طر i کار کو * پ یہ تکمیل کو پہنچا ی۔

اس طرح مشائخ J م اقامت دین اور خلق کی : مت کی . وجہد میں سرا م رہے۔ ان کی مستقل مساعی جمیلہ سے دینی اور اخلاقی ماحول پیدا ہوا جس میں ا- نئے پُرسکون صالح معاشرہ کی تشکیل ہونے کے امکا* ت تغیر حکومت کی مدد واعا $ سے ظاہر ہوئے۔

حضرت علیؑ کا اہل تصوف میں اہم مقام ہے ان کی ذات قدسیہ تصوف کی تمام

خصوصیات سے مزین ومنور تھی۔ وہ معرفت کے اعلیٰ منصب پر فائز تھے۔ اصول حقائق اور طر g کی تشریح میں ان کو کمال دسترس حاصل تھی۔ تمام صوفیہ کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ تصوف کا غیر منقطع سلسلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شروع ہوکر امیر المومنین حضرت علیؑ کی وساطت سے تیسری صدی ہجری میں حضرت جنید بغدادیؒ -- پہنچتا ہے۔ (متوفی ۲۹۷ھ) لواسطہ* یہ بلاواسطہ تمام سلاسل تصوف خصوصاً چشتی، قادری اور سہروردی آپ ہی کی ذات کے توسط سے رسا } مآبؐ سے اکتساب کرتے ہیں۔ حضرت علیؑ کی ذات شریعت کی جمان طر g کی آئینہ دار اور معرفت الٰہی سے روشن تھی۔ وہ فیضان t ت سے مکمل طور پر فیض* یاب ہوئے تھے۔

آپ نے خود فرمایا ہے: ''مجھے رسول اللہؐ نے علم کے ستر (۷۰) ابواب بتلائے ہیں۔ اور میرے سوا یہ علم کسی کو حاصل نہیں ہوا''۔[۱۳] حضرت جنید بغدادیؒ کے بیان کے مطابق ''اصول وآزمائش میں ہمارے شیخ علی مرتضیٰؑ ہیں''۔ شیخنا فی الاصول و البلا علی المرتضیٰ۔[۱۴] شاہ ولی اللہ دہلوی کا خیال ہے کہ حضرت علیؑ اس امت کے پہلے صوفی، پہلے مجذوب اور پہلے عارف ہیں''۔

شیخ ابو3/4سراج طوسی نے حضرت علیؑ کے* رے میں لکھا ہے ''یہ وہ شخص ہیں جنہیں علم لدنی » کیاH ہے۔ اور علم لدنی وہ علم ہے جو خاص طور سے حضرت خضر علیہ السلام کو 5 تھا۔[۱۶] چنانچہ صوفیہ کے د یـ حضرت علیؑ خلافت* طنی کے حامل ہیں۔ اور ان کی اس خلافت پر امت میں کوئی اختلاف موجود نہیں۔ حضرت بندہ نواز گیسودراز کہتے ہیں:

خلافت دوقسم کی ہوتی ہے: خلافت کبریٰ خلافت صغرا۔ خلافت کبریٰ* طنی خلافت ہے اور خلافت صغرا ظاہری۔ خلافت کبریٰ بہ اجماع امت حضرت علیؑ کے لئے مخصوص ہے اور خلافت صغرا امت کے درمیان مختلف فیہ ہے۔[۱۷]

حضرت سلطان المشائخ Â م الدین اولیاء کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کو معراج کی رات ڈ یرِ الٰہی سے %قہ فقر» کیا H تھا اور حکم ڈ یH تھا کہ جو اس کا اہل ہو اسی کو ڈ ی جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم . # واپس تشریف لائے تو آپؐ نے فر* یا کہ مجھے یہ حکم ڈ یH تھا۔۱۸اس امر پہ جمیع ا* ب تصوف متفق الرائے ہیں۔ اور یہ %قہ گدڑی کے ما # سیاہ رنگ کا تھا۔ جو بعد میں حضرت علی مرتضیٰؑ سے منتقل ہو کر واسطہ بلواسطہ پیران چشت کو حاصل ہوا۔ اور اس* یہ %قہ چشتی کہلا* ی۔ اور یہ %قہ حضرت سلطان المشائخ Â م الدین اولیاء کو 5۔ اور وہ اس %قہ کو اپنے ساتھ قبر میں لے گئے۔ کسی کو » نہیں کیا تھا۔۱۹

وآں %قہ گلیم سیاہ بود۔ واز حضرت علی مرتضیٰؓ Ü شدہ واسطہ بلواسطہ بہ پیران چشت رسید۔ قدس اللہ اسرار ہم روا$ کردہ ا & کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم این %قہ چشتی* م یفت۔ وآں %قہ بحضرت سلطان المشائخ رسید و وی قدس سرہ، ہمراہ خود آن را درگور بُرد، ہیچ کس را » Ð مود* زآن اکمل خودرا درخلافت %قہ محبت خویش داد۔ ہمچنیں ا & درفو* الفواد وغیرہ۔۲۰

حضرت علیؑ کے چار خلیفہ تھے جو صوفیہ میں چار پیر کہلاتے ہیں۔ اول حضرت امام حسنؑ، دوم حضرت امام حسینؑ، سوم خواجہ کُمیل بن ز* یادؒ، چہار خواجہ امام حسن بصریؒ جنہوں نے حضرت امام حسنؑ و حضرت کُمیل بن ز* یاد سے M اور فیض حاصل کیا تھا۔۲۱دوسری روا$ بسلسلہ حضرت علی مرتضیٰؑ کی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے محبت، فدا کاری اور جان سپاری کا تعلق غدیر خُم کے خطبہ t ی سے جس میں آنحضرت نے حضرت علیؑ کے لئے یہ جملہ فر* یا تھا۔ "من کُنت مولا، فھذا علی مولا" رمضان ۱۰ ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت علیؑ کو یمن بغرض تبلیغ اسلام بھیجا تھا آپ کی تبلیغ کے اثر سے وہاں کا تمام قبیلہ ایک ہی دن مسلمان ہو H اور انہوں نے زکوٰۃ بھی ادا کر دی وہاں سے حضرت علیؑ مکہ واپس ہوئے اور حجۃ الوداع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے۔ یمن

سے واپسی پر کچھ لوگوں نے حضرت علیؑ کے خلاف : مت t ی میں کچھ شکا یت کیں۔ آنحضرتؐ نے اس خطبہ میں منجملہ دv نصیحتوں اور ہد* یت حضرت علیؑ کی صفائی اور اُن سے اپنا اور اسلام کا تعلق بیان کیا۔۲۲

حضرت علیؑ خلیفہ ہونے کے بعد بھی سادہ ز+ گی / ارتے۔ سادہ غذا اور سادہ لباس شروع سے % آپ کی عادت میں داخل رہا۔ آپ کو نمک، کھجور، دودھ اور گو& کا شوق نہ تھا۔ جو کی سوکھی روٹی کھاتے تھے۔ مو* سوتی لمبا کر* اور اسی قسم کی عبا اور عمامہ پہنتے تھے۔ لیکن 5 زمین کو عمدہ لباس فراہم کرتے، غلاموں اور کنیزوں کو آزاد کرتے تھے۔ گھر کے اور ذاتی کام خود کرتے تھے۔. ی K نی خوبی یہ تھی کہ آپ معمولی غری$ مسلمانوں سے ملتے تھے اور ان کو قری$ بٹھاتے تھے *۔ غی مسلمانوں کے اسلحہ کے علاوہ ان کی کسی چیز کو ضبط نہیں کیا جاسکتا تھا۔ نہ ہی ان کو غلام بنا یا جاسکتا تھا۔ ان کا تعاقب کرنے کا حکم نہیں تھا۔ سماجی تعلقات میں ایما+ اری، انکساری، رحم وشفقت، سخاوت اور ہمدردی جیسے اسلامی اخلاقی اصولوں پر عمل کرتے تھے۔ آپ نے قرآن مجید کے منتشر اوراق کو یکجا کیا۔ ان کی+ وین اور M کا کام ا• م*ی۔ دینی تعلیمات کی توسیع واشا (کی۔ حضرت علیؑ کے ذہا$ آمیز فتوے اور فیصلوں کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تعریف کرتے تھے۔ آپ کو حد$ t یؐ پر مکمل عبور تھا۔ انہوں نے کافی حدیثیں لکھوا N ۔ خلاصہ یہ کہ حضرت علیؑ ''فطرتاً'' للّٰہیت اور خلوص M کے* پابند تھے۔ اصول اسلام اور اعمال دین اُن کے ضمیر کا% و تھے۔ آنحضرتؐ سے محبت اور اپنی ذات کا شعور اسلام کی بصیرت اور اس کا تحفظ حاصل حیات تھا۔ تبلیغ وحفاظت دین ان کا منصب تھا۔ قرآن اور L کے آ ذ میں . وجہ آپ کی سیا & کا جوہر تھے۔۲۴

غلام قادر لون اپنی کتاب مطالعہ تصوف میں لکھتے ہیں ''تصوف میں حضرت علیؑ کی منفرد اور ممتاز حیثیت کا+ ازہ مولا* روم کے مندرجہ ذیل اشعار سے لگا یا جاسکتا ہے۔ جن کی صدا

خاÕ ہوں کے درÑ م سے گونج رہی ہے۔۲۵

*۔ صورت پیÐ جہاں بود علی بود *۔نقش زمین بود زماں بود علی بود

شاہی کہ وصی بود ولی بود علی بود سلطان سخا و کرم وجود علی بود

آں شاہ سرافراز کہ# رÑ& معراج *۔احمد مختاریکی بود علی بود

لیکن چند% وی اور سطحی اختلافات کی بنا پر ابن ملجم نے اسلام کی اِس عظیم الشان شخصیت امام الاولیاء کو شہید کرد ۔ چار سال نو ماہ کی خلافت کے بعد ۲۱ ر رمضان ۴۰ ھ کو فوت ہوئے۔

تصوف کے مختلف النوع موضوعات کا مربوط جا٠٠ہ مشائخ متقدمین نے خصوصاً چوتھی اور* پانچویں صدی کے دوران اپنی تصانیف میں ۔ اگانہ# از فکر اور اظہاری وسائل سے کیا۔ متقدمین صوفیہ قرآن حد$ کے جید عالم معرفت الٰہی کے رموز و نکات سے واقف کاردینی تعلیمات واعتقادات کی تمام جہات واصطلاحات کے مفہوم میں کامل اور* ضت وتقویٰ میں بلند* پایہ مقام کے حامل تھے۔ابونصیر سراج طوسی۔م:۳۷۸ھ (کتاب اللمع) ابوطا)المکی ۳م: ۸۶ (قوت القلوب) سلمی۔م ۴۱۲ (طبقات الصوفیہ) ابونعیم الاصبہانی م:۴۳۰ھ (حلیۃ الاولیا) قشیری م:۴۶۵ھ شیخ علی ہجویری م:۴۷۰ (کشف المحجوب) امام غزالی م: ۵۰۵ (احیاء علوم الدین ر المفقذ من الضلال) * ذی۔م:۳۸۰ (کتاب التعرف) محی الدین ابن العربی م:۶۳۸ (الفتوحات المکیہ ،فصوص الحکم) مو* جلال الدین محمد بلخی رومی م:۱۲۷۳ اور دV عظیم اسلامی مفکرین عارفین اپنی کتب کے ذریعہ تصوف کی ہیئت، معنو$ اور خصوصیات کی تشریح وتعبیر عالمانہ# از پر کیا۔ ان ./+ ہ ہستیوں کا مر$ ومنقبط کیا ہوا تصوف یہ کلا Q سرمایہ عربی اور فارسی (Ž وÄ) * نوں میں د7 یب ہے۔۲۶ فارسی کی عرفانی شاعری نے تصوف کے فلسفیانہ اور منطقی مسائل اور سالکان طر g کے مقامات و مراحل کو مثنو* ت ،غزلیات اور قصیدوں کی شکل میں نہا$ لطیف اور موÑ پیرائے میں بیان

کیا ہے۔ مثلاً فرید الدین عطار نیشاپوری (متوفی ۱۲۲۹) عظیم مفکر اور عارف شاعر مولانا جلال الدین محمد بلخی رومی، سنائی غزنوی، میر حسینی (متوفی ۱۳۲۵) اور مرزا عبدالقادر بیدل اور دیگر فارسی شعرا نے عرفانی شاعری کو اوج کمال تک پہنچایا۔ ''دراصل تصوف کا نفیس ترین ابلاغ شاعری کے وسیلہ سے ہوا''۔ ۲۷

عصر حاضر میں اس اولین اور تخلیقی مواد کی بنیاد پر مورخین اور اہل قلم نے تصوف کے بنیادی نظریات وافکار اور صوفیہ کرام کے حالات زندگی پر بکثرت کتابیں مختلف زاویہ ہائے نگاہ سے عقیدت مندانہ، تنقیدی و تحقیقی، مدوّن کی ہیں۔ بیشتر ملفوظات اور قدیم کتابوں کے تراجم بھی منظر عام پر آچکے ہیں۔ ۲۸ ہر سال مُلک کے مختلف مقامات میں موضوع عقیدہ تصوف پر سیمینار علمی مباحث منعقد ہوتے ہیں گذشتہ سال شیعہ تھیولوجی شعبہ، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے زیر اہتمام ''اسلامی تصوف اور حضرت علیؑ'' کے عنوان پر سیمینار منعقد ہوا تھا۔ شعبہ کے صدر مولانا فرمان صاحب کی زیرِ نگرانی اس میں پیش کئے ہوئے مضامین شائع ہورہے ہیں۔ علاوہ ازیں چند علمی اور مذہبی اداروں نے مطالعہ تصوف کے تحت معیاری مضامین کے مجموعہ شائع کرائے ہیں۔ چنانچہ زمانہ حال میں علم تصوف کے ثانوی ادب میں متواتر اضافہ ہوا ہے۔ مجموعی طور پر سے یہ علمی سرگرمیاں اس کی روزافزوں بڑھتی ہوئی دلچسپی اور بدلتے ہوئے رجحانات کی عکاسی کرتی ہیں۔ آزادی ہند کے بعد اس شعبہ میں جن مورخین اور ادیبوں نے تخلیقی فکری کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں استاد محترم پروفیسر خلیق احمد نظامی مرحوم کا نام ہر اعتبار سے سرِ فہرست ہے۔ آپ نے غیر معمولی انہماک، وسیع و غائر مطالعہ سے مذہبی، فکری، علمی اور تاریخی معلومات فراہم کیں۔

روایتی طرز احساس و اسلوب سے ہٹ کر نئے تنقیدی پیمانہ میں اُن کا واضح اور متوازن تجزیہ عام فہم زبان میں کیا۔ غیر مصدقہ واقعات افسانے اور غلط روایات کو لامعنی ثابت کیا۔ ان کی خیر المجالس اور مشائخ چشت جیسے شاہکار اور دیگر کثیر تصانیف مضامین سے جو بالعموم

{ ئج ا:۔ کئے جا h ہیں وہ مختصراً یہ ہیں: تصوف کا اولین اور* پ Gارستون شریعت ہے۔ بغیر اتباع شریعت راہ طر g طے کر* بے حقیقت اور بے سود ہے۔ دوم: کشف و کرامات کی تصوف کے اصول وÄ میں کوئی اہمیت نہیں ہے۔ سوم: حقیقی تصوف: مت خلق کا دوسر* م ہے۔ دراصل صوفیہ کرام نے دینی اور اخلاقی اقدار کے قائم شدہ ڈھانچہ میں اÐ دی و اجتماعی کردار سازی کے لئے ۔ وجہد کی۔ آپ کی علمی، فنی رہبری میں تصوف کے مختلف سلاسل مثلاً قادریہ، شطّاریہ، نقشبندیہ، روشنیہ وغیرہ پ ر ^ چ اسکالرس نے تحقیقی مقالہ جات مکمل کر کے پی۔ ایچ ڈی کی ڈ/ * یں حاصل کیں۔

اردو ز* ن میں دوسرا علمی تحقیقی کا ز* مہ ڈاکٹر غلام قادر لون کی کتاب مطالعہ تصوف قابل ذکر ہے۔ ڈاکٹر صا # نے نہا $ مشقت اور د+ ہ ر ی سے تصوف سے متعلقہ عنو* ت کی دل ہ بندی کر کے اس کے مثبت اور منفی پہلوؤں پ عالمانہ اور تفصیلی بحث کی ہے۔ عربی داں ہونے کے L آپ نے عربی ما : کا ہ را & استعمال کیا ہے جو ان کی جامع اور عمیق تحقیق کی اہمیت اور استفاد $ کا مو. # بنی۔ اسلامی تصوف کی جو تصو یر اُنہوں نے تخلیق کی ہے اُس سے بعض حالتوں میں اختلاف ہوسکتا ہے* ہم حقائق کی تشریح و تعبیر کا جو تنقیدی طر i کا ر اختیار کیا H ہے وہ قابل لحاظ و تقلید ہے۔[۳۰] اس دور میں ہندوستان میں مطالعات تصوف پ انگر ی ز* ن میں بھی معروف ادیبوں، مفکرین اور مورخین نے بکثرت کتابیں اور مضامین تحر یر کئے ہیں۔ جنہوں نے ادب تصوف کو نئی تو* ئی اور تنوع بخشا ہے۔ یہ کاوش نہ صرف نئے رجحا* ت کی ت جمانی کرتی ہے بلکہ مطالعہ تصوف کو نئے C یدوں پ اُستوار کر کے + تنقیدی رویہ کے لئے تحقیقی ۔ بہ کو اُبھارتی ہے۔[۳۱]

دورِ حاضر میں مغربی یورپ اور امریکہ کے مشرقی علوم کے ماہرین اور دانشوروں نے جنوبی ایشیا کے مختلف مذاہب، ز* نوں اور قدیم تہذ $ کے متعلقات کے علاوہ مذہب اسلام خصوصاً تصوف پ بھی بہ افراط مضامین اور کتب* لیف کی ہیں۔ عربی، فارسی کی تعلیم،

اسلامی ممالک کی سیاسی، عسکری کی*- ریخ، اورتمدن کے مختلف گوشوں کی تلاش و انکشاف اور ان کا فکری، تجز*یاتی سلسلہ عمل کی ابتدا اٹھارہویں صدی سے اولاً فرانس میں ہوئی۔ مابعد ان اسلامی علوم کے تعارف اور- وتج کا کام%منی اور انگلینڈ میں شروع کیاH۔ تصوف اور صوفیہ کے حالات اوران کے مسلم معاشرہ پر اث اتکا. $ مستشرقین کی دلچسپی، شغف کے محرکات ومقاصد یہاں زیر بحث نہیں ہیں۔ البتہ اس شعبہ میں اُن کی معروضی حقیقت پسندی اورفنی دروبست سے منضبط*- لیفات کی اہمیت اور افادی$ مسلّم ہے۔ تحقیق وتنقید کے + اصولوں، ضوابط اور D مرضی پیشہ کے تقاضوں کے مطابق اولیت اورتفوق کے حصول کی خواہش عیاں ہے۔ اُنہوں نے اپنے تخلیقی کا*موں کے وسیلہ سے یورپ کے علمی طبقوں کو موجودہ تمدنی اور معاشرتی بحران کے تناظر میں اسلام کی روحانی، اخلاقی اقدار اوران کے بمو. # نیک* پ ک طرز حیات وطور طریق کی طرف متوجہ کرانے کا اہم کردار ا • م*یـ ہے۔ اس سیاق میں پروفیسر انیمری شمیل کا یورپ کے ممتاز-ین عالموں اور محققین میں شمار ہو*- ہے۔ اس لائق تعظیم خاتون نے اپنی علمی ز+ گی کا بیشتر حصہ تصوف کے مطالعہ اوراس کے موضوعات کی تحقیق وتصنیف کے لئے وقف کیا۔ آپ کی عالمانہ تصنیفات اس حقیقت کی آئینہ دار ہیں جس کا اعتراف & ہی ذی علم حضرات نے کیا ہے۔۳۲

تصوف کیCیدی خصوصیات

سیدعلی ہجویریؒ نے کشف المحجوب میں ابوالحسن الفوشنجیؒ (م: ۳۴۸ھ) کا قولÜ کیا ہے کہ ''آج کل تصوف ای*- م ہے بغیر حقیقت کے، لیکن زمانہ سابق میں یہ ای حقیقت تھی بغیر *- م کے''۔ آپ نے اس قول کا مطلب ان الفاظ میں بیان کیا۔

مطلب یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ اورصرف صالحین کے زمانہ میں یہ*م تو نہ تھا 1اس کے معنی موجود تھے اب*- م تو ہے 1معنی کا وجود نہیں۔ یعنی معا5ت اور کردار تو معروف تھے لیکن دعویٰ مجہول تھا اب دعویٰ معروف ہے لیکن معا5ت مجہول ہیں ۔۳۳

حضرت جُنید بغدادیؒ نے تصوف کی C دآ ٹھ صفات پ رکھی ہے۔سخاوت، رِضا،صبر، اشارہ،غر $ ،گدڑی، سیا # اورفقر۔ یہ صفات آ ٹھ نبیوں میں الگ الگ منقسم ہیں۔ حضرت ذوالنون مصریؒ نے فر *ا ی: ''صوفی وہ ہے کہ . #* ت کرے تو اُس کا بیان اپنے حال کے حقائق میں ہو۔علی ہجو ی نے فر *ا ی:

صفاولا $ کی منزل ہے۔صفا کے ظاہری معنی** ں ہے۔اورتصوف اس معنی ومفہوم کی تعبیر وحکا $ ہے۔جس میں شکوہ اورشکا $ نہ ہو۔صوفی وہ ہےجوخود کوفنا کرکےحق کے ساتھ مل جائے۔متصوف وہ جو* یضت ومجاہدے کےذریعہ اس مقام کی طلب کرے اور وہ اس مقام کی طلب وحصول میں صادق اورراستباز رہے۔۳۴

نیک او* پ کیزہ خصائل کا* م تصوف۔حضرت علی مرتضیٰؑ نے فر *ا ی: الله تصوف خلق فمن زاد عليك فى الخلق زاد عليك فى التصوف ۔حق تعالیٰ کے ساتھ نیک خوبی یہ ہے کہ اس کی قضا وقدر پ راضی رہےاوراس کی رضا کی خاطر مخلوق کے مسائل کا* ر . دا ۃ & کرے''۔یہ دونوں وصف Â رہ توحید سے وابستہ ہیں''۔''نقلی صوفی حقیقت و معرفت کی منزل سے محروم رہ کرمحض رسم ورواج کا* پ بند ہوجا* ہے۔اس کے لئے ظاہری رسم ورواج اورظاہری طورطریق تصوف کی علامت ہیں''۔۳۵

تصوف کامنبع ومخرج قرآن وحد $ ہے۔قرآن شریف میں ہرمقام پ محبت الٰہی اور اللہ کی عبادت پ زور* H ہے۔یہ ہی دینی عقا+ اوراعمال کا محوراورمر/ ہے۔تصوف کی اصطلاح میں اسی کومعرفت کہا جا* ہے۔

''مقبول بندے جو: اکواٹھتے ی ^ اور ! * یدکرتے ہیں''۔(آل عمران۔۲۰)''تم ان کودیکھو گے کہ رکوع میں جھکے ہوئے اورسجدہ میں پڑے ہوئے: اکے فضل اورخوشنودی کو تلاش کرتے ہیں''۔(فتح۔۴)''اللہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں تم ہو جو کچھ تم کرتے ہووہ دیکھتا ہے''۔''ہم جا... ہیں جو* تیں آتی رہتی ہیں اس کے جی میں اوراس سے رگ جان

سے زیادہ قریب ہیں''۔ ابوبکر سراج الدین لکھتے ہیں:

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ظاہر اعتبار سے تصوف کی جڑیں رسول اللہؐ کی گوشہ گیری کے اس عمل میں پائی جاتی ہیں جو حضور اولین نزول وحی سے پہلے ماہ رمضان میں غار حرا میں فرمایا کرتے تھے۔ حنفا کا سایہ عمل جس پر آنحضرتؐ مدینہ میں مستقل کاربند رہے اور ان کے بعض اصحاب میں اس میں ان کی پیروی کرتے رہے۔ ۳۶؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود شب و روز اس قدر عبادت الٰہی کرتے تھے کہ پاؤں مبارک پر ورم آجاتا تھا۔ امام غزالیؒ نے تصوف کو قرب الٰہی اور ذوق راست روحانی مشاہدے تعبیر کیا ہے۔ اسلام کے قرن اول میں ایسے عابد زاہد لوگ موجود تھے جن کی زندگیاں اللہ کے لئے وقف تھیں۔ یعنی ''ان کا جذبہ عبادت عام انسانی قوت سے زیادہ تھا''۔

''پس اللہ ہی کی طرف بھاگو۔ اسی کی جناب میں سجدے کرو اور قرب حاصل کرو۔ رات کے بڑے حصہ میں اس کی تسبیح و تقدیس کرتے رہو۔ رات کے وقت نماز میں کھڑے رہا کرو۔ یعنی پوری رات نہیں بلکہ ساری رات سے کم۔ اپنے پروردگار کا نام لیتے رہو اور سب سے ٹوٹ کر اسی کے ہو رہو''۔ ترک دنیا سے یہ مطلب نہیں کہ مال و دولت سے کنارہ کشی اختیار کی جائے بلکہ اہل سلوک میں اس کا مفہوم ہے دنیاوی خواہشات کو ختم کر دینا۔ ایک زاہد اور صوفی میں یہ فرق ہے کہ زاہد اپنی خواہشات کو کم کرنے کی کوشش کرتا ہے جبکہ صوفی اُنہیں فنا کر دیتا ہے۔ مجاہدہ نفس اور نفس کشی تین حالتوں میں عمل میں آتی ہے اور جس کے ذریعے ایک سالک راہ سلوک پر گامزن ہوتا ہے۔ فاقہ کشی، شب بیداری اور خاموشی، جن کو تصوف کی اصطلاح میں قلت طعام قلت منام اور قلت کلام سے منسوب کیا جاتا ہے۔ ۳۷؎

شیخ جنید بغدادی کا بیان ہے ''ہم نے تصوف قیل و قال سے نہیں بلکہ بھوک، ترک دنیا اور اچھی چیزوں کو چھوڑ کر حاصل کیا ہے''۔ ۳۸؎ شیخ بایزید بسطامی سے جب سوال کیا گیا کہ آپ کو یہ بلند مقام کیسے نصیب ہوا تو انہوں نے جواب دیا ''خالی پیٹ اور ننگے بدن سے''۔

صو فیہ کے بقول بھوک سے Kا ن کا دل صا ف ہو جا* ہے۔بھوک اللہ ک% انوں میں ا ی
راز ہے جس کی تو فیق اللہ تعالیٰ کے خاص افراد کو ہی میسر آ تی ہے۔صو فیہ کے یہاں مر+* پچ
دن کے بعد بھی کھا* ما نگے تو اسے طر g کے لائق نہیں سمجھتے تھے۔۳۹ کھانے W کی فکر
سے آ زاد عبا دت الٰہی میں ہمہ وقت و ہمہ تن مشغول معرفت الٰہی کا مقصود ایسے شخص سے کسب
معاش کی سعی اور کدو کاوش کی تو قع اس کے حال کے خلاف ہے۔شیخ فر+ الدین گنج شکر کے
* رے میں مشہور ہے کہ اُنہوں نے ا ی مسجد کے کنویں میں چلہ معکوس کھینچا تھا اور چالیس
روز- ا ی در# سے جو کنویں کے کنارے موجود تھا اپنے آ پ کو آ وی اں کر کے الٹے
لٹک کر صلوٰ ۃ معکوس پڑ تے تھے۔اس کا حکم اُن کے مرشد خواجہ قطب الدین بختیار کا کی نے
* ی تھا۔۴۰ اس سلسلہ میں حبس دم کا ذکر* ی ہے۔مولا* اشرف تھانوی ؒ کی رائے ہے ’’حبس دم
بھی ا ی محض+ بیر طبی خواطر کی ہے اس کا بھی استعمال جا ہے۔کیو è یا : محض+ بیر میں
ہے نہ کہ کسی مذہبی* قو می شعار میں......اور اس کے جواز کی دلیل خندق کا واقعہ ہے‘‘۔۴۱
صو فیہ اسلام نے اصرار کیا ہے کہ تنہائی میں عبادت کر* اور روزہ رکھنا قرب الٰہی کے امکا* ت
پیدا کرتے ہیں۔یعنی اعتکافات ان کے مقررہ معمولات میں شامل رہا ہے۔

امیر المومنین حضرت علیؑ مر تضیٰؑ کے اسلامی افکار اور اقوال

جیسا اِس مضمون کے ابتدائی حصہ میں اشارہ کیا H ہے کہ حضرت علی مر تضیٰؑ کی روحانی
عظمت، دینی فہم و آ گہی ، صبر و صلاۃ ، عزم و ہمت اور اصلاحی و اخلاقی اقد امات اہل تصوف
میں نمونہ تقلید رہا ہے۔آ پ نے نو رِ الٰہی اور شریعت کا% اغ روشن کیا۔حضرت امام حسنؑ ، امام
حسینؑ ، محمد حنفیہؒ اور حضرت عباسؓ سے اولا د کا جو سلسلہ قائم و دائم ر ہا اُس کے L بھی حضرت
علیؑ کی روحانی ، علمی اور اعلی* پ کیزہ سیرت کے خصائص کی روایتیں ز+ ہ جا+ ی رہی ہیں۔
نہج البلاغہ میں آ پ کے جامع افکار اور اقوال کا پورا مر قع Ã * ہے۔مندرجہ ذیل صفحات
میں ان کا مختصر خاکہ پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔

کسی مقام پر حاضری عقیدت اور اخلاص کے لئے قید نہیں ہے۔ Kl ن کہیں ہو اس کی عقیدت اور ایمان کا ... بہ ... دہ اہم ہے۔ موجودگی اور حاضری ضروری نہیں۔

حق و صداقت کا منبع اور مخرج کتاب الٰہی ہے اور ... رسول اللہؐ۔ وہی ذات عبادت کے قابل اور طریق محمدی ہی • ت کا ضامن۔ دوسروں کی عیب جوئی اور ... ائی میں اپنا وقت ضائع نہ کرو۔ دوسروں کے عیب کی پردہ پوشی کرو۔ اللہ کی ای- صفت ستّار ہے۔ اپنے Ñ کی اصلاح کرو۔ اپنی غلطیاں تلاش کرو۔ اپنے H ہوں کا احتساب کرو اور توبہ کرو۔ % کار اللہ کی جا $ لوٹتا ہے۔ جس کسی نے حق سے مقابلہ کیا وہ * د ہوا۔ تقویٰ اور پرہیز گاری کی % یں کبھی * د نہیں ہوتی ہیں اور نہ اُس قوم کی کھیتی جو ان پر عمل کرے بے آب رہ سکتی ہے۔ فرمان الٰہی * رش کے قطرات کی طرح زمین پر * زل ہو * رہتا ہے۔ یہ قطرے ہر شخص کے دامن- پہنچتے ہیں۔ جس قدر جس کسی کے لئے مقسوم ہو چکا ہے۔ خواہ کم خواہ * دہ، پس اگر تم میں سے کوئی اپنے بھائی کے لئے مال * اولا * اس کی ذات میں ... ی دیکھے تو یہ چیز * حسد رشک اور فتنہ و فساد نہ ہو * چاہئے۔ اور اسی طرح تنگ د & مسلمان بھی ہے جو خیا $ سے دور ہو کر اپنے پروردگار سے دو اچھائیوں میں ای- کا منتظر رہتا ہے۔ ای- موت کا اور دوسرے : ا کے دیئے ہوئے حق کا۔ اس طرح وہ بھی صا # مال و اولاد بن جا * ہے۔ بے شک مال اور اولاد * کی کھیتی ہیں ۔ ۴۲

صفات : ا + ی کا جامع اور بصیرت افروز بیان حضرت علی مرتضیٰؑ نے ان الفاظ میں فر * یا :

حمد اس : ا کی جو پوشیدہ معا 5 ت کا راز داں ہے اور اس کے وجود پر مظاہر کے K ن رہبر ہیں۔ جس کا د + ار C ئی چشم سے محال ہے۔ جس نے دیکھا نہیں وہ اس کے وجود سے انکار کرنے کا حق نہیں ر r ہے اور جس دل نے اس کے وجود کا اقرار کیا ہے وہ اُس کی ذات کا ادراک نہیں کر سکتا ہے۔ وہ بلندی میں & ... ی ر r ہے اور قرب میں & سے * دہ ... د ی- ہے۔ کوئی چیز بھی اس سے قری $ نہیں۔ حمد و سپاس اس : ا + مطلق کے لئے زیبا ہے کہ اس کی کوئی صفت دوسری صفت سے مقدم نہیں۔ وہ % ہونے سے اول اور پنہا

ہونے سے پہلے ہو+ ا۔کوئی اس کے مقابلے میں یکتا نہیں۔ ہر قوی*· تو اں اور ہر مالک غلام اور ہر عالم متعلم ۔۴۳ے

Æ رسولؐ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرار گاہ (مکہ) بہترین قرار گاہ ہے۔اور آپ کی جائے نمود (مدینہ) شریف ترین مقام ہے۔آپ کے وسیلہ سے: انے کینہ د ینہ کو* بود کر د* ی۔ اور دشمنی کی آگ کو ٹھنڈا کر د* ی۔. ادران ایمان کے مابین الفت و دوستی پیدا کر دی۔ آپ کے وسیلوں کے ذریعہ مسلمانوں کوذ } کے بجائے سرداری اور.. ی ملی۔ آپ کا سکوت بیان تھا اور آپ کی خاموش ز* بن تھی۔: اﷲ+ متعال نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو پیغمبری سے اُس وقت مشرف فر*ما ی۔ # لوگ راہ حق سے گمراہ اور سرا داں ہو چکے تھے۔فتنوں میں گھر گئے تھے۔ بے جا خواہشات نے ان پر قبضہ کر لیا تھا۔جس کے (وہ پریشان حال اور مضطرب پس آنحضرتؐ نے ان کی اصلاح و نصیحت کی کوشش کی۔حکمت و دانش اور بہترین نصیحتوں کی طرف دعوت دی* کہ اہلِ د*+ بختی رہائی پ N ۔د* و0% ت کی نیکیوں سے بہرہ ور ہوں ۔۴۴ے

تقویٰ کے معنی بیان کرتے ہوئے حضرت علیؑ نے فر*ما ی ''وہ M* فتہ سوا*ری ں ہیں جن پر نیکوسوا*ری ں. A کی طرف جا رہی ہیں''۔

د* میں حق و* طل دو طاقتیں ہوتی ہیں۔اور دونوں کے ساتھی اور مددگار ہوتے ہیں۔ لیکن ا • م میں حق و* طل پر غا } آ* ہے۔مرد عمل وہ ہے جس نے اپنے عمل خالص کو موت سے پہلے حضور: اﷲ+ ی میں بھیج د* ی۔ اپنے کردار کو نیک اور شائستہ رکھا جس نے نیک کام کئے اور صرف ان ہی چیزوں کو حاصل کیا جو0% ت میں ذخیرہ بن سکیں اور اُن چیزوں سے دور رہا جن سے ۔ روا. # ہے۔عمل خالص* عمل صالح سے مطلب وہ عمل ہے جو* یا اور خود ú ئی کی آمیزش سے* پ ک صاف ہو۔

زہد کیا ہے؟

''امیدوں کی کمی۔نعمت پ : اکا شکر۔محارم سے اجتناب، یہ ہی زہد ہے''۔اَ/ ان چیزوں پ تم عمل نہ کرسکو تو کم از کم حرام کو اپنی شکیبائی پ غا) نہ آنے دو۔نعمت : اا+ ی پ سپاس اَ/ اری بھی نہ بھولو''۔ اِنَّ اکـرمـکم عِندَالله اتقاَ کُم۔اللہ تعالی سے ہی میں راہ ہدای$ طلب کر* ہوں کہ وہ د ی- وراہ ú ہے۔اسی سے* یوری کی امید رr ہوں کہ وہ غا) و تو* ہے۔اسی پ توکل کر* ہوں کہ وہ میرے لئے کافی اور مددگار ہے۔ اِیـاَّ ك نـعبُـد و اِیَّاكَ نستَعین۔۴۵

فساد کیوں ہو* ہے؟

بلاشبہ، فتنہ وفساد کا وقوع خواہشات Ñ اور خود ساختہ یعنی خلاف شرع احکام کی پیروی کے *. (ہو* ہے۔جن میں کتاب : ا کی مخالفت کی جاتی ہے۔احکام : اا+ ی کے بجائے خواہشات Ñ کی پیروی کرتے ہیں۔کچھ حق ہو* ہے کچھ* طل اور دونوں کو5* جا* ہے۔ یہ ہی وہ مرحلہ ہے جہاں شیطان کی گمراہی اور ضلا) سے • ت* پتے ہیں۔جو اس کی چال کو سمجھتے ہیں۔اور جن پ : ا کی کرم گستری پہلے سے موجود ہوتی ہے۔۴۶

د* فانی ہے

یہ د* دار العمل ہے۔ یہاں سلامتی اس وقت ممکن ہے کہ Kا ن تقویٰ اور پ ہیزگاری کی ز+ گی گذارے۔تمہاری عمر کی مدت اُس نے متعین کر دی ہے۔زمانہ شاہد ہے کہ Kا ن ہمیشہ* کام رہا ہے علاوہ ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور صبر کیا۔آرزو عقل کو بھلاوے میں ڈال دیتی ہیں۔اس لئے غلط امیدوں کو قری$ نہ آنے دو۔کیوè یہ امیدیں ا- قسم کا فری$ ہے آرزومند فری$ خوردہ ہے۔ر* کاری، کذب اور دروغ گوئی ایمان سے کنارہ کشی کرتے ہیں۔ا- دوسرے سے حسد نہ کرو۔حسد ایمان کو اس طرح کھا جا* ہے جس طرح آگ لکڑی کو اور نہ ہی ا- دوسرے سے بغض کرو۔بغض ہر خیر و : کے زوال کا*. (ہے۔۴۷

مآ :

۱- البلاذری، فتوح البلدان، قاہرہ، ۱۹۳۲
۲- الطبری ٭ ریخ الامم والملوک، لائیڈن، ۱۸۹۸
۳- المسعودی، مروج الذہب، قاہر، ۱۹۴۸
۴- اشمیات الوصیلۃ السلام علی ابن طا) ، نجف، ۱۹۵۵
۵- ابن الاثیر ٭ ریخ الکامل، قاہرہ، ۱۳۰۱ھ
۶- شیخ ابو بکر، المتعارف لذہب اہل تصوف، انگریزی ت جمہ، A.J.Arbery, 1935
۷- شیخ ابوالنصر سراج، کتاب اللمع انگریزی ت جمہ A.K. Nickolson, 1914
۸- شیخ ابونعیم اصبہانی، حلیۃ الاولیا
۹- شیخ عبد القار جیلانی، غنیۃ الطالبین، مصر، ۱۳۳۱ھ
۱۰- شیخ اکبر ابن عربی، الفتوحات المکیہ، فصوص الحکم، ۱۹۴۶
۱۱- امام غزالی، احیاء علوم الدین ۱۹۳۹، مشکاۃ الانوار۔ کیمیائے سعادت لکھنؤ ۱۸۹۴
۱۲- شیخ شہاب الدین سہروری، عوارف المعارف، ۱۹۳۹
۱۳- الامام الفخر الرازی، التفسیر الکبیر، بیروت
۱۴- مولا٭ عبدالرحمٰن جامی، نفحات الانس، نولکشور کاZ ر، ۱۸۹۳
۱۵- شمس الدین افلاکی، مناقب العارفین، آ / ہ
۱۶- سید محمد اکبر حسینی، جوامع الکلم، کاZ ر، ۱۳۵۶ھ
۱۷- حمید قلندر، خیبر المجالس، مرتبہ خلیق احمدÂ می

حوالے

۱- ابو٭ ک سراج الدین، ''تصوف'' اردو دا٭ ہ معارف اسلامیہ، دانش گا پنجاب (لاہور ۱۹۶۲) جلد ۶، ص ۱۸، قب تصوف مصر ۱۹۳۳، ص ۱۵

۲- نہج البلاغۃ، اردو ت جمہ سید رئیس احمد جعفری (لاہور ۱۹۵۷) جلد اول، ص ۱۳۳

۳- ملفوظات مولا٭ شاہ فضل رحمانؒ (پٹنہ ۱۳۱۵ھ) جلد اول، صفحات ۸۰، ۱۰، ۱۷، ۳۶، جلد دوم ص ۳۶

۸- اللمع ،ص ۱۸۰ ؍مطالعہ تصوف ،ص ۱۷۷

۹- خلیق احمد Âمی*: ریخ مشائخ چشت ،(دہلی ۱۹۸۰) جلداول ،ص ۲۹

۱۰- ابوبکر سراج الدین ،تصوف ،ص ۴۳۱

۱۱- بخاری ،ص ۸۱

۱۲ -*: ریخ فیروزشاہی (کلکتہ ۱۸۶۲) صفحات ۳۴۳ ، ۳۴۷

۱۳- کتاب اللمع فی التصوف ، اردو: جمہ پیر محمد حسن ۱۹۸۶ ،ص ۵۴ ،ابوالحسن+ وی ، المرتضی کرم اللہ و Õ (لکھنؤ ،۱۹۷۹) ص ۲۰۳

۱۴- کشف المحجوب ،ص ۶

۱۵- شاہ ولی اللہ دہلوی ،فیوض الحرمین (دہلی ، ۱۳۰۸ھ) ص ۱۵

۱۶- اللمع ،ص ۱۷۹ ،مطالعہ تصوف ،ص ۱۷۷

۱۸- امیر حسن علاء سنجری ،فو+ الفواد ،مطبع نور کشور ،لکھنو*. رچہارم ۱۹۰۸ ،ص ۱۹۶ سیر الا ولیا ،ص ۳۵۱ ، ۳۵۲ ،مطالعہ تصوف ، ۱۷۳

۱۹- محمد اکرام بن محمد علی ، اقتباس الانوار ،حبیب گنج کلکشن ،مخطوطہ ،علی/ ٹ ھ مسلم یونیورسٹی لائبر یری ،ص ۲۴

۲۰- اقتباس الانوار ،ص ۲۴

۲۱- اقتباس الانوار ،ص ۲۵

۲۳- تفصیلات کے لئے 5 حظہ فر ما N ،مرتبہ ومترجمہ ،عین الحید رعلوی کا کوروی

المقصد الحلی فی مسند العلی ء ،امیر المومنین مولا ئے کا ئنات حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ و Õ الکریم سے مروی احاد $ کا مجموعہ ، خاÕہ کاظمیہ قلندر یہ ، ۲۰۰۱ء شاہ علی حیدر قلندر کا کوری ، منا قب المرتضیٰ من مواہب المصطفیٰ جس میں حضرت علی مرتضی کے مناقب *یت کلام اللہ و احاد $ رسول اللہ اور ارشادات صحابہ کرام *: بعین 3 م ود V اُمور متعلقہ کا عمدہ طور +: کرہ کیا ہے ، حافظ شاہ محمد علی حیدر قلندر علوی کا کوروی ۲۰۰۰

احسن الانتخاب فی ذکر معیشۃ سید*: ابی: اب ؓ ۔مکمل ومفصل سوانح عمری مستند ما : کی C یوپ ۔

۲۴- ''حضرت علیؑ'' اردو دا ُ ہ معارف اسلامیہ دانش گاہ پنجاب ، لاہور ، ۱۹۶۲ ،جلد ۶ ص ۶۳

۲۵- مطالعہ تصوف ۔ص ۱۹۴ : مراۃ الاسرار ا ،ص ۶۷

۲۶-ادب تصوف وسیع ہے، زمانہ بعد میں جو تصانیف مر$ ہو N ان کی فہر & طویل ہے۔ تصوف سے متعلق کتابوں میں یہ فراہم کی گئی ہے۔ موضوع سے دلچسپی ر p والے اہل علم اس ذخیرہ سے واقف ہیں۔ ان میں چند متون کا انگر ی ز ن میں ت جمہ شائع ہوا ہے۔

The Biographical Tradition in Sufism, by Tawid A. Mojaddedi, Curzon Studies in Asian Religion, London, 2001. Louis Massigno Essai Surles Grigines du Lexique Technique de la mystiqus Musulmane (Paris, 1928) A.J. Arberry, The Doctrine of the Sufis, translation of

امام الکلا ز ی، التعریف علی اصل التصوف (قاہرہ، ۱۹۳۴)

۲۷-ایس۔ایچ۔قاسمی، فارسی شاعری میں تصوف کی روا$ '' فکر و تحقیق (نئی دہلی ۲۰۰۳) جلد ۶ صفحات ۶۳، ۷۰

28-Bruce B. Lawrence, Translated and Annotated Fawa'idal fuad, Mir Hasan Sijzi, (New York, 1992) Jackson. P. Trans. Sharafuddin Maneri, The Hundred Letters,(New York, 1980), Khwan-i-pur Ni'mat (Delhi, 1980) Montgomery Watt, The Faith and practice of Ghazali,
من الضلال و هداية الهداية للغزالى يعنى ترجمه المنقِذ (London, 1953)
Christian W. Troll, (ed.) Muslim Shrines in India (Delhi, 1989)
Anup Taneja (ed.) Sufi Cults and the evolution of Medieval culture, under the supervision of Dr. R.C. Agarwal, Member Secretary, Indian Council of Historical Research (New Delhi, 2003), Dr. S. Liyqat H. Moini, The Chishti Shrine of Ajmer, Pirs, Pilgrims, Practices, (Jaipur 2003)

۳۰-اردو میں یہ تحری ی مواد بہ اعتبار حجم و تعداد بہت ز یدہ ہے۔ اہلِ علم اس سے واقف ہیں۔ مولا عبدالما د ی دی۔ تصوف اسلام، مولا عبدالسلام ندوی، حکمائے اسلام ۱۹۵۳، ڈاکٹر عبیداللہ فراہی، تصوف ای تجز یاتی مطالعہ ۱۹۸۷ شیخ محمد اکرام، رود کوث (لاہور ۱۹۸۹)، پروفیسر سلیم چشتی، اسلامی تصوف میں غیر اسلامی A ت (لاہور ۱۹۷۶)

31-K.A. Nizami The Life and Times of Shaikh Faridu-ud-din-Ganj-e-shakar (Delhi, 1973) 31
S.A.A. Rizvi, A History of Sufism in India, 2 Vol. (New Delhi, 1978
Mir Valiuddin, The Quranic Sufism (Delhi - 1976)
Khawaja Khan, Studies in Tassawuf, (Madras 1923)
Iqbal Shah Islamic Sufism (Delhi, 1979)
Prof. Iqtidar Husain Siddiqi, A number of learned articles, in different books and journals, Christian W. Troll, (Ed.) Muslims Shrimes in India, (Delhi, 1987), Anup Taneja (ed.) Sufi Cults,and the evolution of

Medieval Indian Culture.
32-Annemarie Schimmel, Mystical Dimensions of Islam, 1975, Pain and Grace,
Tashihiko Izutsu, A compartive Study of the key philosophical concepts in Sufism and Taorism, (Tokyo, 1966)
Carl, W. Ernst, Eternal Garden (New York, 1992)
I. Richard Netton, Sufi Rituals (London, 2000)
J. Spencer Trimingan, The sufi Grders in Islam (London, 1971)
Bernd Radtke and John G'kan, The Concept of Sainthood in early Islamic Mysticism,
Martin Lings, What is Sufism (London, 1975)
Richard M. Eaton, Sufis of Bijapur (Princeton, 1978)

۳۳- کشف المحجوب، ص ۲۷

۳۴- ایضاً، ص ۶۳

۳۵- ایضاً، صفحات ۶۳، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱

۳۶- ابوبکر سراج الدین تصوف، اردو دائرہ معارف اسلامیہ دانش گاہ، پنجاب، لاہور ۶ ص ۴۲۹

۳۷- فوائد الفواد، صفحات ۶۰، ۶۱؛ خیر المجالس، صفحات ۱۷۵، ۱۷۹

۳۸- عوارف المعارف، شیخ شہاب الدین سہروردی، ۱۹۳۹، ص ۳۱۴

۳۹- کشف المحجوب، ص ۲۸۴ / مطالعہ تصوف، صفحات ۲۳۸، ۲۶۰

۴۰- کشف المحجوب، ص ۲۹۲، سیر الاولیا ص ۷۸، ۸۰؛ اخبار الاخیار، ص ۵۹

۴۱- الافاضات الیومیہ، جلد دہم، ص ۵۰

۴۲- نہج البلاغۃ، ترجمہ و تدوین (اردو) سید K احمد جعفری (لاہور، ۱۹۵۷) جلد اول، صفحات ۱۳۳، ۱۳۶، ۱۲۴، ۱۴۳، ۱۶۳، ۱۶۵

۴۳- نہج البلاغۃ، صفحات ۲۲۱، ۲۴۲

۴۴- ایضاً، صفحات ۳۳۱، ۳۳۳

۴۵- ایضاً، صفحات ۱۴۱، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۷۱، ۲۷۳

۴۶- ایضاً، صفحہ ۲۲۲

۴۷- ایضاً، صفحات ۲۳۹، ۲۹۰، ۲۹۲

عرفان و تصوف نہج البلاغہ کی روشنی میں

ڈاکٹر محمد تعظیم

تصوف اس علم کا نام ہے جس میں : اے ی. رگ و.., کی ذات وصفات کی نسبت بحث ہوتی ہے اور وہ اعمال واشغال مقصود ہوتے ہیں جن سے تزکیہ وتصفیہ باطن ہو یوں کہئے کہ تصوف قرآن وحدیث سے نکلی ہوئی ایک ایسی شاہراہ ہے جو افراط وتفریط کے عین درمیان واقع ہے جسے ہم صراط مستقیم کہہ سکتے ہیں۔ جس پر چل کر انسان : اے پہنچ جاتا ہے۔ کیونکہ اس کی اصل غرض وغایت معرفت الٰہی ہے جس کے لئے انسان کو خلق کیا گیا۔ اور کامیاب انفرادی یا اجتماعی زندگی بغیر اتقا کے ممکن نہیں۔ اتقا کا مطلب تمام دنیوی آلائشوں، جسمانی خواہشوں اور نفسانی مطالبات سے جسم وروح کو محفوظ رکھنا ہے، اور تمام عبادات کا مقصد بھی یہی ہے۔ ساتھ ہی انسان کا سب سے اہم کام انسان کی خدمت ہے اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب انسان کو اس کے مقصد حیات سے روشناس کرا کے اس کی اخلاقی قوتوں کو بیدار کر دیا جائے۔ یہاں تک کہ اس کو "فقر میں فخر" محسوس ہونے لگے اور دل کو خالق کائنات کی طرف جوڑنے کی کوشش کرے تو پھر وہ نہ صرف تخلیق کائنات کا منشاء پورا کرتا ہے بلکہ انسان کی حقیقی راحت اور مسرت کا سامان بھی مہیا کرتا ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے: "خاص بندگان الٰہی وہ ہیں جو زمین پر جھک کر چلتے ہیں اور جب جاہل انہیں چھیڑیں تو وہ بجائے جواب کے ان سے کہہ دیتے ہیں کہ اچھا خوش رہو"۔ درا صل عرفان الٰہی اسلام کے مایۂ خمیر میں مضمر ہے اور قربت الٰہی کی حقیقی عبادات کا نصب العین، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کا ارشاد ہے ''احسان یہی ہے کہ تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو یہ یقین کرو کہ وہ (اللہ) تم کو دیکھ رہا ہے''۔ اس سے ہمارے قول و فعل کا تضاد اور فرق ختم ہو جاتا ہے۔ نیز فکر و عمل میں اخلاص وللٰہیت پیدا ہوتی ہے اور یہی احسان تصوف ہے۔

اسلامی تصوف کا اصلی سر چشمہ Ó س قدسی کا وہ سرشار :. بہ ہے جو رسول : ؐ کے کلام سے اکثر ٹپکتا تھا۔ اور وہ سوز و گداز اور ذوق وشوق سے بھری ہوئی و. کی سی کیفیت جو آپ کی عبادات کی خاصیت تھی۔ آپ کی ز+ گی میں عملی فرائض کی ا • م دہی کو دینی فکر و Ã یہ پ ,‥ جیح دی گئی تھی۔۲ے دراصل تصوف غیر اللہ سے تعلق توڑنے کا ٭ م ہے۔ اس کا ہر اَ یہ مطلب نہیں کہ K ن بے عملی ؍‥ ک د٭ ی رہبا M کی ز+ گی اختیار کرے۔ وہ د٭ میں رہے 1 اس میں اس قدر نہ ڈوب جائے کہ حرام وحلال کی تمیز ختم ہو جائے اور اس کے اسباب کی محبت دل میں جا اَ یں ہو جائے۔ تصوف کی C ی محبت الٰہی اور معیت ذاتی ہے۔ قرآن میں بے شمار آیتوں میں محبت کی دعوت دی گئی ہے۔ جن میں معیت وقر $ ذاتی کا وعدہ کیا H ی اور یہی تصوف کی اصطلاح میں معرفت کی دلیل ہے۔ علم ٭. طن پ زور، عبادت الٰہی میں انہماک، ہر چیز سے ٹ کر اللہ کی طرف ہو جا٭ اور‥ کیہ Ñ ہ تصوف کی تعلیم کے اہم % اء ہیں۔ محبت ہی رازِ حیات ہے اور اس کی آگ اَ دل میں نہ ہو تو وہ گو ث& کا ا یـ بے جان ٹکڑا ہے۔ محبت کے معنی یہ ہیں کہ K نی ز+ گی سمٹ کر ا یـ نقطہ پ آ جائے اور : ا کے لئے جینا مقصد بن جائے۔ فکر و عمل کی بلندی، را &٭ زی، : مت خلق، سچائی اور صبر و شکر جیسی خوبیاں اسی :. بے کا نتیجہ ہیں۔ جو دل K نی میں : ا کی محبت پیدا ہونے کے بعد پیدا ہوتی ہے اور پھر مقصد یہ ہو جا٭ ہے کہ K ن خود اپنے + را چھے اخلاق پیدا کرے اور دv لوگوں کو بھی مادّی • ستوں اور آلودگیوں سے٭ پ ک وصاف کرے کیو è تصوف ٭ م ہے قولاً فعلاً حالاً ہر حیثیت سے اتباع رسول ؐ کا۔ بقول خلیق احمد Â می ''اور یہ کام صرف وہی شخص کرسکتا ہے جس کا مذہبی و

. ان پوری طرح نشو ؤما پا چکا ہو۔جس کی روح پر اسلامی رنگ چڑھ چکا اور جس کی نگاہ حق و باطل میں امتیاز کرنے میں کبھی دھوکا نہ کھائے''۔۳؎

دراصل ظاہر کے بجائے اپنے باطن کی نگہداشت اور دوسرے وسائل کے بجائے صرف ذات باری پر اعتماد کا نام تصوف ہے اور جس کو یہ دونوں نعمتیں حاصل ہوجائیں پھر وہ قیل وقال کے جھمیلے میں کہاں پڑسکتا ہے۔وہ تو اپنے حال کی طلب وجستجو اور انجام کی فکر و اندیشے میں محو ہو جاتا ہے۔بقول سید امیر علی ''انسانی کردار کسی صورت محض اتفاق نہیں ہوتا۔ایک عمل دوسرے عمل کا نتیجہ ہوتا ہے۔زندگی قسمت اور سیرت کے معنی ہیں۔ایسے واقعات و اعمال کا ایک مربوط سلسلہ جو ایک محکم یعنی مشیّت ربی کے ذریعہ ایک دوسرے سے علت و معلول کے رشتے میں منسلک ہوتے ہیں''۔یہ مسئلہ حضرت علیؑ کے مواعظ میں زیادہ وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔''اس سے پیشتر کے تمہارے اعمال کے جانچنے کا وقت آئے اپنے نفس کو جانچو۔اس سے پیشتر کہ اس زندگی میں تم نے جو کام کئے ان کا حساب تم سے مانگا جائے اپنا محاسبہ کرو۔اس سے پیشتر کہ تمہاری روح کو اپنے نشیمن خاکی سے رخصت ہونا پڑے، نیک و پاک کام کرنے کی کوشش کرو اور حق و راستبازی کے راستے پر ثابت قدم رہو۔سچ تو یہ ہے کہ اگر تم اپنی تنبیہ اور اپنی ہدایت آپ نہ کروگے تو کوئی دوسرا تمہیں راہ راست نہ دکھا سکے گا''۔۴؎

حضرت علیؑ کی شخصیت، اوصاف و اعمال،عظمت،سیاست اور اصول زندگی کا مکمل و جامع مرقع ''نہج البلاغۃ''، میں آتا ہے۔جو بلاغت وفصاحت اور حکمت اسلام کا ایک حسین مرقع ہے۔اس کا مطالعہ افکار علیؑ تاریخ اسلام،ادب وحکمت کے لئے ضروری سمجھا گیا۔نہج البلاغۃ تاریخ ت،سیرت رسولؐ،روح ایمان،انسانی اقدار اور حق وصداقت کے اظہار و ابلاغ کے معجزنما خطبات وخطوط اور ارشادات کا مجموعہ ہے۔آپ کا شمار فصحائے عرب میں ہوتا ہے آپ کے خطبات و ارشادات فصاحت و بلاغت کا اعلیٰ نمونہ اور اس کا

معیار تسلیم کئے گئے ہیں۔ ان خطبات وخطوط کو سید شریف رضی، ابوالحسن محمد بن حسین الموسوی (م: ۱۰۱۵ء) نے 'نہج البلاغہ' کے* م سے جمع کیا ہے*۔ ہم ان میں بہت سے آپ کے خطبات ہیں۔ ان کے علاوہ طبری، اخبارالطّوال، مسعودی، یعقوبی وغیرہ اہم* ریخ کی کتابوں میں محفوظ ہیں۔ جو عربی ادب کے « ب کی حیثیت ر p ہیں۔ ۵

حضرت علیؑ کی منفرد ذات ایسی ہے جو پیدائش کے وقت سے ہی پیغمبر اسلامؐ کے آغوش M. میں رہی ہے۔ بچپن سے تعلیم و M.، جوانی میں شرف مصاہرت اور وصال t یؐ- دامن دو } سے وابستگی نے آپ کی ذات کو خلق t یؐ کا پیکر اور تعلیمات اسلامی کی تصو ی بنا* یا تھا۔ حضرت علیؑ کو ابتداء سے M. صالح ملنے کی وجہ سے ان کا دامن زمانۂ جاہلیت کی تمام آلودگیوں سے محفوظ رہا۔ حضرت علیؑ بچپن ہی سے وعظ و پند کے جلسوں اور تبلیغ اسلام کے مجموعوں میں ہر وقت آنحضرتؐ کے رفیق کار بنے رہے۔ کلام اللہ پ آپ کی Ã عمیق و وسیع تھی اور قرآن کریم کی کسی بھی آ $ کا کوئی پہلو آپ کی Ã سے مخفی نہ تھا۔ نیز سماع حد $ کا & سے * یدہ موقع 5 تھا۔ وسعت علم کے ساتھ اسی درجہ آپ کی ذہا $، طباعی، دقیقہ É اور نکتہ رسی بھی تھی۔ آنحضرتؐ نے آپ کو اسی لئے ''صحابہ میں & سے ,. ڑے قاضی علیؑ ہیں'' (اقضاهم علی) کہا تھا۔ ان خصوصیات کے ساتھ آپ میں تحصیل علم وکسب کمال کی فطری صلا A اور ذوق تھا۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کو ذات t یؐ سے جو فیض پہنچا وہ کم ہی دوسرے صحابہ کے حصے میں * ی۔ آپ قرآن، تفسیر، حد $، فقہ، نیز جملہ دینی علوم کا د* ی تھے۔ آپ کی جلا } علمی پ & کا اتفاق تھا۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ جو خود خیر الامۃ تھے فرماتے تھے کہ علم کے دس حصوں میں: انے علیؑ کو نو حصے » فرمائے اور دسویں حصے میں بھی آپ شر- تھے۔ * ن t ت سے آپ کو "انا مدینة العلم وعلی بابها" کی سند ملی تھی۔ ٦

یہ حضرت علیؑ کی ذات ہے جس کی شمشیر بے * م ا/ ا- طرف ,. ڑے ,. ڑے پہلوان و

سورما کو خاک وخون میں نہلاتی ہے تو دوسری طرف ان کی شخصیت زہد وتقویٰ میں uانۂ روزگارÃ آتی ہے۔ بقول حضرت علیؑ ".# اپنے دشمن پ قابوٖ پ جاؤ تو اس کو معاف کر کے نعمت کا شکر ادا کرو۔ ے آپ کی سیرت واخلاق حسنہ کا & سےlاٗ یں پہلو زہد وتقویٰ ہے۔
بقول شاہ معین الدینH وی "حضرت علیؑ کی پوری زH گی زہد وورع میں اس طرح ڈوبی ہوئی تھی کہ کسی واقعہ کو اس سے الگ کر کے دکھاٖ مشکل ہے۔ آپ کی زH گی کا ہر پہلو زہد ہی کا مظہر تھا۔ زہد کے* رے میں آپ کا یہ حکیمانہ مقولہ مشہور ہے کہ" د* مردار ہے جو اسے حاصل کرٖ چاہے اسے کتوں کی صحبت کے لئے تیار رہنا چاہئے"۔ عبادت وٖ ضت آپ کی زH گی کا مشغلہ تھا۔ زبیر بن سعید قریشیؓ کا بیان ہے کہ بنی ہاشم میں آپ سےٖ دہ کوئی عبادت /ٗ ار نہ تھا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی تھیں کہ "وہ (علیؑ) قائم اللیل اور صائم النہار تھے"۔
تقویٰ کا عالم یہ تھا کہ شدٖ سردی میں ا- چادر جو مدینہ سے لائے تھے، اوڑھتے تھے۔+ ن کا$ رہا ہے۔ امیر المومنین ہونے کےٖ وجود .M المال سے اس وجہ سے نہیں e تھے کہ کسی مسلمان کی حق_ نہ ہو جائے۔ ۸ نمک، کھجور، دودھ اور گوشت & سے رغبت نہ تھی آپ کی پسندٖ ہ غذا جو کی سوکھی روٹی تھی۔ 9 ضمیر کے فیصلے کے مقابلے میں آپ نے مصلحت # یشی کو کبھی راہ نہ دی۔ دل کے .* ت کی صفائی کا اتنا غلبہ تھا کہ اس کے مقابلے میں مصلحت وقت کو ہمیشہÃ # از کیا۔

ضرارہ بن حمزہؓ نے دٖ رشام میں سیرت علیؑ ۔ یوں بیان کی" وہ بلند حوصلہ وقوی بہادر تھے۔ ہر* ت فیصلہ کن اور ہر فیصلہ عدل وا« فپF ہوٖ تھا۔ ہر پہلو سے علم کے چشمے پھوٹتے تھے۔ اور حکمت ٹپکتی تھی۔ د* اور اس کی رعنائیوں سے بے* ز1 رات کیٖ ریکیوں سے شغف ر p تھے۔ مفکر اور عبرتٖ یں تھے۔ سادہ ومعمولی لباس اور موٹی جھوٹی خوراک پسند تھی۔ ہمارے درمیان ہم جیسے لوگوں کی طرح یٖ ۔ ہم کچھ پوچھتے تو خوشی خوشی جواب دیتے وہ ہم کو قری$ ر p اور خود بھی قری$ رہتے تھے۔ غریبوں کو پہلو میں بٹھاتے لیکن ہم

ان کی ہیبت سے* ت کرتے ڈرتے تھے۔ وہ دینداروں کی تعظیم فرماتے۔ طاقتور لوگ ان کے سامنے* طل کی طمع نہ کرتے تھے۔ اور کمزورا« ف سے مایوس نہ ہوتے تھے۔ میں نے دیکھا رات ا ررہی ہے، ستارے جھلملا رہے ہیں اور وہ اپنی داڑھی ہاتھ میں لئے مار+ یہ کی طرح تڑپ رہے ہیں۔ آنکھوں سے آ 2 بہہ رہے ہیں اور فرمارہے ہیں ''اے د* کسی اور کو فری$ دے، مجھ سے لگاوٹ نہ کر، مجھ سے اشتیاق نہ رکھ۔ میں نے تجھے تین طلاق دے دیئے۔ تیری عمر تھوڑی اور تیرا مقصد حقیر ہے۔ ہائے سفر بہت طولانی ہے، راستہ و D* ک اور زادسفر مختصر ہے''۔ یہ اوصاف سن کا امیر معاویہؓ رودیئے اور کہا: ا ابوالحسن (علیؑ) پر رحم کرے۔ بخدا وہ ایسے ہی تھے۔ •اواقعہ یہ ہے کہ قرآنی حکم ''فی الدنیا حسنة و فی الآخرة حسنة'' کی تعمیل میں انہوں نے نہ د* کو ترک کیا اور نہ %0ت کو۔ آنحضرتؐ کی روحانی تعلیم کو بطور خاص پھیلانے میں حضرت علیؑ کی شخصیت بہت ممتاز ہے۔

تصوف کا سرچشمہ آپ ہی کی ذات ا امی تھی۔ صوفیہ کے تمام بڑے سلاسل حضرت حسن بصریؒ کے واسطے سے آپ ہی پر منتہی ہوئے ہیں۔ تصوف ظاہری اسلام کی کسی خفیہ تعلیم کا* م ہرا نہیں ہے اس کا کام صرف اتنا ہے کہ توحید کے عقیدے اور Ã یہ کی وہ وسعتیں جو پیغمبر اسلامؐ کی حیات ظاہر میں کھلی آنکھوں Ã آتی اور محسوس ہوتی تھیں انہیں پھر* یددلا یے جائے۔ بقول حضرت علیؑ ''ایمان چار ستونوں پر قائم ہے۔ یعنی صبر، یقین، عدل اور جہاد۔ ان چاروں میں صبر کے چار شعبے ہیں۔ شوق، خوف، زہد اور امید۔ چنانچہ جو A: کا مشتاق ہوگا وہ نفسانی خواہشات کو بھول جائے گا اور جسے دوزخ کا خوف ہے وہ محرمات سے بچارہے گا اور جو د* سے بے رغبتی اختیار کرتا ہے، وہ مصیبتوں کو آسانی سے۔ دا & کرجا* ہے۔ اور جو موت کا منتظر رہتا ہے وہ کار ہائے خیر کی طرف تیزی سے بڑھتا ہے۔ اور یقین کے بھی چار شعبے ہیں۔ فہم کی درستی، حکمت کی گہرائی-- پہنچنا، عبرت انگیز حوادث سے سبق حاصل کرنا اور پہلے لوگوں کی L پر چلنا۔ چنانچہ جس نے فہم کی درستی اختیار کی حکمت اس پر آشکار

ہوگئی۔اس نے عبرت کو پہچان لیا۔وہ ایسا ہےH جیسے پہلے لوگوں میں رہ چکا ہے اور عدل کی بھی چار شاخیں ہیں، فہم رسا، علم کی گہرائی -- پہنچنا، حسن فیصلہ اور قوت. دا ث& کی پختگی۔چنانچہ جس نے فہم سے کام لیا اسے علم کی گہرائی معلوم ہوگئی اور جسے علم کی گہرائی معلوم ہوگئی، وہ فیصلے کے سر چشموں سے سیراب ہوکر نکلا اور جس نے قوت. دا ث& سے کام لیا۔اس کے ادائے فرض میں کوئی کسر نہ رہی اور وہ لوگوں میں نیک*٠ م ہوکرز+ ہ رہا۔اور جہاد کے بھی چار شعبے ہیں۔امر* بہ لمعروف، نہی عن المنکر، تمام موقع ,پ*ٹ .$ قدمی اور فاسقوں سے بغض رکھنا، چنانچہ جس نے معروف کے مطابق حکم*د یا اس نے مومنوں کی کمریں مضبوط کر دیں۔اور جس نے*٠ رو*ا. توں سے لوگوں کو*. ز رکھا، اس نے کافروں کو*٠ کوں چنے چبوا دیئے اور جو مواقع .B ,پ*ٹ .$ قدم رہا۔اس نے اپنا فرض پورا کر*د یا۔جس نے فاسقوں سے بغض رکھا اور اللہ کے لئے غضبناک ہوا۔اللہ اس کی خاطر غضب*٠ ک ہوگا اور قیامت کے دن اسے نہال کردے گا۔[۱۱]

مندرجہ*. لا خطبے میں حضرت علیؑ نے اسلام و تصوف کی مکمل تشریح و توضیح فرمادی اور ا یہ مومن کی ز+ گی کا مکمل لائحہ عمل بتا*یا۔حضرت جنید بغدادی مندرجہ*. لا خصائل و خصوصیات کو ا یہ دوسرے پیرائے میں بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ”تصوف کیC یاد آٹھ خصلتوں ,پF ہے۔جن سے آٹھ پیغمبروں کی پیروی ہوتی۔سخاوت حضرت ا. اہیمؑ کی۔ ۲-رضا حضرت اسماعیلؑ کی۔۳-صبر حضرت ایوبؑ کا۔۴-اشارات حضرت زکریاؑ کے۔ ۵-غر.$ حضرت یحییٰؑ کی-۶-لباس حضرت موسیٰؑ کا۔۷-سیا # حضرت عیسیٰؑ کی اور ۸-فقر خاتم الC ءحضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہو*٠ ضروری ہے۔[۱۲] تبھی وہ معرفت الٰہی کے و. ان کو*پ سکے گا۔امام غزالیؒ اس*. ت کو ا یہ مختلف# از میں یوں کہتے ہیں ”Kا ن کی قوت علم، قوت غضب اور قوت شہوت کے اعتدال کا*٠ م ہی حسن خلق ہے۔علم کی قوت کے اعتدال کا*٠ م حکمت ہے۔غضب کی قوت کے اعتدال کا*٠ م شجا (ہے۔جس کے مظاہر

خودداری، دلیری، آزادی، علم، استقلال، ثبات اور وقار میں اور شہوت کی قوت کے کامل اعتدال کا نام عفت ہے۔ حیا، صبر، درگذر، قناعت، پرہیزگاری، لطیف مزاجی، خوش طبعی، بے طمعی وغیرہ عفت ہی کے مختلف مظاہر ہیں۔ مختصر یہ کہ محاسن اخلاق کے ارکان اصل تین ہیں۔ حکمت، شجاعت اور عفت، جس قدر اور اخلاق حسنہ ہیں وہ ان ہی کے مختلف قالب اور مختلف مظاہر ہیں''۔[۱۳] تصوف واقعتاً تہذیب اخلاق، تزکیۂ نفس اور جلاء روح کا نام ہے۔

اور جب مذہبی وجدان پوری طرح نشوونما پا جاتا ہے تو معرفت کا احساس مختلف زاویوں سے ہونے لگتا ہے۔ بقول حضرت علیؑ ''کیا جب موت کا فرشتہ ملک الموت کسی گھر میں داخل ہوتا ہے تو تم اس کا احساس کرتے ہو؟ یا جب وہ کسی کی روح قبض کرتا ہے تو تم اسے دیکھتے ہو؟ نہیں بلکہ شکم مادر میں یہ جنین کی روح کس طرح قبض کرتا ہے؟ کیا یہ ماں کے بعض اعضاء کی راہ سے وارد ہو جاتا ہے؟ کیا پروردگار کے حکم سے خود روح اس کی جانب پرواز کر جاتی ہے؟ یا خود ملک الموت ماں کے بعض اعضاء اندرونی میں ٹھہر جاتا ہے۔ (ذرا غور کرو) وہ شخص خدا کا وصف کیونکر بیان کرسکتا ہے جو اپنی ماں جیسی ایک مخلوق کے وصف سے عاجز اور درماندہ ہو''۔[۱۴]

ایک اور جگہ عرفان خدا کو حضرت علیؑ حکیمانہ انداز میں یوں بیان کرتے ہیں ''جس نے خدا کی تعریف کی سمجھ لو اس نے اسے محدود کر دیا۔ اور جس نے محدود کر دیا۔ اس نے شمار کر لیا اور جس نے شمار کر لیا اس نے اس کی ازلیت ختم کر دی۔ جس نے کہا ''وہ کیسا ہے، اس نے ''تعارف چاہا'' اور جس نے کہا ''وہ کہاں ہے'' اس نے اسے پابند مکان بنا دیا۔ وہ عالم تھا جب معلومات نہ تھی۔ وہ پالنے والا تھا۔ جب پلنے والے نہ تھے اور وہ صاحب قدرت تھا۔ جب مقدور نہ تھے۔[۱۵] ''اس لئے تنہائیوں میں اللہ سے ڈرو کہ جو گواہ ہے وہی حاکم بھی ہے''۔[۱۶] ''اور حقوق اللہ کے سلسلے میں کم از کم یہ کرو کہ اس کی نعمتوں سے گناہ میں مدد نہ لو''۔[۱۷] ''دنیا سے بڑی دولت مندی امیدوں کا چھوٹ جانا ہے۔ کیونکہ دنیا کی مثال ایک سانپ کی ما نند ہے جس کی کھال نرم اور زہر قاتل ہوتا ہے''۔[۱۹]

حضرت علیؑ کے مواعظ میں توحیدالٰہی ومعرفت الٰہی کی جو و. انی کیفیت اوراسلام کی تشریح وتوضیح دیکھنے کوملتی ہے اس کی مثال کہیں اورنہیں مل* تی۔ حضرت علیؑ کے۔ ' د ۔ اسلام کے معنی تھے تسلیم اورتسلیم کا مطلب ہے یقین اور یقین بعینہٖ تصدیق ہےاورتصدیق کا مطلب ہے اقراراوراقرارادا کرنے کو کہتے ہیں اورادا کر* عمل پیرا ہونے کا* م ہے۔۲۰ ایمان کا مطلب دل سے پہچاننا، ز* ن سے اقرار کر* اورا | ءوجوارح سے عمل کر* ہے۔ اور. # ایمان کا عالم یہ ہوتو پھر یہ د* اوراس کی نعمتیں ہیچ دکھائی دیتی ہیں۔تقویٰ،توکل، قنا (، فقروشکر، وحسن سلوک میں حقیقی مسرت کا احساس ہو* ہے اور پھر تخلیق K نی کی حقیقت منکشف ہوجاتی ہے۔د* کی رنگینیاں پھیکی اورسراب محسوس ہونے لگتی ہیں۔حضرت علیؑ نے کہا''اے لوگو! میں تم سے اس گھر کی کیا تعریف کروں کہ جس کا آغاز رنج اورا • م نیستی ہے جس کے 5ل میں حساب کا کھٹکا اور جس کے حرام میں عتاب کا دھڑکا ہے جو اس د* میں غنی اور مالدار ہے وہ مبتلائے فتن ہے اور جو اس د* میں مفلس ومحتاج ہے وہ غم دہ ہ اور# وہ گیں ہے۔جو اسے* پ نے کی کوشش کر* ہے اسے یہ ملتی ہے جو اس سے دور بھاH ہے اس کے پیچھے دوڑتی ہے، جوکوئی اسے نگاہ عبرت سے دیکھتا ہے اسے بیC اور* بنادیتی ہے اور جو اس کی ز M وآرائش کو دیکھتا ہے اسے *C کردیتی ہے'۔۲۱ اس لئے قنا (پسندی بہت ضروری ہے اور پھر قنا (وہ دو) ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتی۔اوراپنے Ñ کی اصلاح کے لئے یہی کافی ہے کہ جو* تیں دوسروں کے لئے* پسند ہوں ان سے بچا جائے۔۲۲قرآن کی واضح تنبیہ "الھاکم التکاثر، حتی زُرتم المقابر (د* وی سازو سامان پر فخر کر* جو علامت ہے محبت طلب کی) تم کو% ت سے غافل کئے رہتا ہے یہاں -- کہ قبروں میں پہنچ جاتے ہو۔۲۳ جبکہ بعد ضروری ہے کہ وہ تقویٰ شعار بنیں۔لیکن د* کی چمک دمک اورنفسانی خواہشیں ایسا نہیں ہونے دیتیں۔حالا è منزل سامنے ہے اور قیامت پیچھے کھڑی ہے جو سبک* ربن کر ہنکار رہی ہے کہ* ران تیز گام سے جاملو اور تمہارے اول

کے لئے تمہارے % کا انتظار کیا جارہا ہے۔۲۴ 1 ا• م یہ ہو* ہے کہ بقول حضرت علیؑ
''مردہ اپنے عزیزوں کے درمیان پڑا ہوا & کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے اور اپنے
کانوں سے ان کا* 7 ہے۔ عقل بجا اور فہم وادراک برقرار پڑا سوچتا ہے کہ عمر عزیز کس
طرح گنوادی، روزگار کس طرح بسر کیا، وہ جمع کردہ مال کو یاد کر* ہے کہ اس کے حاصل کرنے
میں کس کس طرح حلال وحرام کے فرق کو Ã + از کیا؟ اور مشتبہ وغیر مشتبہ ہر طرح سے اسے
فراہم کیا۔ اوراب بلا شبہ اس ذخیرہ + زوی کے { نج وعواقب لازم ہوگئے۔ یہ مال اس کے
بعدان لوگوں کے لئے رہ جائے گا جس سے وہ عیش وکامرانی کی ز+ گی بسر کریں گے اور یہ
دکھ جھیل کر جمع کی ہوئی دو) غیروں کے لئے ہوجائے گی اورحساب وعذاب* ر/ اں اس
کی پیٹھ پر رہے گا۔ اب وہ شخص اپنے اموال میں / فتار ہے''۔۲۵ اس لئے : اسے ڈرو
چاہے وہ خوف کتنا ہی کم ہو۔ اور : ااوراپنے درمیان شرم وحیا کا ا- پردہ رکھو چاہے وہ کتنا
ہی* ر- کیوں نہ ہو۔ ۲۶ بے شک تقوائے الٰہی استواری، قیامت کے دن کا کارآمد
سامان، ہر غلامی سے آزادی اور ہر ہلا ۔ سے • ت کا ذریعہ ہے۔ حضرت علیؑ کا ارشاد ہے
''اے لوگو! امیدوں کی کمی، نعمت پر : اکا شکر، محارم سے اجتناب (بس یہی) زہد ہے۔ اَ/
ان چیزوں پر تم عمل نہ کرسکو تو کم از کم احرام کو اپنی شکیبائی پر غا) نہ آنے دو (اور ہاں)
نعمت : ا+ ی پر سپاس گذاری بھی نہ بھولو کیو è : انے اپنی ظاہر و روشن حجتوں اور واضح
کتب آسمانی سے تمہارے کسی عذر کی گنجائش* قی نہیں رکھی ہے''۔۲۷

حضرت علیؑ نے اپنے مواعظ میں قنا (، فقر وتوکل، صبر وشکر اور اکل حلال کی اور
مادی$ سے پرہیزگاری کی تلقین بھی واضح + از میں لوگوں کو فرمائی جو تقویٰ شعاری کے لئے
C دی شرائط ہیں۔ کیو è بنا تقویٰ کے عرفان الٰہی کے و ان کا حصول ممکن نہیں۔ حضرت
علیؑ کہتے ہیں ''فرز+ آدم! آج کے دن آنے والے دن کی فکر نہ کر اس لئے کہ اَ/ اس دن
تیری +ز گی ہے تو : ا تیرا رزق بھی اسی کے ساتھ لائے گا''۔۲۸ اس کی مز+ تشریح وتوضیح

حکیمانہ+ از میں فرماتے ہوئے ارشاد علیؑ ہے کہ ''جس روزی کی تمہارے لئے ضما$ دی
جا چکی ہے وہ تو وا. # ہوگئی اور جو عمل صالح تم پہ وا. # کیاH تھا وہ ساقط ہH ۔پس عمل کی
طرف جلدی کرو اور* گہانی موت سے ڈرو۔ کیوè* زگشت عمر کی ایسی امید نہیں جیسی
* زگشت رزق کی امید کی جاسکتی ہے۔آج اگر روزی کا کچھ حصہ کم ہH تو اس میں اضافہ
ہوسکتا ہے اور کل (گذشتہ) جتنی عمر جا چکی ہے آج وہ واپس نہیں آ سکتی۔آئندہ روزی کی
امید ہے اور گذشتہ (عمر) سے* امیدی ہی بہتر ہے۔لہٰذا (: اکہتا ہے) عذاب الٰہی سے
ڈرو اور پہیز گار بنو۔ ایسی پہیز گاری جو اس کے لئے سزاوار ہے۔اور نہ مرو1 مسلمان بن
کر۔۲۹ حضرت علیؑ نے اپنے مواعظ میں ضرورت سے* دہ کی مادی ز+ گی سے پہیز پہ
زور* ہے وہ ای- ایسی ز+ گی کے خواہاںÃ آتے ہیں جس میں مال ودو } Ķ ن کو* دِ الٰہی
سے غفلت میں نہ ڈالے۔اور خوف: اکا احساس ان کے ذہنوں سے غا$ نہ ہو۔ان کا
مال ومتاع صرف ان کے لئے نہ ہو بلکہ* داروں، مسکینوں اور ضرورتمندوں کو بھی اپنے مال و
متاع میں شری- کر کے حسن سلوک کا مظاہر کریں۔اور * ت تشکر ان کے* نوں پہ ہمیشہ
جاری رہیں۔حضرت علیؑ لوگوں کو تنبیہ کرتے ہوئے کہتے ہیں ''جس نے تم کو مال و متاع
بخشا ہے اس کی راہ میں تم اe% چ نہیں کرتے اور نہ اپنی جانوں کو اس کے لئے خطرے میں
ڈالتے ہو، جس نے ان کو پیدا کیا۔تم نے اللہ کی وجہ سے بندوں میں آ* ئی لیکن اس کے
بندوں کے ساتھ حسن سلوک کر کے اس کا احترام نہیں کرتے''۔۳۰ حضرت علیؑ عا+ وزاہد
تقویٰ شعار مومن، جس پہ معرفت کی و انی کیفیت پوری طرح آشکار ہوچکی ہو اور خوف
الٰہی وعذاب: اکا احساس پوری طرح جاگزیں ہو چکا ہو، کی تصو کچھ یوں بیان کرتے ہیں:
''دن کے وقت یہ لوگ* راور حلیم ہیں، نیکوکار اور پہیز گار ہیں۔: اکے خوف نے انہیں
اس طرح لاغر کر* ہے جیسے تیر کی لکڑی + ہ کر کے* ر- کردی جاتی ہے۔دیکھنے والا ان کی
طرف دیکھتا ہے اور خیال کر* ہے کہ یہ بیمار اور مریض ہیں حالاè کوئی بیماری نہیں رp اور وہ

دیکھنے والے کہہ اٹھتے ہیں کہ یہ لوگ مجنوں اور دیوانے ہیں۔حالاè نہ مجنوں ہیں نہ دیوانے بلکہ ا یے بہت,ڈی* ت (+ یشہ قیامت) نے انہیں گھیر رکھا ہے۔ یہ اپنی کم عبادت,پ رضا مند نہیں ہوتے اور بہت کو بہت نہیں سمجھتے۔ یہ اپنے آپ عاصی و متّہم و گنہگار سمجھتے ہیں۔ اور اپنے کردار سے ہراساں رہتے ہیں (کہ شاید* پسند+ ہ قرار* پ ئے) تو. # ان میں سے کسی کے کردارِ نیک کا ذکر ہو* ہے تو یہ ڈر جاتے ہیں اور کہتے ہیں ''میں اپنا حال دوسروں سے ز* دہ جا { ہوں اور میرا پ وردگار مجھ سے ز* دہ جا ہے''۔ ۳۱

حضرت علیؑ کے نزد یے د* کی حقیقت فانی اور سراب سے ز* دہ نہ تھی اور د* وی مال و متاع اور ساز و سامان سے ز* دہ اہم وہ زادِ سفر تھا جو عبادت وز* ضت اور حسنِ سلوک کے ذریعہ حاصل کیا جا* ہے۔جس کے لئے : انے Ki ن کو تخلیق کیا ہے۔ مادّی وسائل کی فراہمی ان کے نزد یے صرف اس حد- ضروری ہے جس سے ز+ ہ رہا جا سکے۔ اور اگر مال و متاع ہے تو اس کو: ا کی راہ میں% چ کر* ضروری ہے۔ حضرت علیؑ کے نزد یے ''د* اس کے لئے سچائی کا گھر ہے جو اس کے ساتھ سچا ہے۔ جو اسے سمجھH ہے اس کے لئے تندرستی کی جگہ ہے۔ یہ سرمایہ داری کا ٹھکانہ ہے۔ جو اس سے سامان سفر لے اور نصیحت کا مقام ہے جو نصیحت حاصل کرے۔ یہ تو دوستانِ : ا کی مسجد، اس کے 5 ئکہ کا مصلیٰ، وحی کی منزل، اولیاء اللہ کی تجارت گاہ ہے جس میں وہ رحمت کماتے ہیں اور . A کا نفع اٹھاتے ہیں''۔ ۳۲

حضرت علیؑ جن کے یہاں اسلام کے رموز و اسرار کا کوئی پہلو ایسا نہ تھا جو روزِ روشن کی طرح ان پ عیاں نہ ہو۔ اور اسلام کی سچی اور عملی روح کا کوئی پہلو اُن سے اَن چھوا نہ تھا۔ مذہب و شریعت کا کوئی عام و دقیق مسئلہ ان سے پوشیدہ نہ تھا۔ اسی وجہ سے سوز و گداز اور ذوق و شوق سے بھری و. انی کیفیت آپ کی عبادت کی خاصیت تھی۔ اور وہی و. انی و فلسفیانہ نکتہÉ اور دقیقہ رسی آپ کے مواعظ کا مظہر تھی۔ اور اللہ پ مکمل توکل ان کی ذات کا وصف خاص تھا۔ معرفت* . ری تعالیٰ کی اس سے عمدہ مثال حضرت علیؑ کے یہاں اور کیا ہوسکتی ہے کہ ''میں نے

: اکوارادوں کےٹوٹنے اور بندھنوں کے کھلنے سے پہچا*'' ۔۳۳اور وجود: اکی ایسی دلیل صرف وہی شخص دے سکتا ہے جس کو عرفان ذاتی یعنی جسم خاکی کےفنا ہونے اور اعمال صالح کے* قی رہنے جو موا: ہ کا ذریعہ ہیں، کا احساس ہو جا* ہے اور پھر اس شخص کو فقر میں بھی مزہ آنے لگتا ہے اور پھر ایسا شخص خالق کائنات سے یوں دعا کر* Ã آ* ہے کہ'': *ی! میری آ. وکوغنا و تونگری کے ساتھ محفوظ رکھ اور فقر و تنگ دستی سے میری منز) کوÃ وں سے نہ اَ ا کہ تجھ سے رزق مانگنے والوں سے رزق مانگنے لگوں اور تیرے بندوں کی نگاہ لطف کرم کو اپنی طرف موڑنے کی تمنا کروں اور جو مجھے دے اس کی مدح و ثنا کرنے لگوں اور جو نہ دے اس کی. ائی کرنے میں مبتلا ہو جا N'' ۔۳۴یہی وجہ ہے کہ اسلام کی وہ مثالی روح جس کی تبلیغ و اشا (کے لئے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خالق کون و مکان نے مبعوث کیا تھا، ان کے کردار کی آئینہ دار تھی۔ حضرت علیؑ لوگوں کو تلقین کرتے ہیں ''اپنے # رحلم و %ی پیدا کرو۔ پ ہیزگاری اور را & *زی سے کام لو، اپنے Ñ کا محاسبہ کرو۔ کیوè جو کوئی ایسا کر* ہے اُسے اجرِ عظیم ملتا ہے اور جو ایسا نہیں کر* ۔ڑے خسارے میں رہتا ہے۔ اور جو کوئی تقویٰ پ عمل کر* ہے اپنی روح کو سکون بخشتا ہے اور جو شخص تنبیہ پ کان دھر* ہے وہ حق کو سمجھ 8 ہے اور جو شخص حق کو سمجھ 8 ہے اسے کمال علم حاصل ہو جا* ہے''۔ بقول سید امیر علی ''حضرت علیؑ کے ان ارشادات میں قضا و قدر کا شا> بھی نہیں** جا* اس کے. عکس وہ ایسے قلب کے آئینہ دار ہیں جس میں: ا پ ا ی- جیتا جاH ایمان تھا اور ساتھ ہی ساتھ اس *ت کا بھروسہ بھی تھا کہ K ن ذاتی اجتہاد کے ذریعہ جس کا سرچشمہ اس کی اپنی قوت ارادی ہے، اصلاح و* قی کے مدارج طے کر سکتا ہے''۔ ۳۵ سرورِ کائناتؐ نے عقل و فہم، مقید و مطلق، حدود و غیر محدود کی جو تعریف کی ہے وہ ہمیں حضرت علیؑ کے مواعظ و ارشادات میں مکمل توضیح و تشریح اور فلسفیانہ و حکیمانہ # از میں دیکھنے کو ملتی ہے۔

شیخ محمد عبدہ نہج البلاغہ میں منقول حضرت علیؑ کے مواعظ و ارشادات کے سلسلے میں

رقمطراز ہیں'' میں جتنا ا- مقام سے دوسرے مقام پہنچا مجھے مناظر+ لتے ہوئے، ر متغیر ہوتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں چنانچہ کبھی میں اپنے کو ایسے عالم میں* جیسے اچھی عبارتوں کو حلوں میں معانی کی بلند ین روحیں* دھو رہی ہوں اور وہ اچھے اور* پ کیزہ Óں کے دطواف کرکے اور صاف قلوب سے قری$ ہو کر اصلاح کا پیام دیتے، مقصد کو* G ار کرنے اور قلوب کو لغزشوں کے غار میں نے سے بچا کر فضل و کمال کے راستوں پ ڈال دیتے۔ اور کبھی میں یہ دیکھتا کہ ا- عقل نورانی جو جسمانی مخلوق سے کوئی مشابہت نہیں ر b ، : ا+ ی کے شاہانہ جلوس اور سواری سے الگ ہو کر روح K نی سے مل گئی ہے اور اس میں ،ڈ ے ،ڈ ے مادی عنصر کے پ دوں کو چاک کرکے اسے ملکوت اعلیٰ کی طرف اٹھا لے گئی ہے مشہد نور مجلی -- اسے لے کر پہنچ گئی ہے اور فتنوں واوہام کے داغ دھبوں سے صاف کرکے * پ یہ عرش کے ا- طرف ٹھہرا* یہ ہے''۔ ۳۶ ابن ابی الحد+ لکھتا ہے کہ ''علیؑ کا یہی احسان کیا کم ہے کہ آپ نے ہم کو توحید کے وہ تصورات بخشش فرما دیئے جن سے ہم* آشنا تھے اور ا علیؑ توحید کے اسرار تعلیم نہ فرما دیتے تو مسلمان فلسفہ الٰہیات سے بے بہرہ رہ جاتے''۔ ۳۷

حضرت علیؑ کے مواعظ و ارشادات میں ایسا لگتا ہے کہ ان کو مخلوقات عالم کے حقائق اور آفرینش عالم کے رموز سے اس طرح واقفیت تھی جیسے یہ چیزیں ان کے سامنے بنائی گئی ہوں * یبنانے والے سے اتنی قر$ حاصل کر چکے تھے کہ اس کے تمام اسرار و رموز اس خالق کل نے ان کو کسی ذریعہ سے ودیعت فرما دیئے تھے۔ تبھی وہ اعلیٰ اقدار کی تعلیم د* والوں کو اس طرح دے سکے کہ'': اکی قسم ا یہ صفت یعنی: اکی توجہ اور تیری بے توجہی ایسے دو شخصوں میں ہوتی کہ تونگری میں مساوی اور تو* ئی میں ا. ہوتے (اور ان میں سے ا- تم ہوتے) تو بے شک تم پہلے شخص ہوتے جو اپنے Ñ کو* پسند عادت اور+ اخلاقی کا مجرم قرار دیتے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ د* نے تمہیں فری$ نہیں* یبلکہ تم خود اس پ فریفتہ ہو، د* نے تمہیں واضح نصیحتوں کی طرف متوجہ کیا اور عدل و ا. ی سے آگاہ کیا اور جو وعدے تم سے کئے (جیسے

بیماری و کمزوری) ان میں وہ د*,. ڑی سچی اور وفا دار تھی۔ بجائے اس کے کہ تم سے جھوٹ بولتی *ِ فر ی$ دیتی اور بہت* صح ہیں جنہیں تمH ہگار جا... ہو اور بہت سچی خبریں ہیں جنہیں تم دروغ سمجھتے ہو۔ اگر تم و ِ یان شہروں اور سنسان و ِ یانوں سے اس د* کی معرفت حاصل کرو تو تم انہیں اپنا اچھا مہر*ِ ن او* صح* پ ؤ گے۔ تم انہیں ایسا شفیق دو & * پ ؤ گے جو اس امر پ بخیل ہو گا کہ تمہیں کوئی نقصان پہنچے۔ کتنا اچھا ہے اس شخص کا گھر جو د* سے دل نہیں لگا* اور کتنی اچھی ہے وہ جگہ جسے وہ اپنا مستقل محل اقامت نہ بنائے۔ بلا شبہ کل کے دن د* کے نیک بخت وہی لوگ ہوں گے جو آج اس د* سے اَ ِ ی*ان ہیں'۔۳۸ واقعتاً حقیقی عرفان وتصوف مذہب کی روح، اخلاق کی جان اور ایمان کا کمال ہے۔ جس کی اساس شریعت اور سرچشمہ قرآن وحدی$ ہیں یہ شریعت کیÔ نہیں بلکہ اس کی تشریح وتوضیح ہے۔ یہ صرف اقرار *ِ للسان ہی نہیں بلکہ اقرا* ِ لقلب بھی ہے۔ عرفان وتصوف واقعتاً گہرے زہد وعبادت اور و ِ واستغراق کا مسلک ہے۔ محبت اس کا ولولہ وعبادت اور عالمِ محسوسات سے گذر کر: ا سے مل *ِ اس کی منزل مقصود ہے اور حضرت علیؑ کی شخصیت اور ان کے مواعظ وارشادات ان تمام خصوصیات کے پ تو Ã آتے ہیں۔ حضرت علیؑ جو فطرتاً للٰہیت اور خلوص M کا پیکر تھے اور اصول اسلام واعمال دین ان کے خمیر کا% ولاینفک تھے۔ رسول: اصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت، اپنی ذات کا شعور، اسلام کی بصیرت اور اس کا تحفظ ان کی ذات کے لئے حاصل حیات اور تبلیغ واشا (نیز حفاظت دین ان کا منصب تھا۔ ان کی ذات واقعتاً دامے، درمے، سخنے اسی کام کے لئے وقف تھی۔ وہ حکمت و دانش کا پیکر عظیم تھے اور جو واقعی اسلام کے رازہائے سربستہ کی توضیحات اور اس کی عرفانی و و ِ انی کیفیت کو مترشح کرنے کے لئے ہی خلق کئے گئے تھے۔ احساس* ِ طنی اور انکشاف حقیقت کو مترشح کرنے کے لئے ہی: ائے ,,, نے ان کو تخلیق کیا تھا۔ واقعی ان کی ذات اَ امی لوگوں کو یقین وطما M نیز اعلیٰ وارفع منزل مقصود سے ہمکنار کرنے والی شاہراہ کی رہنمائی کرتی ہے جو ہماری عقل وظرف پ منحصر

ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ حضرت علیؑ کے مواعظ وارشادات صرف عرفان وتصوف کا سرچشمہ ہی نہیں بلکہ ہماری خوابیدہ روح کو بیدار کر کے ز$ گی کے اعلیٰ,ۃ ین نصب العین کی طرف راہنمائی کرتے ہے۔

حوالے

۱- القرآن، سورۃ الفرقان، آ$ ۶۳

۲- روح اسلام از سید امیر علی،ۃ جمہ محمد ہادی حسین، دہلی ۱۹۸۶ء، ص ۶۴۸

۳-*ۃ ریخ مشائخ چشت، از خلیق احمدÂ می، دہلی ۱۹۸۵ء، ص ۲۳

۴ - روح اسلام، ۵۹۴

۵- *ۃ ریخ اسلام جلد اول، از شاہ معین الدین احمد+ وی، اعظم گ ڑھ ۱۹۶۶ء، ص ۳۷۲

۶- ایضاً، ۳۶۹

۷- نہج البلاغہ، سید شریف رضی، مترجم سید رK احمد جعفری*ٰ $ حسین Ý ی وغیرھم، لاہور ۱۹۸۱ء، ص ۱۹۷

۸- *ۃ ریخ اسلام جلد اول، ص ۳۷۵-۳۷۳

۹ - ہندوستانی اردو مورچہ ہفت روزہ دہلی، مولود کعبہ نمبر، جلد ۳، شمارہ نمبر ۱ۃ ۳، ۷ فروری ۱۹۹۰ء، ص ۲۲

۱۰- نہج البلاغہ ۲۸۷*ۃ ریخ اسلام جلد اول ۸ ۷-۳۷۷، ہندوستانی اردو مورچہ ۲۳-۲۲

۱۱- نہج البلاغہ، ۲۳، ۲۱،۷، ۷

۱۲ - کشف المحجوب، از ابوالحسن سید علی بن عثمان ہجویری، مترجم ابوالحسنات سید محمد احمد قادری، لاہور ۱۹۷۷ء، ص ۲۷-۱۲۶

۱۳- تصوف شریعت کی روشنی میں، از پروفیسر مابہ علی خان، قومی آواز، روز*ۃ مہ، جلد ۷، شمارہ ۹۱، ۸ اپریل ۱۹۷۷ء، ص ۳

۱۴- نہج البلاغہ، ۳۵۵

۱۵- ایضاً، ۴۲۷

۱۶- ایضاً، ۱۷۷

۱۷- ایضاً، ۲۷۷

۱۸- ایضاً،۷۷۳

۱۹- ایضاً، ۶۹۱

۲۰-ایضاً،۷۲،۷۳۷

۲۱- ایضاً، ۷۲۰-۷۲۱

۲۲-ایضاً،۷۸۶

۲۳-القرآن،سورۃ التکا,ث ،آ $ ۱-۲

۲۴-نہج البلاغہ،۱۷۶

۲۵-ایضاً، ۳۴۷

۲۶ -ایضاً،۷۵۴

۲۷- ایضاً،۷۲۰

۲۸-ایضاً،۷۶۲

۲۹ -ایضاً،۳۶۱

۳۰ - نہج البلاغہ،مترجم مفتی جعفر حسین،بمبئی،۱۹۸۸ء،ص۳۳۲

۳۱- نہج البلاغہ،مترجم سیدرK احمد جعفری وغیرھم،ص۴۹۰

۳۲-ایضاً،۷۳۹

۳۳-ایضاً،۷۵۵

۳۴-ایضاً،۵۳۸

۳۵ -ایضاً،۵۹۵

۳۶- ایضاً،۸۳

۳۷-ایضاً،۲۵

۳۸ -ایضاً،۵۳۶

عرفان علیؑ نہج البلاغہ کے آئینہ میں

ڈاکٹر محمد اسحٰق

تصوف کو اہلِ علم نے مختلف ادوار میں تقسیم کیا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ نے اپنی کتاب لمعات میں تصوف کے چار مختلف ادوار کا تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ اس کا پہلا دور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کے زمانہ میں چند نسلوں -- محیط ہے۔ ''ان لوگوں کو* طنی ز+ گی کے جملہ مرا$ شرعی احکام کی* پبندی کے ذیل ہی حاصل ہوجاتے تھے۔ چنانچہ ان ,. رگوں کا ''احسان'' یعنی حاصل تصوف یہ تھا کہ وہ Ùا زیں, پ ڑھتے تھے، ذکر اور تلاوت کرتے تھے، روزے ر p تھے، صدقہ اور زکوٰۃ دیتے تھے اور جہاد کرتے تھے۔ ان میں کوئی شخص ایسا نہ ہو* جو سر نیچے کئے بحر تفکرات میں غرق Ãآ* - یہ,. رگ: اتعالیٰ سے قرب وحضوری کی نسبت اعمال شریعت اور ذکر واذکار کے سوا کسی اور ذریعہ سے حاصل کرنے کی سعی نہ کرتے۔ بے شک ان اہل کمال,. رگوں میں سے جو محقق ہوتے، ان کو Ùا زا ور ذکر واذکار میں لذت ملتی۔ قرآن مجید کی تلاوت سے وہ متا, ہوتے۔ مثلاً زکوٰۃ محض اس لئے نہ دیتے کہ: اکا حکم ہے بلکہ: اکے حکم کی بجا آوری کے ساتھ ساتھ وہ اپنے آپ کو بخل کے روگ سے بچاتے۔ چنانچہ. # وہ اپنے آپ کو د* وی کاموں میں بے حد منہمک* پتے اور انہیں اس کا احساس ہو* تو وہ دل کو کارو* رد* سے ہٹانے کے لئے زکوٰۃ دیتے۔ اسی طرح شریعت کے دوسرے احکام بجالانے میں بھی ان کی یہی کیفیت ہوتی تھی''۔[۱]

ان اہل کمال,. رگوں کا حال یہ تھا کہ. # ان کے سامنے قرآن کی تلاوت کی جاتی تھی

تو ان کے دل لرزا ٹھتے ، اور . # رسولؐ کی جا $*· زل کی گئی * یت کو وہ ğ تھے تو ان کی آ نکھوں سے بے اختیار آ 2 امنڈ آ تے ، وہ راتوں کو بہت کم سوتے ، وقت سحر استغفار کرتے، وہ اللہ کی * یدہمہ وقت اپنے قلب میں جا/· یں ر p ۔ یہ پہلے دور کے اہل کمال اصحاب معرفت کا حال تھا جن کا تفصیل سے ذکر قرآن حکیم نے کیا ہے۔

تمام اہل ایمان کا ہرزمانہ میں اس* بت ,پ اجماع رہا ہے کہ ''حضرت علی کرم اللہ وجہ کا مزاج ذکاوت وفطا $ کا حامل تھا اسی لئے ان کا کمال علم کے + رتبحر ومہارت اور حقائق الٰہیہ میں تلاش وتجسس کی صورت میں ظاہر ہوا'' ۔۲ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے ازالۃ اللحقا عن خلافۃ الخلفاء میں ا- طویل روا $Ü کی ہے کہ ''رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فر* یا ''تم میرے لیے اس مرتبہ میں ہو جیسے موسیٰؑ کے لیے ہارون تھے ۔اور میرے وارث ہو۔تو علیؑ نے عرض کیا کہ میں آپ سے ورا $ میں کیا لوں گا؟ تو آپ نے فر* یا کہ جو ورا $ Oیءچھوڑا کرتے ہیں۔علیؑ نے کہاOیءنے آپ سے پہلے کیا ورا $ چھوڑی تو آپ نے فر* یا تھا۔اللہ اور نبی کا خاص طر i اور .A میں میرے ساتھ میرے قصر میں ہوگے میری بیٹی فاطمہ سمیت ،اور تم میرے بھائی اور میرے رفیق ہو۔پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آ $ تلاوت کی:

اِخـوانـاً عـلـی سررٍ متقبلین (۴۷:۱۵) کہ & بھائی بھائی کی طرح تختوں ,پ آمنے سامنے بیٹھا کریں گے'' ۔۳

بعینہٖ یہی الفاظ نہج البلاغۃ خطبہ ۱۹۰ میں خود حضرت علی کرم اللہ وجہ نے ارشاد فر* یا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فر* یا کہ:

''(اے علیؑ) جو میں 7- ہوں تم بھی ğ ہو اور جو میں دیکھتا ہوں تم بھی دیکھتے ہو۔ فرق اتنا ہے کہ تم نبی نہیں ہو بلکہ (میرے) وزیر وجانشین ہو اور یقیناً بھلائی کی راہ ,پ ہو۔ ۴

حضرت عبداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ امیر المومنین (حضرت علیؑ) میں چار خصوصیتیں

ایسی تھیں جوان کے علاوہ کسی کو حاصل نہ تھیں ا یہ کہ آپ نے ہر عرب وغیر عرب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی اور دوسرے ہر معرکہ دار و گیر میں علمبر دار ہوتے رہے اور تیسرے . # لوگ پیغمبرؐ کو چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوتے تھے تو آپ صبر و استقامت سے جمے رہتے تھے اور چوتھے یہ کہ آپ ہی نے پیغمبرؐ کو غسل دیا اور قبر میں * را۔ ۵

شیخ صدر العالم، شاہ ولی اللہ کے * شیخ ابوالرضا محمد کے صا ñ ادے شیخ فخر الاسلام کے فرز تھے۔ان کی متعدد تصانیف ہیں،ان میں ا * م ''معارج العُلیٰ فی مناقب المرتضیٰ'' تھا۔اس کتاب میں ا واقعہ درج ہے انہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہ کو خواب میں دیکھا۔آپ نے انہیں چند علوم کی تعلیم دی۔اس سلسلہ میں ا واقعہ یہ ہے کہ انہیں ''شق القمر کی رو $ ہوئی۔یعنی چا + کو دو ٹکڑے ہوتے دیکھا۔ان میں سے ا ٹکڑا حضرت علیؑ کے زد پہنچا اور + رکامل بن H یہ پھر وہ دو ٹکڑے ہو H ۔اور ان میں سے ا ٹکڑا خواب دیکھنے والے (صدر العالم) کے زد آ H ''۔ ۶

حضرت شاہ ولی اللہ، اپنے بھتیجے کی مذکورہ کتاب کے مطالعہ کے بعد عربی کے چند اشعار کہے ان کے بعض حصے کا جمہ موضوع کی منا سے ذیل میں پیش کیا جا ہے:

''بے شک تجھ پر جو کچھ منکشف ہوا، وہ حق تھا اور واقعہ یہ ہے کہ اللہ کے فضل کی کوئی انتہا نہیں۔یقیناً تجھے ٹھنڈک اور ایقان حاصل ہوا، . # تو نے چا + کو دو ٹکڑے ہوتے دیکھا اور تجھ پر لوائے محمدی کی حقیقت منکشف ہوئی، اور . # تجھے سید علیؑ نے عزت و اکرام کے ساتھ اپنے قر $ کیا اور جو تمہیں تعلیم دینا چاہتے تھے وہ تعلیم دی۔تم نے حضرت علیؑ کے مناقب پر ا کتاب * لیف کی اور اس کی % ائے خیر تمہیں اللہ دے گا۔ہمارے مولا علیؑ کی بہت ز * دہ تعریف کرنے والا بھی ان کی کم تعریف کرنے والا ہے کیو è ان کی تعریف کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔کوئی ایسا اجتماع اور معرکہ نہیں جس میں عظیم فخر اور شان وشو نہ ملی ہو۔اور

کوئی ایسا چشمۂ (علم ومعرفت) نہیں، جس سے وہ بھرپور سیراب نہ ہوئے ہوں'' ۔ ۷

حضرت علیؑ خود اپنے* رے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ ''تم جا... ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے قری$ کی عزیز داری اور مخصوص قدر و منز } کی وجہ سے میرا مقام ان کے نزد یک کیا تھا۔ میں بچہ ہی تھا کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے گود میں لے لیا تھا۔ اپنے g سے چمٹائے ر p تھے۔ بستر میں اپنے پہلو میں جگہ دیتے تھے۔ اپنے جسم مبارک کو مجھ سے مَس کرتے تھے۔ اور اپنی خوشبو مجھے سنگھاتے تھے۔ پہلے آپ کسی چیز کو چباتے پھر اُس کے لقمے بنا کر میرے منہ میں دیتے تھے۔ انہوں نے نہ تو میری کسی* ت میں جھوٹ کا شا** نہ میرے کسی کام میں لغزش و کمزوری دیکھی۔ اللہ نے بچپن ہی سے ای عظیم المرM فرشتہ کو آپ کے ساتھ لگا یا تھا جو انہیں ش& و روز نیک خصلتوں اور* کیزہ سیرتوں کی راہ پر لے چلتا تھا، اور میں ان کے پیچھے پیچھے یوں لگا رہتا تھا جیسے اZ کا بچہ اپنی ماں کے پیچھے۔ آپ میرے لیے ہر روز اخلاقِ حسنہ کے پرچم بلند کرتے تھے اور مجھے ان کی پیروی کا حکم دیتے تھے اور ہر سال حرا کی پہاڑی پر کچھ عرصہ قیام فرماتے تھے اور وہاں میرے علاوہ کوئی انہیں نہیں دیکھتا تھا۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور (ام المومنین) : یجہ کے گھر کے علاوہ کسی گھر کی چار دیواری میں اسلام نہ تھا البتہ تیسرا اُن میں مَیں تھا۔ میں وحی و رسا } کا نور دیکھتا تھا اور t ت کی خوشبو سونگھتا تھا۔ ۸

ہجرت کے دوسرے سال سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبوب ت ین بیٹی سیدۃ النساء حضرت فاطمہ زہرا سے آپ کا نکاح ہوا۔ تمام ہی غزوات میں پرچم رسا } کے علمبردار رہے۔ سوائے غزوۂ تبوک میں جس میں انہیں مدینہ کا* $ بنا* یا H۔ صلح حدیبیہ کا* ریخ ساز صلح* مہ آپ کے قلم مبارک سے لکھا H۔ خیبر کے مضبوط قلعہ کی تسخیر و فتح آپ ہی کا شانِ افتخار و امتیاز بنا۔

''جس شخص کے لیے میں محبوب اور دو & ہوں۔ پس علی بن ابی طا) بھی اس کے

محبوب ودو & ہیں"۔

نیز فر*ا یـ "اے اللہ اسے دو & رکھ جو علیؑ کو دو & رکھے اور اس سے عداوت رکھ جو علی سے عداوت رکھے"۔

حضرت علی کرم اللہ وجہ کو بچپن ہی سے درسگاہ t ت میں تعلیم و .M حاصل کرنے کا بھر پور موقع 5 جس کا سلسلہ ہمیشہ قائم رہا۔مُسند میں خود ان سے روا$ ہے کہ میں روزانہ صبح کو معمولاً آپ کی : مت میں حاضر ہوا کر* تھا اور تقرب کا یہ درجہ میرے سوا کسی اور کو حاصل نہ تھا۔ا یـ روا$ سے* .$ ہو* ہے کہ رات دن میں دو* .راس قسم کا موقع ملتا تھا۔ اکثر سفر میں آپ کی رفاقت کا شرف حاصل ہو* تھا اور اس سلسلہ میں سفر کے متعلق شرعی احکام سے واقف ہونے کا موقع ملتا تھا۔لکھنا پڑھنا آپ نے اپنے بچپن ہی میں سیکھ لیا تھا۔ قرآن مجید اور اس کی تفسیر علم حد$ ،فقہ واجتہاد، قضا اور علوم ومعارف میں آپ کی امتیازی شان تھی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر فر*ا یا کرتے تھے:

"عالم کے قلم کی روشنائی شہید کے خون سے ز* دہ مقدس ہے"، اور آپ اکثر اپنے صحابہ کو* کید کیا کرتے تھے کہ "علم چین میں ہو تو وہاں سے بھی اُسے حاصل کرو"۔"وہ شخص جو علم کی تلاش میں گھر سے نـ* ہے: ا کی راہ پ گامزن ہو* ہے"۔"جو شخص علم کی جستجو میں سفر کر* ہے اسے: ا .A کا راستہ دکھا* ہے"۔قرآن خود علم کی فضیلت پ شاہد ہے۔سورۂ علق کی ابتدائی *آ یت کا مفہوم یہ ہے کہ ": انے K نوں کو وہ کچھ سکھا* یـ جو وہ نہ جا... تھے" اور یہ اس کی رحمت کی ا یـ .,ڈی K نی ہے کہ اس نے اپنے بندوں کو ان چیزوں کا علم بخشا جن سے وہ*٠ واقف تھے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی اعلان کیا تھا کہ میں معلم بنا کر بھیجا H یـ ہوں۔نیز میں مدینۃ العلم یعنی علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس شہر کا دروازہ ہیں۔جو شخص آپ کی تعلیمات کو سمجھنا چاہتا ہو اسے علی مرتضیٰ سے رجوع کر* چاہئے۔علم وحکمت

سے جو والہانہ محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امتیازی صفت تھی وہ محبت آپ کے شاگ د کے ہر لفظ سے ٹپکتی ہے۔ان میں جہاں ا یـ ایسی وسیع المشربی تھی جو اپنے وقت سے بہت آگے بڑھی ہوئی تھی وہاں ا یـ پ خلوص بے بہ دینداری اور رسوخ ایمان بھی تھا۔ان کے مواعظ وخطبات، وصا یا اوران کی دعا N بصیرت وعرفان کا روشن مینار ہیں۔

صفین سے واپسی پ انہوں نے اپنے W حضرت حسنؑ کونصیحت کرتے ہوئے فرما یا:

اے W! میں تم کواللہ سے تقویٰ کی وصیت کر* ہوں۔اس کے حکم پ کاربند رہو،اس کے ذکر سے دل کو آ باد کرو،اس کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو، کیوè اس رسی سے ز یادہ مضبوط رسی کوئی نہیں جو تجھ میں اور تیرے: ا کے درمیان ہے بشرطیکہ تجھے اس کا احساس ہو۔ W! دل کو موعظت سے ز ہ کر، زہد سے مار، یقین سے قوت دے، حکمت سے روشن کر، موت کی * ید سے اس پ قابو پ۔فانی ہونے کا اس سے اقرار لے، مصا $* ید دلا کراُسے ہوشیار رہنا۔زمانہ کی ۔نگیوں سے ڈرا۔بچھڑ جانے والوں کی حکایتیں اُسے سنا، ان کی %8ی ہوئی بستیوں میں گشت کر، ان کی عمارتوں کے کھنڈر دیکھ اور دل سے سوال کر ان لوگوں نے کیا کیا کہاں چلے گئے؟ کدھر رخصت ہو گئے؟ کہاں جا کے آ باد ہو گئے؟ میری یہ وصیت خوب سمجھ۔اس سے روگ دانی نہ کر*۔وہی* ت ٹھیک ہوتی ہے، جو مفید ہوتی ہے۔بے فا+ ہ علم بے کار ہے اور اس کی طلب*· روا ہے۔ W! میری وصیت خوب سمجھ اور جان لے۔جس کے ہاتھ میں موت ہے، اسی کے ہاتھ میں ز+ گی بھی ہے، جو پیدا کرنے والا ہے، وہی مارنے والا بھی ہے۔جو فنا کر* ہے، وہی حیاتِ نو بھی بخشتا ہے اور جو مصیبت میں ڈال کے امتحان 8 ہے وہی • ت بھی دیتا ہے۔یقین کر د* کا قیام اللہ کے اس ٹھہرائے ہوئے قانون پ ہے کہ K ن کو نعمتیں بھی ملتی ہیں اور ابتلا وآزمائش بھی پیش آتی ہے اور پھر % میں % وی % ادی جاتی ہے جس کا ہمیں علم نہیں۔اگ کوئی * ت تیری سمجھ میں نہ آئے تو انکار نہ کر بلکہ اسے اپنی کم سمجھی پ محمول کر کے غور کر، کیوè اول اول تو جاہل ہی پیدا ہوا تھا، پھر بتدریج علم حاصل ہوا اور

ابھی نہیں معلوم کتنی باتیں ہیں جن سے تو لاعلم ہے جن میں تیری عقل حیران رہ جاتی ہے اور بصیرت کام نہیں دیتی پھر بعد میں ان کا علم تجھے ہو جاتا ہے۔ جو زیادہ بولتا ہے زیادہ غلطی کرتا ہے، نیکوں کی صحبت اختیار کرو نیک ہو جاؤ گے، بدوں کی صحبت سے پرہیز کرو گے، برائی سے دور رہو گے۔ حرام کھانا بدترین ہے، کمزور پر ظلم کرنا سب سے بڑا ظلم ہے، جب نرمی سخت بن جائے تو سختی نرمی بن جاتی ہے، کبھی دوا بیماری ہو جاتی ہے اور کبھی بیماری دوا۔ کبھی بد خواہ خیر خواہی کر جاتا ہے اور کبھی خیر خواہ بد خواہی۔ موہوم امیدوں پر تکیہ نہ کرو کیونکہ یہ مردوں کا سرمایہ ہیں''۔

آپ کا ارشاد ہے کہ:

انسان زبان (کے پردے) میں چھپا ہوا ہے۔ جسے اپنی قیمت معلوم نہیں، وہ تباہ ہو گیا۔

علم مال سے بہتر ہے کہ علم تمہاری حفاظت کرتا ہے اور تم مال کو بچاتے پھرتے ہو، اور مال خرچ ہونے سے کم ہو جاتا ہے، علم استعمال کرنے سے نشو و نما پاتا ہے، مالی مصنوعات مال کے ختم ہوتے ہی ختم ہو جاتی ہیں۔ جب کسی کو ذلیل کرتا ہے تو علم اس پر حرام ہو جاتا ہے۔

اور یہ بھی فرمایا کہ:

علم عمل سے وابستہ ہے، جسے علم ہو گا وہ عمل بھی کرے گا اور علم تو عمل کو پکارتا ہے اگر عمل اس پر لبیک کہتا ہے تو خیر، ورنہ وہاں سے کوچ کر جاتا ہے۔

آپ نے فرمایا: بے وقوف کو دوست نہ بناؤ کہ وہ اپنے کام خوبصورت بنا کے دکھائے گا اور یہ چاہے گا کہ تم بھی اس کے جیسے ہو جاؤ۔

اور یہ کہ:

تمہارے دوست تین طرح کے ہیں: ۱۔تمہارا دوست ۲۔تمہارے دوست کا دوست ۳۔تمہارے دشمن کا دشمن۔ اسی طرح تمہارے دشمن تین ہیں: ۱۔تمہارا دشمن ۲۔تمہارے دوست کا دشمن ۳۔تمہارے دشمن کا دوست۔

حضرت علیؑ مرتضیٰؑ مختلف اوصاف وکمالات کے جامع تھے۔ان میں عدل وا « ف کا وصف نہا $ Ü یں حیثیت ر" تھا۔ وہ خود نبی اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ا- ارشادÜ فرماتے ہیں کہ Kl ن کے لئے اعمال میں سے تین چیزیں مشکل" ین ہیں۔ ہر حا } میں اللہ تعالیٰ کا ذکر جاری وساری رکھنا (اور اس سے غافل نہ ہو*)، تمام لوگوں میں* ہمی عدل و ا « ف قائم کر* اور مسلمان بھائیوں کی ہر حال میں خیر خواہی اور غم خواری کر*۔انہوں نے اپنی عملی ز+ گی میں ان اصولوں پر عمل کر کے Kl M کو عدل وا « ف » کیا اور تعلیم دی کہ: عدل وا « ف سے کام لو یہی تقویٰ کے شا ین شان ہے۔ وہ فکر، عمل، قول، اخلاق وکردار، مظاہر اور اشکال، ظاہر و* طن کے ہر گوشہ میں نقطۂ اعتدال، حق اور عدل وا « ف کا پیغام اپنے قول وعمل سے دیتے رہے۔

ذِعلَبُ الیمانی نے حضرت علیؑ سے پوچھا اے امیرالمومنین! کیا آپ نے اپنے پروردگار کو دیکھا ہے؟ انہوں نے فر* یا کیا میں اس اللہ کی عبادت کر* ہوں جسے میں نے دیکھا -- نہیں؟ اس نے پوچھا آپ اسے کیسے دیکھتے ہیں؟ آپ نے ارشاد فر* یا ''آنکھیں اُسے کھلم کھلا نہیں دیکھتیں بلکہ دل ایمانی حقیقتوں سے اسے پہچا... ہیں، وہ ہر چیز سے قری$ ہے۔لیکن جسمانی اتصال کے طور پر نہیں۔ وہ ہر شئے سے دور ہے 1 الگ نہیں، وہ غور وفکر کیے بغیر کلام کرنے والا اور بغیر آمادگی کے قصد وارادہ کرنے والا اور بغیرا | (کی مدد) کے بنانے والا ہے۔ وہ لطیف ہے، لیکن پوشیدگی سے اسے متصف نہیں کیا جا سکتا۔ وہ. ٠رگ و ,,. " ہے 1 تند خوئی د+ خُلقی کی صفت اس میں نہیں۔ وہ دیکھنے والا ہے 1 حو اس سے اُسے موصوف نہیں کیا جا سکتا۔ وہ رحم کرنے والا ہے 1 اس صفت کو نرم دلی سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا۔ چہرے اس کی عظمت کے آگے ذلیل وخوار اور دل اُس کے خوف سے لرزاں و ہراساں ہیں۔۹

حضرت علیؑ کے عرفان الٰہی کا احاطہ ہم جیسے عامی کے لئے* ممکن ہے۔ان کی تحریریں

اورتقار یاس معرفت کی فہم میں ہماری مدد کرتی ہیں، وہ اپنے ای- خطبہ میں ارشادفرماتے ہیں:

''تمام حمد اس اللہ کے لئے جوعرش وکرسی، زمین وآسمان اور جن وانس سے پہلے موجود تھا۔نہ (Ḱl نی) واہموں سے اُسے جا* جا سکتا ہے اور نہ عقل وفہم سے اس کا # ازہ ہوسکتا ہے۔اسے کوئی سوال کرنے والا (دوسرے سائلوں سے) غافل نہیں بنا* اور نہ بخشش و» سے اس کے یہاں کچھ کمی آتی ہے۔وہ آنکھوں سے دیکھا نہیں جا سکتا اور نہ کسی جگہ میں اُس کی حد بندی ہوسکتی ہے۔نہ ساتھیوں کے ساتھ اسے متصف کیا جا سکتا ہے اور نہ حر ! سے وہ پیدا کر* ہے اور نہ حواس سے وہ جا* پہچا* جا سکتا ہے اور نہ Ḱl نوںپ اس کا قیاس ہوسکتا ہے۔وہ: اکہ جس نے بغیرا | وجوارح اور بغیر گو*ئی اور بغیر حلق کے کودوں کے ہلائے ہوئے موسیٰ علیہ السلام سے* تیں کیں اور انہیں اپنی عظیم¶Ḱ *ں دکھلا N ۔اے اللہ کی توصیف میں رنج وتعصب اٹھانے والے اگر تو (اس سے عہدہ برآ ہونے میں) سچا ہے تو پہلے جبر L ومیکا L اور مقرب فرشتوں کے لاؤلشکر کا وصف بیان کر کہ جو* کیز گی وطہارت کے حجروں میں اس عالم میں سر جھکائے پڑے ہیں کہ ان کی عقلیں ششدر وحیران ہیں کہ وہ احسن الخالقین کی توصیف کرسکیں۔صفتوں کے ذریعہ وہ چیزیں جانی پہچانی جاتی ہیں جو شکل و صورت اورا | وجوارح رb ہوں اور وہ کہ جو اپنی حد انتہا کو پہنچ کر موت کے ہاتھوں ختم ہوجا N ۔اُس اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں کہ جس نے اپنے نور سے تمام* ریکیوں کو روشن و منور کیا اور ظلمت (عدم) سے ہر نور کو تیرۂ* ر بنا* یہ ہے''۔۱۰

وہ اپنے خطبات میں اللہ سے تقویٰ کی* ر* رنصیحت کرتے ہیں۔کیوè یہی تقویٰ راہ اعتدال پ Ḱl نوں کو قائم رr ہے۔وہ ای- جگہ ارشادفرماتے ہیں:

میں تمہیں اللہ سے تقویٰ اختیار کرنے کی وصیت کر* ہوں۔جس نے تمہیں پیدا کیا اور جس کی طرف تمہیں پلٹنا ہے۔وہی تمہاری کامرانیوں کا ذریعہ اور تمہاری آرزوؤں کی منزل منتہا ہے۔تمہارے لیے پناہ گاہ ہے (دل میں اللہ کا خوف رکھ) کیوè یہ تمہارے دلوں کے

روگ کا چارہ ،فکر وشعور کی* ریکیوں کے لئے اجالا ،جسموں کی بیماریوں کے لیے شفاء g کی تباہ کاریوں کے لئے اصلاح ،Ñ کی کثافتوں کے لئے* پ کیزگی ،آنکھوں کی تیرگی کے لئے جلاء، دل کی دہشت کے لئے ڈھارس اور جہا } کی # ھیاریوں کے لئے روشنی ہے۔ صرف ظاہری طور پ اللہ کی اطا (کا جامہ نہ اوڑھ لو (بلکہ) اسے اپنا# رونی پہناوا بناؤ ، نہ صرف # رونی پہناوا، بلکہ ایسا کرو کہ وہ تمہارے* طن میں ا جائے اور پسلیوں کے # ر (دل میں) رچ بس جائے اور اسے اپنے معا5ت پ حکمراں اور (حشر میں) وارد ہونے کے وقت سر چشمہ ،منزل مقصود - پہنچنے کا وسیلہ ،خوف کے دن کے لئے سپر ،نہا£ نۂ قبر کے لئے%اغ ، (تنہائی کی) طویل وحشتوں کے لئے ہمنوا و دمساز اور منزل کی # وہنا کیوں سے رہائی (کا ذریعہ) قرار دو۔ کیوè اطا (الٰہی گھیرنے والی ہلاکتوں، پیش آنے والے خوف و دہشت کے مرحلوں اور بھڑکتی ہوئی آگ کی لپکوں کے لئے پناہ گاہ ہے"۔ ۱۱؎

حضرت علیؑ کا ا ی-* ر [خطبہ نہج البلاغہ میں محفوظ ہے اس میں آپ نے فر*ی :

اے لوگو! (افعال و اعمال چاہے مختلف ہوں 1) رضا او* راضگی کے * ت تمام لوگوں کو ا ی- حکم میں لے آتے ہیں۔ %قوم ثمود کی اوZ کو ا ی- ہی شخص نے کاٹ ڈالا تھا لیکن اللہ نے عذاب & پ کیا کیوè وہ سارے کے سارے اُس پ رضامند تھے۔ چنانچہ اللہ کا ارشاد ہے کہ "انہوں نے اوZ کے* پ وَں کاٹ ڈالے اور صبح کے وقت (# عذاب کے آ* ر دیکھے تو اپنے کئے پ * دم و پ یشان ہوئے (عذاب کی آمدیوں تھی) کہ زمین کے دھنسنے (اور زلزلوں کے جھٹکوں سے) ایسی گھڑگھڑاہٹ ہونے لگی جیسے م زمین میں ہل کی تپی ہوئی پھال کے ` نے سے آواز آتی ہے۔ اے لوگو! جو روشن و واضح راہ پ چلتا ہے وہ سر چشمۂ ہدا$ پ پہنچ جا* ہے اور جو بے راہ روی کر* ہے وہ صحرائے بے آب H ہ میں جا پ * ہے۔ ۱۲؎

قرآن مجید میں سورۂ شمس میں قوم ثمود او* قۃ اللہ کا ذکر* ی ہے۔ مولا* حمید الدین

فراہی نے تفسیر سورۂ شمس میں ان آ* یت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے امت مرحومہ کے* ب میں ا یہ اشارہ کے عنوان سے بعض نہا$ قیمتی نکات پیش کئے ہیں۔ منا & ہوگا کہ اس موقع پ ان کا ذکر کیا جائے۔ وہ لکھتے ہیں ''ثمود نے اللہ تعالیٰ کی اوZ کو قتل کرکے سرکشی کی جو منحوس مثال قائم کی تھی۔ یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کا ارادہ کرکے بعینہٖ اسی مثال کی تقلید کی۔ گو* یہود کے# رحضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وجود امی*ۃ اللہ کی مثال تھا۔ یہ مثال محض ہماری طبع زاد نہیں ہے بلکہ قرآنی اشارات سے بھی اس کی* Gہوتی ہے *۔ قہ کے متعلق معلوم ہے کہ وہ ا یہ آ $ اللہ تھی بعینہٖ یہی* ت قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق بھی ملتی ہے۔ سورۂ C ء میں ان کی نسبت وارد ہے وَجَعَلْنٰهَا وَ ابْنَهَا اٰيَةً للعالمين۔ اور ہم نے اس کو (مریم) اور اس کے W (حضرت عیسیٰؑ) کو د* والوں کے لئے K نی بنا یعنی ان کا وجود خود ا یہ آ $ تھا۔ چنانچہ اس% م کی* پ داش میں یہود بھی ثمود کی طرح* پ مال کردیئے گئے اور ان سے t ت کی نعمت ہمیشہ کے لئے چھن گئی۔

بعینہٖ اسی کے مشابہ واقعہ امتِ مرحومہ میں بھی پیش* یہ۔ اس امت کے# *۔ قہ کی مثال حضرت علیؑ تھے۔ چنانچہ ان کے قتل کے بعد اس امت سے خلافت چھین لی گئی اور خلفاء کا سلسلہ منقطع ہH ان کے بعد (الا ماشاء الله) جو مال وجا Gاد کی طرح* دشاہت کو ورا$ میں* پ تے تھے پیشن گوئی پہلے سے فرمادی تھی اور اس دور کو ''ملک عضوض، کے لفظ سے تعبیر فر*یا تھا۔ بعض رو* یت میں ان تمام امور کی طرف اشارات ملتے ہیں ا یہ مرتبہ آپ نے حضرت علیؑ سے فر* یا:

''اے ابو تراب (علیؑ) کیا میں تمہیں+ بخت ترین خلائق احمر ثمود کی خبر نہ دوں جس نے *۔ قہ کو قتل کیا اور جو تم کو اس پ (سر پ) مارے گا اور اس سے یہ (داڑھی) تر ہوجائے گی''۔

یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کا ارادہ کرکے : ا کی اما$ سے محروم ہوگئے اور مسلمان حضرت علی علیہ السلام کے قتل کی ذمہ داری لے کر خلافت مقدسہ سے محروم ہوگئے۔

* قی رہا حضرت امام حسینؑ کی شہادت کا معاملہ، تو یہ ملتِ مرحومہ کے سینہ کا وہ زخم ہے جو ہمیشہ *۔ زہ رہے گا او* ریخ کبھی اس کو فراموش نہ کر سکے گی اور درحقیقت یہ اسی + بختی کا ا یہ مظہر ہے جو حضرت علیؑ کے قتل کی صورت میں نمودار ہوئی تھی۔

''ا یہ ۔ ائی دس۔ ائیوں کا دروازہ کھولتی ہے۔ چنانچہ حضرت علیؑ کے قتل کی صورت میں جو + بختی ظاہر ہوئی اسی کے نتیجہ کے طور۔ وہ حادثہ بھی 1/4 ریں * یہ، جو حضرت امام حسینؑ کی مظلومانہ شہادت کا * ۔ ہوا اور پھر اسی واقعہ کی % سے اس طرح کے ہزارہا فتنوں کی شاخیں پھوٹیں اور پھیلیں اور ان کے مسموم اور مہلک ثمرات نہ جانے کن کن صورتوں میں نمودار ہوئے۔ یہ مسلمانوں کے جان و مال کی * دی کے جو ہولناک اور شرمناک واقعات * ۔ رپیش آئے یہ & اسی شجرۂ فساد کے، گ * رتھے اور یہی فتنے تھے جن سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ الوداع میں آگاہ فر* یا تھا۔

''لوگو! تمام مسلمان آپس میں بھائی ہیں، کسی شخص کے لئے یہ * ت جا ٔ نہ ہوگی کہ وہ اپنے بھائی کا مال لے لے 1 اس کی اجازت اور خوشی سے۔ آگاہ ہو میں نے : ا کا پیغام پہنچا* یہ۔ اے لوگو! تم گواہ رہو۔ پس اے لوگو! ایسا نہ ہو کہ تم میرے بعد حا) کفر میں لوٹ جاؤ اور تم میں سے ا یہ دوسرے کی گردن مارنے لگے''۔[۱۳]

حوالے

۱- شاہ ولی اللہ، ہمعات، بحوالہ ارمغان شاہ ولی اللہ مرتبہ محمد سرور، لاہور، ۱۹۷۱ صفحہ ۳

۲- حضرت شاہ ولی اللہ *۔ در مکتو * ت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ، ج اول، مترجم حضرت شاہ عبدالرحمان، پھلتی، اردو ترجمہ و تحقیق مفتی نسیم احمد، مظفر نگر، ۱۹۹۸، صفحہ ۲۶۱

۳- شاہ ولی اللہ، ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، جلد دوم مترجمہ اشتیاق احمد، کراچی، ۱۳۸۲ھ، صفحات ۱۷۶، ۱۷۵

۴- حضرت علیؑ، نہج البلاغۃ، مترجم مفتی جعفر حسین، بمبئی، ۱۹۹۸، صفحہ ۵۳۴

۵- استیعاب، ج دوم، ص ۴۷۰، بحوالہ نہج البلاغہ حوالہ سابق، صفحہ ۴۵۵

۶- ارمغان شاہ ولی اللہ، حوالہ سابق، صفحہ ۴۴۵

۷- ایضاً، صفحات ۴۴۷، ۴۴۶

۸- نہج البلاغہ، حوالہ سابق صفحات ۵۳۴، ۵۳۳

۹- ایضاً، صفحات ۴۶۹، ۴۶۸

۱۰- ایضاً، صفحات ۴۷۶، ۴۷۵

۱۱- ایضاً، صفحات ۵۵۶، ۵۵۵

۱۲- ایضاً، صفحات ۵۶۶، ۵۶۵

۱۳- حمیدالدین فراہی، تفسیرÂم القرآن، اعظم گڑھ، ۱۹۹۰ء، صفحات ۲۹۹، ۲۹۸

عرفان و تصوف اسلامی
نہج البلاغہ کی روشنی میں

پروفیسر حکیم سید محمدکمال الدین حسین ہمدانی

اصلِ تصوف، عکوف علی العبادۃ وانقطاع الی اللہ اورزخارف وز M'l د* سے اعراض لذتِ مال وجان میں زُہداورعبادت: اکے لئے خلوت نشینی ہے۔ ۱؎

علامہ ابن خلدون مغربی نے بھی تصوف کی یہی تعریف کی ہے۔ ۲؎

جنید بغدادیؒ سے . # تصوف کے* . رے میں سوال کیاH ی تو انہوں نے جواب *ڈ ی کہ تصوف ۔'' تصفیہ قلب، اخلاق نفسا6 سے علیحدگی، بشر$ کے صفات کو مٹا* ، خواہشاتِ نفسانی سے پ ہیز، روحانی صفات کو حاصل کر* ، علوم حقیقیہ سے تعلق رکھنا اور ایسے اُمور کو بجالا* جو دوام کے سزاوار ہوں، جمیع امت کو نصیحت کر* ، پوری طرح : اسے وعدوں کو پورا کر* اور امور شریعت میں رسول اللہؐ کی اتباع کر* ہے''۔ ۳؎

ابوبکر الشبلی سے پوچھاH ی کہ تصوف کیا ہے تو جواب *ڈ ی:

امر : اکی تعظیم اور . رگان : لپ شفقت کر* ہے۔

پھر پوچھاH ی کہ صوفی کون ہے؟ جواب *ڈ ی:

جو ہر . ائی سے* پ ک و صاف ہو اور ہمہ وقت تفکر کر* ہو اور اس کی نگاہ میں سو* اور خاک . ا. ہو، جس کا قلب* پ ک وصاف ہو اور حضرت محمد مصطفیؐ کے راستہ پ چلے، د* کو پس پشت N دے اور خواہش Ñ کو طعم جناں سمجھے۔ ۴؎

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام صوفی کی تعریف فرماتے ہیں: مــن عــاش فـی باطن الرسول فهو صوفی (ترجمہ) جو باطن رسولؐ پر زندگی بسر کرے وہ صوفی ہے۔

حافظ ابونعیم نے قول امام جعفر صادق علیہ السلام کی شرح اس طرح فرمائی ہے:

''امام جعفر صادق علیہ السلام نے باطنِ رسولؐ سے اخلاق طاہرہ اور آ%ت کے اختیار کرنے کو لیا ہے۔ پس جو شخص اخلاق رسولؐ سے آراستہ ہوجائے اور اس امر کو اختیار کرے جسے رسولؐ نے اختیار فرمایا اور رغبت کرے اس طرف جدھر رسولؐ نے رغبت فرمائی اور پرہیز کرے اس سے جسے رسولؐ نے چھوڑ دیا تو گویا اس نے صفائے قلب حاصل کرلیا۔ ۵؎

ایک ایراد یہ ہے کہ مصدر تصوف غیر اسلامی ہے مسیحی، یونانی اور ہندو کے تصوف پر اسلامی تصوف کی بنیاد ہے۔ گویا اس Ã یے سے امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے اس کی Ô مطلوب ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے محققین کو اس کا اعتراف ہے کہ مصدر تصوف خالص اسلامی ہے۔ ڈاکٹر عمر فروخ لکھتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مصدر تصوف اسلامی، خالص اسلامی ہے۔ اس لئے کہ تصوف اسلامی کی نشوونما خود اس کے اسلامی گھر میں ہوئی ہے۔ پس اسلامی تصوف کی ہے اسلامی اساس اور بنیاد پر۔ ۶؎

دراصل اسلامی تصوف کا اصل منبع و مصدر امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی ذات ہے، لیکن اس امر پر پردہ ڈالنے کے لئے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ کالبد تصوف کی اصل روح ''حُبّ'' ہے اور یہ چیز اسلامی تصوف میں عیسائیت سے ماخوذ ہے۔ یہ خیال بھی بالکل فاسد ہے کہ اسی لئے قرآن مجید میں ''روح محبت'' جلوہ گر ہے۔ ارشاد حق تعالیٰ ہے ''قـل لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربیٰ'' کہہ دیجئے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ %رسالت سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اہل بیت اطہار سے محبت کرو۔

خود امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ کی ذات مظہر محبت: اکا مظہر تھی جیسا کہ رسول اللہؐ نے غزوہ خیبر میں حضرتؑ کے متعلق ارشاد فرمایا ہے: ''لاعطین الرایة غداً رجل کرار

غیر فرار یحِبُّ الله و رسوله"، کل میں ایسے شخص کو علَم دوں گا جو اللہ سے محبت کر* ہے اور رسولؐ سے محبت کر* ہے، اس بنا پ اَ ''علی سے حقیقی تصوف کا 1/4 رہو تو کیا حیرت ہے۔ ے

5 محمد* قر مجلسی نے رسالہ ''اجوبہ'' میں تصوف کے متعلق طریقۂ حکماء کو* طل قرار* یہ ہے اور لکھا ہے کہ اَ حق تعالیٰ آدمیوں کو ان کی عقلوں کے* رے میں صائبُ الرائے جا{ تو O ےء و رُسل کو اُن کی تبلیغ کے واسطہ نہ بھیجتا بلکہ & کو ان ہی کی عقلوں پ چھوڑ دیتا اور چو è اُس نے ایسا نہیں کیا ہے اور ہم کو اطا (O ےء و اولیاء پ مامور کیا ہے اور ارشاد فر* یا ہے: ما اٰتاکُم الرَّسُوْلُ فَخذُوہ و ما نھاکُم عنه فَانتَھُوا۔ لہٰذا زمانہ رسول میں لازم ہے کہ ہر امر کی* ت اُن سے رجوع کریں اور # کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی رحلت کا وقت قری$ * تو آپ نے فر* یا: انی تارك فیكم الثقلین كتاب الله و عترتی اھل بیتی فان تمسكتم بھما لن تضلوا بعدی. اور ہم کو کتاب: اا اور اپنے اہل M کے سپرد فر* یا اور فر* یا کہ کتاب: ا، اہل M کے ساتھ ہے اور معانی کتاب اللہ کے وہ لوگ جا... ہیں۔ پس ہم کو چاہئے کہ اُن سے رجوع کریں۔ لہٰذا ان امور میں اپنی عقل پ اعتماد کر* ، اور قرآن اور احادی$ متو* کو حکماء کے ضعیف شبہات کی وجہ سے* ویل کر* اور کتاب و L سے د & .. داری کر* عین خطاء ہے۔ ۸

اور مسئلہ سوئم کہ حقیقت و بطلان طریقۂ صوفیہ کا سوال کیا ہے تو اُس کے* رے میں جاننا چاہئے کہ راہ دین ا یہ ہے اور حق تعالیٰ نے ا یہ پیغمبرؐ بھیجا ہے اور ا یہ شریعت قرار دی ہے لیکن آدمی عمل اور تقویٰ کے مرا$ میں مختلف ہوتے ہیں اور اہل اسلام کا ا یہ اَ وہ جو کہ ظاہر شریف t یٰ پ عمل کر* ہے اور L اور مستحب پ عامل ہے اور) وہات و مشتبہات کو * ک کر* ہے اور امور د * پ توجہ نہیں کر* اور ہمیشہ اپنے وقت کو عبادت اور اطا (میں صرف کر* ہے اور اکثر خلق سے جن کی معاشرت کے* (تضیع اوقات ہوتی ہے کنارہ کش

رہتا ہے، اسی کو وہ کو وہ مومن، زاہد، متقی کہا جاتا ہے اور یہی وہ صوفی بھی کہلاتا ہے۔ یہ وہ صوفیا اپنی پوشش میں انتہائی غربت اور فاقہ کی وجہ سے پشم (اُون) پر قناعت کرتا ہے جو نہایت سستی پوشش ہے اور یہی لوگ خلاصۂ ± K نی ہیں، لیکن صوفیاء کی جماعت میں ایسے لوگ بھی داخل ہو جاتے ہیں جو بدعات پر عمل کر کے اصلِ تصوف کو بگاڑ دیتے ہیں، اور ایسے لوگ ہر فرقے میں ہوتے ہیں اور یہی لوگ تصوف کی بدنامی کا باعث ہوتے ہیں۔

علامہ آخوند محمد تقی مجلسی علیہ الرحمہ نے تصوف حقہ پر ایک مبسوط کتاب مسند السالکین لکھی ہے اور احباب کی فرمائش پر ایک خلاصہ رسالہ تشویق السالکین تالیف کیا ہے جو تصوف حقہ پر ایک در رسالہ ہے اور ایران میں طبع بھی ہو چکا ہے۔ آقائے بزرگ نے کتاب الذریعہ الیٰ تصانیف الشیعہ میں اس کا ذکر فرمایا ہے۔

محمد تقی مجلسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں (ترجمہ) صاحبان فہم و بصیرت پر پوشیدہ نہ رہے کہ جنّ و انس کی علت غائی معرفت رب العزت ہے چنانچہ آیہ وافی ہدایہ "و ما خلقتُ الجنّ و الانس الا لیعبدون ای یعرفون" اس پر شاہد ہے۔ اور معرفت کے حصول کا سب سے اقرب طریق، طریق حقہ رضویہ، ذھبیہ، معروفیہ مرتضوی ہے۔ جس کو طریقِ تصوف بھی کہتے ہیں اور وہ مراد ہے تحصیل معرفت رب العالمین۔

اور خلاصہ ± اولیاء ہیں جو طریق عرفان حق تعالیٰ پر عامل رہے جیسا کہ قرآن مجید اور اخبار و احادیث ائمہ اس پر ناطق ہیں منجملہ جن کے حدیث ابنِ مسعود ہے جو مکارم الاخلاق مولفہ شیخ ابو الحسن ابن علی الطبرسی میں کتب شیعہ و سنی سے مندرج ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابنِ مسعود کو ہدایت کی کہ اے پسر مسعود بہ تحقیق کہ: ائے تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو مناجات و مکافات کا شرف بخشا۔ # کہ دیکھا انہوں نے ترہ کے ساگ کو اپنے پیٹ پر بوجھ لاغری کے باندھ رکھا ہے اور سوال نہیں کیا۔ # کہ حضرت موسیٰ اس دیوار کے نیچے سے گذرے جہاں کہ طعام کھلا رہے تھے۔ اے مسعود اگر تو چاہے تو تجھے

خبر دوں حضرت نوحؑ نبی اللہ سے کہ نو سو پچاس. س کی ز+ گی میں . # کہ صبح ہوتی تھی کہتے تھے کہ شام مجھ کو نہ ہوگی (یعنی ز+ گی کا دن بھر کا اعتبار نہ کرتے تھے) اور لباس اُن کا پشم (اُون) اور خوراک ان کی جو اور اگر تو چاہے تو تجھ کو حضرت یحییٰؑ کے حال سے خبر دوں جن کا لباس در #%o ما کی چھال تھی اور خوراک ان کی درختوں کے پتے اور اگر تو چاہے تو خبر دوں حضرت عیسیٰؑ کے حال سے اُن کا عجب حال تھا ہمیشہ کہتے تھے کہ روٹی اور کھا* میری اَ ó (بھوک) ہے اور کام میرا خوف : اہے اور لباس میرا پشم ہے۔ اور میری سواری میرے دونوں* پ وَں اور o% اغ میرا رات میں چا+ ہے اور جاڑے میں میرا لحاف کتاب ہے اور میوہ میرا سبزۂ پہاڑ ہے اور جو کچھ کہ چار* پ ئے کھاتے ہیں۔ اور رات مجھ پ آتی ہے کہ میرے* پ س کچھ نہیں ہو* اور د* میں مجھ سے ز* یدہ صا # دو } کوئی نہیں ہے۔ اے ابن مسعود! آتش جہنم اُس شخص کے واسطے ہے جو مرتکب حرام ہو اور بہشت اس شخص کے لئے ہے جو شرک حرام کرے لہٰذا تجھے لازم ہے کہ شرک حرام کرے اور زُہد کو اپنا شعار کرے د* میں زہد پ : اتعالیٰ 5 ئیکہ پ مباہات کر* ہے اور رحمت کر* ہے۔ جتنا تو زہد اختیار کرے گا اُسی قدر مقام قُرب : او+ ی تجھ کو حاصل ہوگا۔

اور حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو صا # فخر* } کل موجودات تھے اُن کی اَ ó اور زُہد اور ز* یضت اور گوشہ گیری اور ت ک د* قبل بعثت غار حرا میں اور پتھر کا پیٹ پ* + ھ 8 اور* پ وَں پ اُن حضرتؐ کے ورم آ جا* ، کثرت قیام ث& سے اور* ق ز* یضتیں آنحضرتؐ کی بے حد مشہور ہیں۔ اور اسی طرح حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طا) علیہ السلام کی ز* یضات مشاقہ اظہر من الشمس ہیں۔ چنانچہ علامہ حلّی علیہ الرحمہ ''شرح تجر+ ی'' کی بحث امامت میں فرماتے ہیں جو* اُن حضرت کا کھال کا تھا اور وہ اپنے سر پ ٹوپی کھجور کی چھال کی ر p تھے اور روٹی کو بہت کم کھاتے تھے اور اگر تکلف کیا تو سبز* ی دودھ استعمال فرماتے تھے اور گو ث& بہت کم کھاتے تھے اور فرماتے تھے کہ اپنے پیٹ کو حیو* ت کی

قبریں نہ بناؤ اور د * کو طلاق دے رکھی تھی اور کتاب اطعمہ میں Ü ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فر* ایا ہے کہ حضرت امیر علی ابن ابی طا) علیہ السلام حضرت رسول : ا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے & سے* ید ہ مشابہ تھے کھانے میں یہ صفت ر p تھے کہ خود روٹی اور سرکہ کھاتے تھے اور زیتون اور د V آدمیوں کو روٹی اور گو ث & کھلاتے تھے۔ اس کے علاوہ کتاب مذکور میں Ü ہے عملا ان سے کہ ا ی- رات سونے کے بعد میں حضرتؑ کی : مت میں H ی۔ دیکھا میں نے کہ دسترخوان بچھا* H ی اور اس پر سرکہ، زیتون اور گو ث & تھا۔ گو ث & کو آنحضرتؑ نے اٹھا* ی اور میرے آگے رکھ* ی اور خود سرکہ اور زیتون کھا* ی اور گو ث & کی طرف رغبت نہ فرمائی اور فر* ای کہ یہ ہے طعام میرا اور طعام جملہ O ی ء و اوصیاء کا اور اسی طرح ہر امام کا یہی طر i تھا۔

اور اسی طرح اصحاب صفّہ کا، جو فرقہ اول درویشان سے ہیں، بھی یہی مسلک تھا ما # سلمان، وعمّار وغیرہ کے۔

اعمال روحانی* یا اعمال* باطنی کا تعلق ذات علیؑ سے

اسلامی تصوف میں اعمال روحانی پر کافی زور* H ی ہے۔ اعمال روحانی* یا اعمال* باطنی سے مراد ایمان، معرفت، توکل، محبت، رضا، تقویٰ، خوف، رجا و صبر وغیرہ (کتاب اللمع فی تصوف* لیف ابو 3/4 — اج الطّوسی ۲۳، ۲۴ مطبوعہ لندن) ۔۱۰

امیر المومنینؑ علی ابن ابی طا) علیہ السلام متذکرہ* بالا اوصاف کے مظہر اتم ہیں۔ علامہ عبدالوہاب الشعرانی کی کتاب لوامح الانوار فی طبقات الاخیار، مشہور بہ کتاب الطبقات الکُبریٰ میں حضرت کے مختصر حالات صفحہ ۷ او ۸ پر پڑھے جا N تو واضح ہوگا کہ حضرت علی ابن ابی طا) علیہ السلام کا تصوف میں کیا حصہ ہے۔۱۱

حضرت امیر المومنین کی تصنیف نہج البلاغہ میں بھی حقائق تصوف و جمال روحا M

روشن اور منور ہے بطور نمونہ حضرت علی علیہ السلام کے اقوال، حقائق تصوف وعرفان سے متعلق نہج البلاغہ میں D ذیل ہے:

ایمان

حضرت علی علیہ السلام نے فر*ا یہ کہ ایمان کے چار ستون ہیں (۱) صبر (۲) یقین (۳) عدل اور (۴) جہاد۔

صبر کے چار شعبے ہیں (۱) شوق (۲) خوف (۳) زہد اور (۴) امید۔ تو جو شخص .A کا مشتاق ہو* ہے وہ خواہشات سے الگ ہوجا* ہے اور جسے آتش جہنم کا خوف ہو* ہے حرام سے بچتا ہے اور وہ د * میں زہد اختیار کر* ہے اسے مصیبتیں ہلکی محسوس ہوتی ہیں اور امید مرگ ہوتی ہے وہ نیک اعمال کرنے میں جلدی کر* ہے۔

یقین کی چار شاخیں ہیں (۱) نکتہ رسی (۲) Ã حقائق -- پہنچنا (۳) عبرتوں سے نصیحت اور (۴) سابقین کے اچھے طر j ۔ تو جس نے نکتہ رسی میں Ã پیدا کر لی تو اس کے لئے حکمت واضح ہوگئی اور جس کے واسطے حکمت واضح ہوگئی وہ عبرت کو پہچان H ۔ اور جو سمجھ H گو یہ وہ K نوں میں شامل ہو H یہ۔

عدل کے چار شعبے ہیں: (۱) سمجھ کی* ر یہ- بینی (۲) علم کی گہرائی (۳) فیصلوں کی خوبی اور (۴) حلم میں ثبات قدمی۔ یعنی جس نے علم کی گہرائی سمجھی وہ (صحیح) فیصلوں کی گھاٹیوں سے سیر وسیراب (کامیاب) پلٹا اور جس نے حلم کو اپنا* یہ وہ اپنے معاملے میں حد سے آگے نہیں .ڑ ھتا اور لوگوں میں قابل تعریف ز+ گی بسر کر* ہے۔

جہاد کی چار قسمیں ہیں (۱) امر* .لمعروف (۲) نہی عن المنکر (۳) مشکل مقامات ,پ سچائی (۴) وہ منافقوں کو رسوا کر* ہے۔ اور جو اہم مقامات ,پ سچ بولے تو اس نے اپنا حق ادا کر ڈ* یہ اور جس نے + کاروں سے دشمنی کی اور قربۃ اللہ اُن سے* .راض ہوا۔: اُس کی طرف

سے فاسق سےﷺ راض اوراس شخص سے قیامت کے دن راضی ہوگا۔

عمل

نیک کام کرنے والانیکی سے بہتر اور+ کار+ ی سے+ ہے۔

سخی بنو1فضول%چ نہیں اورحساب کتاب رکھو1سخت گیر بھی نہ ہوجاؤ۔

& سے.ڑی دو) مندی یہ ہے کہ اُمیدیں چھوٹ جا N ۔

عمل۔ جوطولانی امیدیں رکھے گا وہ اپنا کردار تباہ کردے گا۔۱۲ؔ

تقویٰ: اسے ڈ* خواہ وہ کتنا ہی کم ہواور: اکےاوراپ@ میں ا- (حیاوشرم) کا
پ دہ رکھو چاہے وہ کتنا ہی رقیق ہو۔۱۳ؔ

حضرت علی ابن ابی طا) علیہ السلام نے اپنے ا- خطبہ میں ارشاد فر*ا:

اے: اکے بندو! میں تمہیں اللہ سے ڈرتے رہنے کی وصیت کر* ہوں کہ یہ اللہ کا تم پ
حق ہے اور تمہارے حق کو اللہ* $ کرنے والا ہے۔ اور یہ کہ اللہ کی اعا$ چاہو اور
(تقرب) الٰہی کے لئے اُس سے مدد مانگو اس لئے کہ تقویٰ آج د* میں تمہارے لئے پناہ و
سپر ہے اور کل .A کی راہ ہے۔

نیز فر*ا: ''کل . # : اد+ عالم اپنی مخلوق کو د* رہ پلٹائے گا اور جو دے رکھا ہے
واپس لے گا اوراپنی بخشی ہوئی نعمتوں کے* رے میں سوال کرے گا تو اسے قبول کرنے
والے اوراس کا پورا پورا حق ادا کرنے والے بہت ہی تھوڑے نکلیں گے۔ وہ گنتی کے اعتبار
سے کم اوراس توصیف کے مصداق ہیں جو اللہ نے فرمائی ہے کہ ''میرے بندوں میں شکر
/ ار بندے کم ہیں۔ لہٰذا تقویٰ کی راہ پ اپنے کان لگاؤ اور سعی و کوشش سے. ا. اس کی
*پ بندی کرو''۔

آپ نے مز+ ارشاد فر*ا: ''اس (تقویٰ) کواپنے دلوں کا شعار بناؤ اورH ہوں کو اس
کے ذریعہ دھوڈالو اوراس سے اپنی (روحانی) بیماریوں کا علاج کرو اور موت سے پہلے اُس کا

توشہ حاصل کرو۔ اورجنہوں نے اسے (تقویٰ کو) ضائع اور* دکیا ہے اُن سے عبرت حاصل کرو یہ نہ ہو کہ دوسرے تقویٰ پ عمل کرنے والے تم سے عبرت وز ہوں۔۱۴؎

صبر

صبر کی دو قسمیں ہیں (۱) پسند چیز کے ملنے پ صبر (۲) محبوب چیز کے نہ ملنے پ صبر۔۱۵؎

شکر نعمت

: اد عالم کا ہر نعمت میں حق ہے۔ جو اس حق کو ادا کرے گا اسے نعمت میں ز دتی نصیب ہوگی اور جو کو ہی کرے گا وہ زوال نعمت میں مبتلا ہوگا۔۱۶؎

قنا

قنا وہ مال ہے جو ختم نہیں ہو۔۱۷؎

سخاوت

یہ ہے کہ مانگنے سے پہلے » ہو۔ لیکن جو سوال کے بعد ہے وہ شرم (کا تحفظ) ہے اور مذمت سے بچاؤ ہے (سخاوت نہیں ہے)۔۱۸؎

عبادت

جو لوگ : ا کی عبادت A کے شوق میں کرتے ہیں تو ان کی عبادت %انہ ہے اور جو: ا سے ڈر کے عبادت بجالاتے ہیں ان کی عبادت غلامانہ ہے اور جو لوگ شکر نعمت کے طور پ عبادت کرتے ہیں ان کی عبادت آزادوں کی سی عبادت ہے۔۱۹؎

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے اصولِ تصوف کے مطابق H ہوں سے احتراز کی تعلیم بھی K نوں کو دی ہے۔ نہج البلاغہ میں H ہوں سے احتراز کے متعلق جناب امیر علیہ السلام کے ملفوظات D ذیل ہیں:

۱- فرا آدم!H ہ سے ڈرو۔ # دیکھتے ہو کہ: مسلسل نعمات » کرر ہا ہے اور اس پ بھی تم H ہ کرتے ہو۔تو ڈرو۔۲۰

۲- H ہ نہ کرو۔ڈرو کہ کہیں: معصیت کے وقت تمہیں دیکھ نہ لے اور عبادت کے موقع پ تمہیں نہ پ ئے۔ ورنہ تم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گے۔ اگر طاقتور بنو تو عبادت الٰہی کرنے کے لئے اور کمزور بنو تو H ہ: ی کرنے میں۔۲۱

۳- بخل (کنجوسی) تمام ، ائیوں کی جامع ہے۔ یہ وہ لگام ہے جس سے ہر ، ائی کی طرف K ن ,, جا ہے۔۲۲

۴- ژنا۔ غیرت دار کبھی ژ نہیں کر ۔۲۳

۵- H ہ درون پردہ۔ تنہائیوں میں H ہ کرنے سے ڈرو کہ جو گواہ ہے وہی حاکم بھی ہے۔۲۴

۶- بے عمل۔ جو عمل میں کو ہی کر ہے: اُسے مصیبت میں مبتلا کر ہے۔۲۵

۷- ظلم۔ قیامت کے لئے ; ین سامان بندگان : ظلم ہے۔۲۶

۸- غرور وتکبر۔ خطبہ قاصعہ میں حضرت امیر المومنینؑ نے ابلیس کے غرور کی مذمت کی ہے اور لوگوں کو اس کے طور طر i , چلنے پ تنبیہ فرمائی ہے اور فر یا ہے کہ اپنے اُن سرداروں اور ، ڑوں کا اتباع کرنے میں ڈرو کہ جو اپنی جاہ وحشمت پ ا ڑ تے اور اپنے © کی بلندیوں پ غرور کرتے ہیں۔ یہی لوگ تو مصیبت کی عمارت کی گہری C د، فتنہ کے کاخ وایوان کے ستون اور جاہلیت کے نسبی تف% کی تلواریں ہیں۔ جس طرح زمانے کی مصیبتوں سے پناہ مانگتے ہو، اسی طرح مغرور وسرکش بنانے والی چیزوں سے اللہ کے دامن میں پناہ مانگو۔ اگر : ا عالم اپنے بندوں میں سے کسی ا ۔ کو بھی کبر و رعو$ کی اجازت دیتا تو وہ اپنے مخصوص C ء اور اولیاء کو دیتا۔۲۷

غرضیکہ اصلاح Ñ K نی کے لئے تصوف حقہ کے جو اصول تھے ان کے مطابق جناب امیر المومنین علی ابن ابی طا) علیہ السلام نے K ن کو اپنے خطبات وملفوظات کے

ذریعہ تعلیم دی جسے صوفیاء کے اکثر Ĩ ں نے تسلیم کیا ہے اور آپ سے توسل کو ذریعہ • ت %وی قرار ‡ یـ۔

وہ عناصر جن سے تصوف کی تخلیق ہوئی ہے۔ امیر المومنین، حضرت علی ابن ابی طا) علیہ السلام ان صفات کے مظہر اتم تھے اور اسی بنا پر آپ نے ان حقائق ومعارف پر روشنی ڈالی اور اسی بنا پر صوفیائے کرام نے آپ کو اپنا مرشد اول قرار ‡ یـ۔ ابن ابی الحد± لکھتے ہیں:

(ترجمہ) اور منجملہ علوم کے علم طر g حقیقت و احوال تصوف بھی ہے اور تمہیں یہ معلوم ہے بلاد اسلام میں جو بھی اس فن (تصوف وعرفان) کا جاننے والا ہے وہ اپنے سلسلہ تصوف کو حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طا) علیہ السلام -- منتہی کر* ہے اور وہیں پر رُک جا* ہے۔ اس امر کو صرا # کے ساتھ شبلی، جنید، سری سقطی، ابو± بسطامی، ابو محفوظ معروف بہ کرخی وغیرہم نے بیان کیا ہے۔ ۲۸

حضرت خواجہ حسن Â می ماہنامہ منادی ۱۹۶۴ جلد ۳۹ شمارہ ۱۱ ص ۱۲ پر تحریر فرماتے ہیں۔ ''سلاسل تصوف کی & جماعتیں مر/ ی حیثیت سے شمع علیؑ کی پروانہ ہیں۔ نقشبندی سلسلہ تو حضرت علیؑ سے علیحدہ سمجھا جا* ہے لیکن اس سلسلہ کی نسبتیں بھی حضرت علیؑ کے ساتھ* $ ہوتی ہیں اور یہ سلسلہ بھی* $ مصطفیؐ نے منقطع نہیں کیا ہے''۔ ۳۰

بیشک حضرت علی بن ابی طا) علیہ السلام کو اس تصوف سے کوئی لگاؤ نہیں جو صوفیان شوم کے لباس میں د* میں ظاہر ہوا اور جس کی* سیس بحیثیت ا یـ ادارہ اہل M رسولؐ کی مخالفت میں اموی وعباسی حکومتوں کے زیر سایہ ہوئی اور جن کے دجل وفر $ کے مرقع ابن جوزی نے ''تلبیس ابلیس'' میں پیش کیے ہیں۔ ۳۱

شریعت وطر g میں حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طا) علیہ السلام سے آپ کے بعد آپ کے جملہ ائمہ نے آپ کا اتباع فر*یا اور آپ کا سلسلہ شریعت وطر g آج -- علمائے عارفین نے جاری رکھا۔

عرفان وتصوف حقہ امامیہ اثنا , یہ پ علامہ 5محمدٗ* قرمجلسی بن علامہ محمد تقی مجلسی علیہ الرحمہ نے کتاب عین الحیات*" لیف فرمائی جو اصول و اعمال تصوف حقہ امامیہ پ حاوی ہے۔ یہ کتاب* ہتمام وسعی حاج محسن علی و مرزا جعفر علی کربلائی، لکھنؤ میں طبع ہوئی اور عرفان حق تعالیٰ پ تحفۃ العوام کی طرح مومنین و عارفین شیعہ میں مقبول ہوئی اور* لاَ%اس کا, جمہ ,* ن اردو مطبع آریہ، اسٹیم پ ریس، لاہور سے شائع ہوا۔ یہ دونوں کتابیں اولاً ہمدا 6جلالیہ کے کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔کتاب عین الحیات کا اردو جمہ چشمہ• ت کےٗ م سے معنون ہے اور اس لائق ہے کہ اس کا مشرح ٹ C ,* ن اردو مدوّن کرا کے شائع کیا جائے۔

حوالے

۱- التصوف فی الاسلام، طبع اول، بیروت، مولفہ استاذ عمر فروخ دکتور فی الفلسفہ، پ وفیسر ادبیات عربی و فلسفہ اسلام، بیروت یونیورسٹی۔

۲- المقدمہ ابن خلدون، ص ۲۶۷

۳- کتاب التعر ف لمذہب اصل التصوف، ابوبکر محمد بن اسحاق البخاری الکلاٗ ذی، المتوفی ۳۸۰، پ وفیسر اے۔ جے۔ آر۔ ی، صفحہ ۹، طبع مصر

۴ - حلیۃ الاولیا، ص ۲۳، جلد اول، طبع مصر

۵- ایضاً، ص ۳۰، جلد اول، طبع مصر

۶- التصوف فی الاسلام، ص ۲۷، طبع بیروت

۷- منہاج نہج البلاغہ مولفہ الفاضل الشہیر السید سبط الحسن الہندی کارمند انجمن تبلیغات اسلامی، تہران

۸- اجوبہ مسائل متفرقہ محمدٗ* قرمجلسی (جمہ اردو)

۹- تشویق السالکین خلاصہ مستند السالکین مولفہ علامہ اخوٗ 5محمد تقی مجلسی علیہ الرحمہ (جمہ اردو)

۱۰- کتاب اللمع فی تصوف*" لیف ابوٗ/3سراج الطّوسی مطبوعہ لندن، ص ۲۳، ۲۴

۱۱- لوامح الانوار فی طبقات الاخیار، مشہور بہ کتاب الطبقات الکبریٰ ص ۷، ۸

۱۲- حصہ چہارم نہج البلاغہ (اردو جمہ) شائع کردہ سیدا « رحسین رضوی ماہلی در ۱۹۷۰، مطبوعہ از سرفراز

قومی پریس* دان محل روڈ، لکھنؤ (۱۹۷۵ء-۱۹۷۷ء)
۱۳- نہج البلاغہ مترجمہ اردو، مطبوعہ سرفراز قومی پریس* دان محل روڈ، لکھنؤ، حصہ چہارم، ص ۹۴۸
۱۴- ایضاً، ص ۴۷۵، خطبہ نمبر ۱۸۹
۱۵- ایضاً، ص ۹۱۱
۱۶- ایضاً، ص ۹۴۹
۱۷- ایضاً، ص ۹۱۱
۱۸- ایضاً، ص ۹۱۱
۱۹- ایضاً، ص ۹۴۸
۲۰- ایضاً، ص ۹۰۴
۲۱- ایضاً، ص ۹۸۶
۲۲- ایضاً، ص ۹۸۵
۲۳- ایضاً، ص ۹۷۸
۲۴- ایضاً، ص ۹۷۲
۲۵- ایضاً، ص ۹۲۷
۲۶- ایضاً، ص ۹۴۵
۲۷- ایضاً، ص ۹۸۹
۲۸- ابن الحدید، ص ۱۷۷
۲۹- منہاج نہج البلاغہ مولفہ الفاضل الشہیر السید سبط الحسن الہنسوی* ظم دار النشر واشا للمعارف اسلامیہ لکھنؤ و کارمند انجمن تبلیغات اسلامی، تہران، ایران، ص ۱۷۷
۳۰- حکمۃ الحق مولف حامد بن ، سابق چیف جج سٹی کورٹ، حیدرآباد، دکن، حصہ دوم، ص ۱۲۶۱
۳۱- منہاج نہج البلاغہ مولفہ الفاضل الشہیر السید سبط الحسن الہنسوی* ظم دار النشر واشا للمعارف اسلامیہ، لکھنؤ و کارمند انجمن تبلیغات اسلامی، تہران، ایران، ص ۱۷۷

سرچشمه عرفان و تصوف، امیرالمومنین حضرت علی مرتضیٰ علیه الصلوٰۃ والتسلیم

ڈاکٹر مسعود انور علوی کاکوروی

عرفان وتصوف اسلام کے وہ اہم% اہیں جن کیC دیں قرآن و L میں پیو & ہیں۔ قرآن مجید کی بکثرت * یت اس کے اثبات میں موجود ہیں۔حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ و Õ کی سیرت طیبہ اسی عرفان وتصوف کی چلتی پھرتی تصو یہ ہے۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدی$ مبارکہ ہے: علی ممسوس فی ذات الله تعالیٰ۔علی اللہ تعالیٰ کی ذات میں گم ہے، وہ نہ صرف صفات الو : کے مظہر ہیں اور اس غیب الغیوب -- ان کی صرف رسائی ہی نہیں بلکہ ایسی فنائیت* مہ حاصل ہے کہ ارشاد t ئ ہوا ہے: اللهم ادرالحق حیث دارعلی ۔اے اللہ حق کو اس سمت پھیر دے جس سمت علی پھریں۔ساری کائنات * بع حق ہے لیکن یہ کیسا K ن ہے کہ انا عرضنا الامانۃ کی پوشاک ز $ تن کئے ہوئے التفات حق کا ایسا محور بن H کہ مر+ مراد اور طا) مطلوب ہH ۔

کیا اس کے سامنے کوئی حجاب * قی رہ سکتا ہے جو بہ * - دُہل یہ اعلان فرمائے کہ سلونی عماشئتم۔لوگو! تم کو جو کچھ بھی پوچھنا ہے مجھ سے در* فت کر لو* ۔ لوکشف الغطاء لما ازددت یقیناً اگر تمام حجا ت اٹھ بھی جا N تو بھی میرے یقین میں کوئی اضافہ نہ ہوگا۔نص قرآنی تو ارت بالحجاب اور واعبد ربك حتی یأتیك الیقین کو پیش Ã رÖ اور فنائیت* مہ مرتضوی میں گم ہوجایئے تو آنکھوں کے سامنے سے تمام حجا ت اٹھ

جا N گے اور علیؑ اس مقام پر فا,ٔ Ãآ N گے جہاں امام شافعیؒ شراب حُب مرتضوی میں مخمور فرماتےÃآ N گے۔

وماتَ الشافعی ولیس یدری علیا ربه ام ربه الله

(شافعی مرا اور یہ نہ جان سکا کہ اس کا رب کون ہے علیؑ یا اللہ)

مولانا جلال الدین رومی فرماتے ہیں:

ہارون ولایت کہ پس از موسیٰ عمران واللہ کہ علیؑ بود علیؑ بود علیؑ بود

ایں نیست تناسخ سخن وحدت محض & ہست علیؑ شدو بود علیؑ بود

. # حق تعالیٰ اپنے کسی بندہ خاص کو اپنے قریب کرنا چاہتا ہے تو اُسے عاجزی، فروتنی تواضع وایسا انکسار» فرماتا ہے کہ وہ معراج عبودیت کی اس منزل پر پہنچ جاتا ہے۔ جہاں اُس کے روم، روم سے اشهد ان محمدا عبده و رسوله کی آواز آنے لگتی ہے۔ یعنی تخلیق عالم وآ دمؑ ارواحنا فداہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر ہر Ñ قدسی اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ حضورؐ اپنی عبودیت پر فخر فرماتے ہیں نہ کہ رسا } وt ت پر۔ تصوف و عرفان اور سلوک و معرفت کے . ارسے بھی. # کہا جاتا ہے کہ آپ کو تو علی منی وانا منه (علی مجھ سے ہے اور میں علی سے) کی خلعت ٪ خود سرکار دو عالمؐ نے پہنائی ہے، آپ تو Ñ رسولؐ ہیں، تو آپ فرماتے ہیں:

انَا عُبید آلِ محمدؐ میں آل محمدؐ کا ادنیٰ غلام ہوں۔

جن کے رتبے ہیں سوا ان کو سوا حاصل ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کو علیؑ کی عاجزی وفروتنی اس قدر بھاتی ہے کہ قُل تعالوا کا تاج بھی» ہوتا ہے اور روشنی نبیؐ کی معراج بھی جوان کے سامنے فلک کی رفعتوں کو پست کرتی Ãآتی ہے۔

اے قُل تعالوا تاج توتاج شہاں راج تو

دوش نبیؐ معراج تو مستان سلامت می کنند

حق تعالیٰ . # کسی بندہ کو مقام محمود پر فائز کرتا ہے تو اس کو طرح طرح کے مصائب و آلام میں مبتلا کرتا ہے کہ وہ مکمل طور پر دل بیار و د & بکار کا نمونہ بن جائے۔ چنانچہ سردار الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ کی راہ میں جتنی تکلیفیں محمدؐ ابن عبداللہ نے اٹھا N اتنی آج تک کسی نبی نے نہیں اٹھا N ۔ فنافی الرسولؐ کا نمونہ دیکھئے۔ ریخ شاہد ہے کہ علیؑ کے کتنے دار اور رغار نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت ظاہری کے بعد جو مصائب وآلام انہوں نے اٹھائے وہ کون اٹھا سکتا ہے۔ سرکار دو عالمؐ کی بیٹی ہی اہل بیت اطہار کے لئے کیسا جاں گُسل صدمہ تھا۔ اس پر بیگانوں کی خطا، اپنوں کی دعاء۔ ایسے پُر آشوب دور میں جادۂ حق سے سر مو انحراف نہ کرنا صرف علیؑ کا ہی حصہ تھا۔ دین ابراہیمی کی حفاظت کا جو وعدہ مجمع ذوالعشیرہ میں کمسن علیؑ نے کیا تھا وہ ایسا نبھایا کہ گالیاں کھا N ، طنز و تشنیع کے پتھر ساری عمر ان کی طرف آتے رہے1 :

اس نے ہر ہر پھول کو کانٹا بنایا عشق میں
ہم نے ہر ہر خار کو رشک گلستاں کر دیا

انہوں نے جادۂ ہدایت وطریقت پر اتنے سالکین راہ حق کو گامزن کرایا کہ آج چہاردانگ عالم میں ان کی عظمت کا ڈنکا بج رہا ہے۔ فضیل بن عیاض کی طرح کتنے رہزن ان کے نقش پا کے طفیل رہبر کامل بن گئے اور کہہ اُٹھے :

ابھی اس راہ سے کوئی گیا ہے
کہے دیتی ہے شوخی نقش پا کی

امیر المؤمنینؑ کی ذاتِ گرامی سر چشمہ تصوف و عرفان کی صورت میں ہمارے سامنے جلوہ گر ہے۔ آپ کے خطبات و ارشادات میں جا بجا ان کے لوازم و شرائط کا تذکرہ ہے اور یہ کہ کس طرح ایک عام انسان بھی ان ارشادات پر عمل پیرا ہو کر اپنے لیے سعادت دارین حاصل کر سکتا ہے۔

تصوف اور اخ* ب تصوف کا سارا زور Ñ کی اصلاح* طن کی آرائش، ہوائے Ñ اور طول امل سے اجتناب وغیرہ پر ہے۔ امیر المومنینؑ فرماتے ہیں:

فَـاَمّا اتَّبَاعُ الهَوی فَیَصُدُّ عَن الحَقِّ واما طول الامل فینسی الآخرة الا و ان الدنیا قد ولت حذاء فلم یبق منها الا صبابةٌ کَصُبَابَةِ اْلِانَاءِ اُصطَبَّها صَابُّها اَلَا وَ اِنَّ الاٰخِـرَةَ قَدْ اَقْبَلَتْ وَ لِکُلِّ مِنْهَا یبَنون فکونوا من ابناء و لاتکونوا من ابناء الدنیا فَاِنَّ کل ولد سیلحق بِاَبِیهِ یَومَ القَیَامَة.

خواہشات Ñ کے* رے میں* درکھو کہ یہ K ان کو حق سے دور کرتی ہے، اور دور دراز کار امیدیں % ت کو بھلا دیتی ہیں۔ خبردار! د * تیزی و تندی کے ساتھ مُڑ چکی ہے اس کے پیالہ میں تلچھٹ کے سوا کچھ نہیں بچا ہے، یہ اس. تن کی تلچھٹ کی طرح ہے جسے کسی نے پلٹ *ہو۔ خبردار! % ت قر$ آ چکی ہے تم کو چاہئے کہ % ت کے W بن جاؤ نہ کہ د * کے کیوè Ç بہت جلد اپنے* پ سے 5* جائے گا۔

لوگو! تمہاری اور د * کی مثال ایسی ہے جیسے وہ مسافر جو سفر میں ہے اور یہ سمجھ 8 ہے کہ راستہ طے ہH اور منزل کے ¶ ان قر$ آ گئے۔ اور وہ ان-- پہنچ H۔ کتنا غلط خیال ہے ان لوگوں کا جو سواری کو منزل کی طرف اس گمان سے. ڈھاتے ہیں کہ اس-- پہنچ جا N گے۔ یہ امید بھی کتنی عجیب ہے کہ جسے ا- دن مز* ہے اُسے بقا حاصل ہے جس کی حد سے وہ آگے نہیں. ڈھ سکتا۔ موت اُسے جلدی سے ہنکاتی ہے، یہاں-- کہ وہ د * سے. ائی اختیار کر 8 ہے...... یہاں کے ہر جا+ ار کو فنا کی آغوش میں پہنچنا ہے۔ کیا پچھلوں میں کوئی بھی ایسی چیز نہیں جو تم کو د * میں دل اٹکانے سے روک سکے؟ ا/ تم عقل وفرا & سے محروم نہیں ہو تو کیا اپنے*. وا. اد سے نصیحت وعبرت نہیں حاصل کر h۔

*یت قرآنی انی جاعل فی الارض خلیفة پر. # ہم Ã ڈالتے ہیں تو ہمیں & سے پہلے ذات مبارکہ حضرت ختمی مر M صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم Ã آتی ہے، اس کے

بعد جان و روح ولا $ واامامت حضرت سلطان العارفین علی مرتضیٰ کرم اللہ و õ کی ذات درمیان میں نہ کوئی فصل ہے نہ واسطہ، لہٰذا عرفان وتصوف والوں کا واسطہ علیؑ کے بعد صرف رسولؐ سے ہے۔

سید الطا A حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں کہ تصوف کی C دآ ٹھ چیزوں پ ہے:

سخاوت لِ. اہیم، رضائے اسمٰعیل، صبر ایوب، تحمل زکر* ، غر $ یحییٰ، سیا # عیسیٰ، لباس موسیٰ اور فقر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ ان تمام صفاتِ رسا } کا مجموعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چہیتے علیؑ کی ذات Ã آتی ہے۔

ولیس علی اللہ بمستنکر ان یجمع العالم فی واحد

''سر* ج/ وہ صوفیاء پیشوائے اتقیاء آپ ہی ہیں۔ صوفیائے صاف* طن علیؑ مولیٰ علیؑ مولیٰ'' کا È ہ لگاتے Ñ کی وحشتوں کو دور کرتے اور اس کو قلب مطمئنہ میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ نصیری مدہوش ہوکر علیؑ اللہ علیؑ اللہ کہتے کہتے دم توڑ دیتے ہیں۔ مقصد ومقصود & کا ا یـ ہی ذات ہے۔ فرق ہے تو یہ کہ:

یہ تو ظرف ظرف کی* ت ہے کہ ذرا سی پی اور اُبل گئے
وہ ہم ہی ہیں صا # میکدہ کہ 1 میں اور سنبھل گئے

* دہ حُب مرتضوی میں سرشار کون ایسا صوفی* صفا ہے جس نے علیؑ کو اللہ سمجھ کر انہیں اپنا معبود حق مان لیا ہو:

ہم نے علیؑ کو: انہیں جا* پ : اسے جُدا نہیں جا*

علمائے دیوبند مولا* اشرف علی تھانوی، مولا* حسین احمد مدنی وغیرہ & چشتی ہونے کے* طے اپنا مصدر فیض حضرت علیؑ اور ائمہ اثنا , کو ہی تسلیم کرتے چلے آئے ہیں اور* طن کے کشود کار کا دارومدار انہیں Ó ں قدسیہ پ رکھا ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی تو نقشبندی ہونے کے* وجود لکھتے ہیں کہ عالمِ تکوین کا سارا انتظام ائمہ اثنا , کے ہاتھوں میں ہے اور

حل مشکلات میں حضرت امام جعفر صادقؑ کی روح مبارکہ کی طرف رجوع مجرب ہے۔

علمائے ~ کا موقف بھی یہی ہے۔ وہ & کے & بھی دامان علیؑ سے ہی وابستہ Ã آتے ہیں۔ حضرت خواجہ* قی* للہ دہلوی نقشبندی کے اشعار، جو اس سلسلۃ الذہب یعنی اولاد رسول مقبولؐ کی/ یوں والا سلسلہ ہے، کے لئے بہت مشہور ہیں خصوصاً یہ شعر* ن زد خلائق ہے:

ایں سلسلہ از طلائے* ب & ایں خانہ تمام آفتاب &

بہت سے اکا مثلاً شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، خواجہ محمد* پ رسا، خواجہ* قی* للہ اور قاضی ثناء اللہ* پ نی پتی وغیرہ نے بھی تمام سلاسل طر g کا منبع حضرت جناب امیرؑ کی ذات مبارکہ کو* ہے۔ امام ابو حنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ اور امام احمدؒ بن m کے تمام اقوال اس قدر واضح اور روشن ہیں کہ کسی اختلاف کی گنجائش نہیں۔ ہر مکتبہ فکر کے امام نے امام العارفین اور سرچشمہ عرفان اا کسی کو تسلیم کیا ہے تو وہ بلاشبہ حضرت علیؑ ہی کی ذات ستودہ صفات ہے۔

شکل بشر میں آیۂ صدق وصفا ہے تو اک ذی Ñ دلیلِ وجود: اہے تو

سر چشمۂ عرفان حضرت علیؑ وسط ایشیا کے مآخذ کی روشنی میں

پروفیسر منصورہ حیدر

کائنات اسلام میں حضرت علیؑ کی مر• ن مرنج شخصیت اوران کے کردار کے مختلف پہلوؤں نے نہ صرف اہل اسلام بلکہ سیاسی مفکروں، صوفیوں دانشمندوں، \ ں، اہل علم وادب، فنکاروں، فقرا وگدا، شاہوں اورفلاح وبہبود کے کاموں کے لئے وقف لوگوں کے طرز ز+ گی کوا- * رخ ولائحہ عمل بخشا ہے۔وہ یکتائے زمانہ اورگوہر** یب کی حیثیت ر p ہیں۔ بہترے دV افراد کی طرح حضرت علیؑ کا• م محض مذہبی کتابوں میں سمٹ کرنہیں رH ، بلکہ ان کی غیر معمولی سوجھ بوجھ اور** ر [اہمیت کی وجہ سے ان کا ذکر عہد وسطیٰ کے سبھی مخطوطات، ملفوظات +• کروں** ریخ عامہ، عقیدوں، خطاطی کی کتابوں، صوفیانہ شاعری، علوم ظاہری* طنی کے دفا میں مختلف زاویوں سے ابھر* اورنکھر* ملتا ہے۔حضرت علیؑ کی حیات اوران کی عظیم تحصیلات سے متعلق معلومات کا جوذخیرہ عربی وفارسی کی کتابوں میں ملتا ہے اس پہ نہا$ خوبی سے بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ وسط ایشیا کے عہد وسطیٰ میں لکھی گئی کتابوں میں حضرت علیؑ کے متعلق جوکچھ لکھاH ہے وہ شا+ ابھی-- لوگوں کیÃ سے کم /• را ہوگا۔اس مقالہ میں حضرت علیؑ کی شخصیت اورکا*• موں کی تفصیل وسط ایشیا کے ما:• کی روشنی میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

وسط ایشیااور ا یران کے تقریباً سبھی مخطوطات میں حضرت علیؑ کی ذاتKا ن کامل کے

پیکر میں بیان ہوئی ہے اوران کو جن القاب وخطا ت سے یاد کیا ہے وہ ان کے لیے....اہل فکر واہل قلم وادب کے * ت اور محبت کی غمازی کرنے کے ساتھ ساتھ حضرت علیؑ کے لئے ان کے دلوں میں اعتقاد کی بھی ۹K+ ہی کر تے ہے۔ ان کے ہم عصر اور بعد کے مورخین میں حضرت علیؑ کے متعلق سیاسی اور مذہبی Ã یوں میں اختلاف رائے Ã آئے 1 ان کے کا* موں، ان کی غیر معمولی ذہا $ وعظمت، جولانی فکر، خیالات کی ہم آہنگی، علم وادب پر ان کے عبور، : ا پ ستی، دور+ یشی اور د * وی ودینی معا5ت میں ان کی لیاقت پر کسی کو بھی شبہ نہیں۔ حتیٰ کہ وہ لوگ بھی جو شیعہ مذہب سے دلچسپی نہیں ر p ہر اعتبار سے حضرت علیؑ کے مداح اور ان کے / د+ ہ ہیں۔ حضرت علیؑ کو وجہ ٔ مقتدا رسولؐ، پیشوای شان حبیبی والٰہی اور حضرت رسا } کہاH ہے۔ حضرت علیؑ کے * پنج خطا ت وحی، وزیر، مرتضٰی اور امیر المومنین کے علاوہ انہیں 3/4 موزوں القاب سبھی سنّی اعتقاد کے لوگوں نے دئے ہیں۔ اس ضمن میں نہ صرف صوفی ملفوظات بلکہ* ر [ملفوظات یکساں * ت کی تر جمانی کرتے ہیں۔ ان کتابوں میں حضرت علیؑ کو امام المتقین، امام المستقیم، اسد اللہ الغا) ، مظہر العجا $ و الغرا $ ، امام المسلمین وغیرہ کہا ہے۔ رسالہ مبلغ الرجال میں انہیں : ائے عظیم کا پ ستار اور راستی کا عمل گذار اور دونوں کا m بتا یا ہے۔ زین الدین محمود واصفی نے+ ائع الواقع میں انہیں 'یشوب المؤمنین' کہا ہے۔ حکیم خاں بن تعدا نے اپنی کتاب منتخب التواریخ میں خلفاء راشدین پر جو+ کرہ لکھا ہے اس میں حضرت علیؑ کی 3/4 تعریف لکھی ہے۔

منہاج ا — اج الجرجانی نے طبقات* صری میں علی مرتضٰی کی* پ ک وصاف شخصیت پر + رانے پیش کئے ہیں۔ حضرت علیؑ کے لئے منقبت اور قصیدوں کا ذخیرہ تقریباً سبھی تیموری عہد کے مخطوطات میں موجود ہے۔ حضرت علیؑ اپنے افعال و اقوال، اخلاق وآداب میں * پ ک وراشد تھے وہ معتدل مزاج، خوش اخلاق* وصف، صا $ رائے* ہمت، بہادر، شاکر و صابر ، دوستوں کے لئے معاون و پناہ گاہ رہبر و سہارا اور دشمنوں کے لئے بے * ز اور

بے اعتنا۔ نہ شا$ کی جھلک ،نہ کامیابی کے موقع پ غرور کا شا >۔ا ی ـ طرح سے وہ عربوں کے افسانے کے سلیمان تھے جن کے چہار طرف ان کی شا+ ارشاعری'ضرب الامثال' خطبات اور ان کی مختلف سرا میوں کی چمک کا ہالہ تھا۔ ا ی ـ ہی وقت میں وہ مسلمانوں کے امیر اور فتویٰ کے رہنما دونوں تھے اور اس دوہری حیثیت کے متضاد پہلو بھی ان کی شخصیت میں کچھ اس طرح گھل مل گئے تھے کہ وہ صوفی کا فقر اور شاہوں کی غنا سے مستثنیٰ تھے۔ حضرت علیؑ کی تعریف سبھی ¤ ن اور درویش. ادری نے کی ہے۔ انہیں H ہوں سے مبرا* لا اور معصوم بتا یـ ہے۔ غلاہ والوں نے انہیں 'او* ز بتا یـ ہے اور حضرت علیؑ اور ان کے اخلاف کو 'K نی لباس میں: اکا پ تو' سمجھا۔

حضرت علیؑ کی ذات* پ ک غیر معمولی خصوصیات کی حامل تھی، اس میں کلام نہیں۔ پیدائش سے شہادت -- کچھ ایسا امتیاز ان کے ساتھ رہا ہے جو صرف: ادا دہی ہو سکتا ہے۔ ان کی پیدائش کعبہ میں ہوئی۔ یہ وہ شان وعزت تھی جو ان سے پہلے اور ان کے بعد کسی کو نصیب نہ ہوئی انہیں رسول اللہؐ کی دامادی کا فخر حاصل تھا خصوصاً اس لئے کہ حضرت فاطمہ زہراؑ ان کی عز ی اولاد بھی تھیں۔ پیغمبر: اؐ کی ± ` نے کا عروج بھی حضرت علیؑ کے دامن میں * یـ تھا۔ حضرت علیؑ کی پ ورش اور ان کی نشوو نما. اہ را & رسول اللہؐ کے زیر سایہ ہوئی اور ۲۳ سال -- حضرت علیؑ کو ہی یہ سعادت نصیب تھی کہ وہ سائے کی طرح رسولؐ اور ان کی ذ* یـ ت کے ساتھ درد و دکھ کامرانی* کامی سبھی کیفیات میں ہم قدم رہے۔ پیغمبرؐ کی نگہدا ث & نے ان کے جوہر چمکائے اور وہ نہ صرف حضرت محمدؐ کے پیرو بلکہ قدم بقدم شانہ K نہ ان کے ہمکار بھی رہے۔ 5حسین واعظ کا 4 لکھتے ہیں:''امیر المومنینؑ کہ سر عارفان اسرار الوھیت و سرور کاشفان استارربو.M ا & ،* را آ س پیغا مبر اکرم بود ہ ا &''۔

مورخین کا خیال ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ، کے انتقال کے فوراً بعد اسی دن سبھی صحابہ کرام اور دV افراد نے حضرت علیؑ کے د & مبارک پ بیعت کر لی تھی (وجہ بیعت کر+)۔

شہرستانی لکھتے ہیں کہ اہل نص والتعیین تو اس حد- گئے کہ انہوں نے شد و مد اور سختی سے صرف حضرت علیؑ کے حقیقی وارث ہونے پ زور ڈ ے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی د * کے کونے کونے میں حضرت علیؑ کے خلیفہ ہونے پ ۲۴ جون ۶۵۶ میں خوشحالی کی لہر دوڑ گئی۔ گو کہ وسط ایشیا خود بہادروں اور جنگجو لوگوں کی آماجگاہ رہا ہے اور عربوں کی حرب آزمائی میں بھی کہیں کمی نہ تھی، اس کے * وجود حضرت علیؑ کی غیر معمولی شان جلادت و تیغ آزمائی کے افسانے دہرائے جاتے رہے۔ عہد وسطیٰ کی سبھی تلواروں پ 'لافتی الا علی لاسیف الا ذوالفقار' کندہ ہو۔ اس * ت کی دلا) کر ہے کہ کوئی تلوار علیؑ کی ذوالفقار کے ۔ ا نہیں اور کوئی B جو بہادر نوجوان حضرت علیؑ کا ہمسر نہیں۔1 حضرت علیؑ صرف اہل سیف ہی نہیں اہل قلم بھی تھے۔ ان کی کتاب نہج البلاغہ اس کا ثبوت ہے اور وہ فن بیان و لسانی میں ماہر تھے۔ ان کے حکمات، تقار ، خیالات اور اخلاقی قدریں صدیوں سے مشعل راہ اور ان کے جملے تجربہ کاری و دور+ یشی پ محمول ۔ ا پستی کے بوں سے معمور ہیں۔ شاعرانہ + از میں ان کے بیا ت بھی ز+ گی کے تلخ تجربوں اور حقائق کا نچوڑ ہیں جو عام آدمی کو بصیرت و بصارت دونوں سے سرفراز کرتے ہیں اور روشنی کے ستارہ کی طرح بھولے 5 ں کو راستہ دکھا کر منزل -- پہو ™ تے ہیں۔ ہٹّی نے اپنی * ریخ عرب میں لکھا ہے کہ "حضرت علیؑ کی موت کے بعد ان کی اہمیت کہیں ز* دہ اجا/ ہوئی اور کھل کر سامنے آئی بہ نسبت ان کے عہد ز+ گی کے" شا+ اس لئے کہ حضرت علیؑ کی ساری ز+ گی کشاکش و کشمکش اور حوادث کا شکار رہی * کہ د * کے لیے سبق آموز * $. ہو۔

ا یان اور وسط ایشیا کے مورخین نے ایسے واقعات کا ذکر کیا ہے جس سے * $. * ہو ہے کہ حضرت علیؑ کے دشمن بھی ان کے اعلیٰ صفات کے قائل تھے جیسے محمد بن عطیہ کی اسناد پ نہ صرف وسط ایشیا کے حکیم بن ثورہ، سیف الدین اور اعظم جا بلکہ ا انی مورخ بناکیتی اور عرب * ریخ نویس ابن عK* ہ نے بھی لکھا ہے کہ ا- دن امیر معاویہ کے در* رمیں ابوسفیان

نے حضرت علیؑ کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ کیا امیر معاویہ یہ بتا h ہیں کہ "حضرت علیؑ وامیر معاویہ کے درمیان کون ز* یدہ بہتر ہے؟" معاویہ نے جواب* ڈ یکہ "حضرت علیؑ کیوè ان کے اقدام وافعال ز* یدہ محتاط تھےاور میرے تحفظ کا* (بنے"۔اب مجمع کا سوال تھا "امیر معاویہ! کیا آپ حضرت علیؑ سے ز* یدہ عظیم اور افضل ہیں؟" جوب 5 کہ "ابن ابی طا) ، ابی سفیان کے سبھی اخلاف سے بہتر ہیں"۔اس پ بے*** نہ اور ا یہ ساتھ آواز اٹھی 'تو کیا سچائی اور حق علیؑ کے ساتھ تھا* یہ پھر معاویہ کے؟ معاویہ نے 5 کہا علیؑ کے ساتھ' حیرت زدہ محفل پ ستا* چھا H یہ 1 پھر پوچھا' لیکن پھر آپ نے ان سے B کیوں کی؟ اس B کی وجہ کیا تھی %؟' معاویہ نے خندہ Q نی سے حقیقت تسلیم کرنے میں عار نہ کی اور جواب* ڈ یہ "وہ لوگ جو* دشاہت کے خواہاں ہوتے ہیں وہ کسی سے سمجھوتہ کے قائل نہیں ہوتے، نہ کسی کی اہمیت تسلیم کرنے پ تیار ہوتے ہیں، جو اقتدار کا جو* یہ ہو* ہے وہ رشتوں اور رمنا L کو مدÃ رکھ کر نہیں چل سکتا"۔

حضرت علیؑ کی مقناطیسی شخصیت اور اعلیٰ صفات کا سحر انگیز ا* د* پ ہی نہیں بلکہ صدیوں سے آج -- حیات وکائنات پ چھا* یہ ہوا ہے۔ حضرت علیؑ کے* م* می کے دم خم سے ہی کتنے پ چم د* میں لہرائے گئے اور کتنی تحریکیں د* میں مختلف کونوں اور ادوار میں شروع ہو N، ان سے حضرت علیؑ کی اہمیت کا + ازہ لگا یہ جا سکتا ہے۔ ۸۶۹ میں ذنج بغاوت کے دوران گندھک کی کھانوں میں کام کرنے والے زنگی، حبشی غلام مشرقی افر i میں ا یہ عرب علی ابن محمد کے خود کو علی کا اخلاف ووارث بتانے پ، اسے اپنا' * مسیحا' سمجھ کر اس کے ارد/ د طواف کرنے لگے تھے۔ علی ابن محمد کے اس غلط دعویٰ اور • ت کا راستہ دکھانے کے وعدوں کی وجہ سے ان غلاموں کے سبھی طبقے ا یہ ا یہ کر کے اس کے علمبرداروں میں شامل ہو گئے۔ وسطِ ایشیا میں خوارزم شاہ نے ۶ صدیوں بعد علیؑ کے حق اور سچ پ ہونے کی اہمیت پ زور* ڈ یہ اور عباسی خلیفہ عبدالناصر کو غاصب بتاتے ہوئے اس کی جگہ ادرا & حضرت علیؑ

کے وارث کو جانشین مقرر کر*۰ چاہا تھا۔

سلطان حسین*۔ یقرا جو تیمور کا ہی ا ی- وارث تھا شیعہ مذہب اور علیؑ کا دلدادہ تھا۔ یہ *۔ ت مختلف*۔ ر [ذرائع سے*۔ $۔ بھی ہوتی ہے۔ مشہور ہے کہ ۸۸۵ میں خواجہ خیران قریہ میں ا ی- دفعہ*۔ یقرا سلطان نے ا ی- قبر دیکھی تھی جسے لوگوں نے کھودا تھا۔ اس خبر، پ کہ شا# یہ قبر حضرت علیؑ کی ہو، سلطان حسین دو*۔ ہوا وہاں پہنچا تھا اور فوراً یہ حکم*۔ تھا کہ وہاں 5 بنائی کو جو اس وقت کا مشہور 5، معمار، مورخ اور شاعر تھا، بلا*۔ جائے۔ 5 بنائی کو حکم*۔ H۔ کہ وہاں شا# ار مقبرہ بنا*۔ جائے جسے ایوان*۔ زار، دو کانوں حجروں اور گھروں سے سجا*۔ جائے*۔ کہ وہاں ا ی- * مقبرہ سا بن جائے۔ ا ی- بلخ کی نہر شاہی اس جگہ کے لئے وقف میں د+ ی گئی۔ سید*۔ ج الدین# خودی جو میر۔ کہ کا ا ی- اخلاف تھا اسے وہاں کا نقیب اور شیخ زادہ بسطامی کو وہاں کا شیخ مقرر کیا H۔ اس روضہ کی حفاظت وÂم و تنظیم کے لئے کئی اور اوقاف بھی مقرر کئے جس کے کچھ اصول اور قانون بنائے گئے*۔ کہ قاعدہ سے اسے *۔ جا سکے اور وظیفے نوکروں کی تنخواہیں اور رمز+ی% اجات د+ رانوں کا بھی انتظام مکمل و بخوبی طور، پ کیا جا سکے۔ فخر الدین علی بن حسین الواعظ الکا 4 جو جامی کے قر R رشتہ دار بھی تھے اور جامی کے ہمعصر بھی (۱۵۰۶-۱۴۶۹) نے اپنی کتاب روضۃ الشہدا حضرت علیؑ اور ان کے جانشینوں کی شہادت، پ لکھی ہے گو کہ وہ خود ا ی- پکے حنفی، سنی مسلمان تھے اور نقشبندی سلسلہ سے تعلق ر p تھے۔ ان کی کتاب رشحاۃ عین الحیٰوۃ اسی سلسلہ کے۔ ۰رگ صوفیوں کے حالات # گی اور ان کی تعلیمات، پ F ہے جسے خواجہ عبداللہ احرار، میر علی شیر نوائی جو*۔ پ نچوں (* پ ک پنجتن) کا عاشق بھی تھا اور پندرھویں صدی کا مشہور و معروف شاعر بھی اور جسے اوزبکوں نے آج بھی اپنا قومی شاعر ہونے کا شرف بخش رکھا ہے، محمدؐ اور علیؑ کا مداح اور ا د+ ہ تھا جس کا دل اور دماغ دونوں پیغمبر اکرم حضرت محمدؐ اور حضرت علیؑ کے لئے قر*۔ ن تھے اور ان کے کام کے لئے وقف۔ علی شیر نوائی کا اعتقاد علیؑ، پ اتنا گہرا اور ز۔ د & تھا کہ انہوں نے مولا*۔ حسین واعظ کا

حال ہی کی اسی سے متاثر ہو کر لکھا ہے اور یہ بھی کہ مولانا کے یہ الفاظ کہ حضرت علیؑ کا عقیدہ اور مذہب تقلیدی تھا' ان کی موت کا باعث بنے۔

ویسے تو متعدد صوفی شعرا (خصوصاً ایرانی) نے جوش و خروش سے علیؑ اور ان کے ورثاء کے لئے 'مناجات' منقبت اور قصیدے لکھے ہیں۔ یہ بھی دلچسپ بات ہے کہ اپنے سرپرست و مہربان شاعری کے دلدادہ شہنشاہوں کے لئے جو قصیدے لکھے گئے ہیں ان میں بھی انہوں نے حضرت علیؑ کا نام جوڑا۔ اس زمرہ عقید تمنداں میں ابوسعید حسن بن ابی الحسن لیساول بصری، فردوسی کا شاہنامہ اور شکایت نامہ وغیرہ سبھی حضرت علیؑ کے عشق میں شرابور نظر آتے ہیں۔ فردوسی لکھتا ہے کہ وہ پیغمبرؐ کا بندہ اور علیؑ کا غلام ہے اور اس کی یہ بندگی اور دلمندی قیام قیامت تک قائم رہے گی۔ اگر محمود غزنوی جیسا عظیم بادشاہ بھی اس کا قلع قمع کر دے اور فردوسی کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے ڈال دے تو وہ دوبارہ اٹھے گا کیونکہ بادشاہ جانتا ہے کہ فردوسی حضرت علیؑ کے در کی گرد ہے:

'چنان داں کہ خاک در حیدرم'

حافظ شیرازی کا قصیدہ بھی خط ناخن سے ابھرے ہوئے حرفوں میں [illegible] میں لکھا ہوا ہے اور ابھی بھی مولانا آزاد لائبریری میں محفوظ ہے۔ جلال الدین رومی، وطراز میزدی کے قصیدے بھی مشہور رہیں۔

حضرت علیؑ کے لئے پیغامبر محمدؐ نے یہ کہا تھا کہ میں مدینۃ العلم ہوں اور علی اس کا دروازہ۔ حضرت علیؑ کو گرامر، تاریخ اور علم حساب پر بھی عبور تھا۔ انہوں نے عربی گرامر کی سائنس پر اور اس کی پیچیدگی پر ایک کتاب بھی تیار کرائی تھی۔ قرآن پر اعراب بھی علیؑ نے ابوالاسود سے کہہ کر لگوائے۔ حضرت علیؑ کا کہنا تھا کہ علم دو طرح کا ہوتا ہے ایک مسموع جس کی تحصیل سن کر یا پڑھ کر حاصل کرنی ہوتی ہے۔ دوسرا مطبوع جو خدا داد ہوتا ہے۔ مسموع علم بیکار ہوتا ہے بغیر مطبوع علم کے۔ اسی طرح جیسے آنکھ کے لئے سورج کی روشنی۔

حضرت علیؑ پہلے شخص ہیں جو د* ئے اسلام میں فلسفہء الٰہی کی طرف متوجہ ہوئے اور ایسے دقیق نکات انہوں نے نکالے جو ابھی -- کسی کی سمجھ میں نہ آئے تھے۔ ان کے شاگردوں میں اویس القرنی، کامل النخل، رشید الحیات، میثم وغیرہ تھے۔ جنہیں بعد کے صوفیوں نے اسلام میں معرفت (gnosis) کا بانی کہا ہے -- # حضرت علیؑ سے معرفت (gnosis) کی تعریف پوچھی گئی تو انہوں نے صرف یہ کہا کہ میں نے : اکو جا : اکے ذریعہ اور وہ جو: انہیں ہے اسے بھی میں نے پہچا : اکے ہی نور سے۔ حضرت علیؑ ہر چیز میں اعتدال کے قائل تھے۔ اوران کے لئے ہر وہ شخص امت کا بہترین شخص کہا جا سکتا تھا جو کا راستہ اختیار کرے (النمتہ الا وسط) پیچھے چلنے والا رفتہ رفتہ اس -- پہنچ جا* ہے اور کٹر K ن واپس لوٹ کر پھر اسی کے * پ س آ* ہے۔ حضرت علیؑ کی اہمیت واضح ہوتی ہے حضرت محمدؐ کے ان الفاظ سے کہ "میں آگاہ کرنے والا ہوں اور علیؑ رہنما اور ہبر ہے۔ اور علیؑ میرے لئے وہ ہے جو موسیٰؑ کے لئے ہارون تھا۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ میرے بعد کوئی پیغامبر نہ ہوگا۔

ہر صوفیانہ دا ہ میں حضرت علیؑ کو ملکہ حاصل تھا۔ علی بن عثمان الجحو یری صاف صاف کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ کی شہرت اوران کا درجہ صوفیانہ حلقوں میں 3/4 عظیم تھا۔ اصول حق کو انہوں نے بڑی گہرائی سے سمجھا اور بڑی خوش اسلوبی سے سمجھا یا تھا۔ وہ صوفیوں کے لئے ا- نمونہ تھے جو# رونی و بیرونی دونوں حقائق اور سچائی کو سمجھتے تھے۔ علیؑ نے علم کی تحصیل کے لئے حوصلہ* دی وہ سرمایۂ علم لدنی تھے۔

شیخ جنید بھی علیؑ کو اپنا شیخ ما ... تھے اصول میں بھی اور شدت احساس میں بھی، تحمل میں بھی اور سوچ میں بھی۔ اصول اور عمل میں قوت ، دا ش & وصبر ضروری تھا۔

مفتاح الطالبین کا مصنف تو اس حد -- لکھتا ہے کہ اقطاب ثلثہ میں جو اعلیٰ -- ین مقام یعنی ولایۂ عظمیٰ کے * ہری حلقہ میں جو ولایۂ محمدی ہے وہاں -- علیؑ کا مدخل تھا۔ ہجویری کہتا ہے کہ اہل سلوک میں مجاہد وہ ہیں جو اہل معاینہ کے عروج -- نہیں پہنچے۔ اہل معاینہ وہ ہیں

جن کا عقیدہ و مذہب تکمیل کی حد-- پہو نچ چکا ہو اور جنہیں بصیرت و بصارت دونوں حاصل ہو چکی ہوں اور جنہوں نے بغیر کسی پ دہ کے: ا کی وحدت کی حقیقت کو سمجھ لیا ہو اور جو بےOب حقیقت منتظر کو سمجھ کر عشق کی تکمیل-- پہو نچ چکے ہوں۔

حضرت علیؑ کے صوفیا نہ+ از وآداب کے سلسلے سے وسط ایشیا کی تواریخ میں دو پہلو ملتے ہیں: ملفوظات کا جو ذخیرہ وہاں ہے اس میں بھی دو طرز بیان ہیں۔ کچھ نے حضرت علیؑ کو نقشبندی سلسلہ کی اصل جان اور سر چشمہ کہا ہے1 کچھ نے ان کا· م بھی نقشبندی صوفیوں کے شجرۂ روحانی کی فہر & میں شامل نہیں کیا۔ ملفوظات بہاء الدین نقشبند میں اس شجرہ کا سلسلہ کچھ اس طرح بیان کیاH ہے۔

'حضرت امام جعفر صادق علم* .طن میں دو طرف% ے ہوئے تھے: ا- طرف اپنے +پ را امی امام محمد* .قرؑ سے جن کی روحانی راہ و روش امام زین العا+ ینؑ ،امام حسینؑ اور حضرت علیؑ سے ملتی تھی اور پھر حضرت محمدؐ سے۔ دوسری طرف یہ روحانی بندھن ان کے** قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق سے جا ملتا ہے۔ خواجہ حسن • ری بخاری جو خود بھی سولھویں صدی کے ا- نقشبندی صوفی تھے اسی روحانی /ڑی کی** G کرتے ہیں کہ 'تصوف کی سرزمین میں ابوعلی فرمودی یعنی شیخ غزالی کے دوہرے اO ب تھے ا- حضرت شیخ جنید بغدادی سے تین قدموں اور ذریعوں سے اور دوسری طرف شیخ ابوالحسن% قانی سے جن کا واسطہ ابوی+ بسطامی سے بھی تھا جو سلطان العارفین کہلاتے ہیں اور جن کا واسطہ حضرت امام* .قرؑ سے بھی تھا اور وہ حضرت زین العا+ ینؑ ،امام حسینؑ ،حضرت علیؑ اور حضرت محمدؐ -- پہو نچتا تھا۔

دوسری طرح کی تواریخ و ملفوظات میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نقشبندیوں اور صوفیوں کا اولین صوفی بتا یاH ہے جن کا روحانی سلسلہ حضرت محمدؐ -- ملتا ہے اور ان کے چاروں ا* د یعنی قوۃ القلاب سے بھی۔ علیؑ کو اس میں شامل کرنے سے احمد بن جلال الدین کاشانی نے بھی انکار کیا ہے۔ کاشانی کی کتاب رسالہ در بیان سلسلۂ نقشبند میں صرف ابوبکر کا· م اس

ضمن میں لیا جا* ہے علیؑ کا نہیں۔ شیخ احمد سرہندی نے* لکل دوسرا* خیال پیش کیا ہے جسمیں امام جعفر صادقؑ کو حضرت علیؑ اور حضرت ابوبکرؓ دونوں سے%ے ہونے کی وجہ سے اہم کردار نبھاتے دکھا*یا ہے۔ چوè امام جعفر صادقؑ کا شجرۂ* پ کی طرف سے حضرت علیؑ اور ماں کی طرف سے حضرت ابوبکرؓ سے ملتا تھا کیوè ان کی ماں حضرت ابوبکرؓ کے پوتے قاسم بن محمد کی دختر نیک اختر تھیں، اسی لئے امام تقیؑ کے دور میں حضرت علیؑ وحضرت ابوبکرؓ کے صوفیانہ+ ازہم آہنگ ہو گئے۔ حضرت علیؑ کے صوفیانہ۔ بوں میں علم کی بہتات, زور تھا اور دونوں ہی پیغمبرؐ کی محبت,F تھے۔ موجودہ دور کے صوفی ادب میں بھی یہ طرز* یں ہے کہ کچھ تصوف کو اول وچوتھے خلیفہ سے منسوب کرتے ہیں یعنی ابوبکرؓ اور علیؑ سے اور یہ دونوں ہی صوفیوں کے لحاظ سے بہت اہم وعظیم روحانی کردار ہیں۔ دوسرے کہتے ہیں کہ صرف ابو بکر رضی اللہ عنہ کو یہ سعادت حاصل ہے۔ ای تیسرا حلقہ ان صوفیوں کا ہے جنہوں نے خود کو صرف ابوبکر* یا علیؑ سے نہیں جوڑا ہے بلکہ صرف حضرت محمدؐ کے* م لیوا ہیں اور انہیں کے توسط سے دوسروں سے رابطہ رp ہیں۔ حالاè جہر بھی نقشبندیوں میں عام تھا اور ذکر جہر اور ذکر خفی کا ذکر بھی ملتا ہے1 کچھ اور اطلاعات بھی اس, ہیں۔ شیعہ سلسلہ سلسلۃ الذہب* یا گولڈن چین کا ذکر* ر*ران* ر [کتابوں میں ملتا ہے جن سے* $ ہو* ہے کہ ماوراءالنہر میں نقشبندیوں کی ای شیعہ شاخ جو سنہری زنجیر کہلاتی تھی، موجود تھی اور خاصی مقبول تھی۔ جامی نے اپنی کتاب 'سلسلۃ الذہب' میں (جو ۱۰۱۶ میں سمرقند میں لکھی گئی) فرائضوں کو یعنی (در: مت رفضنا) شیعوں کو « ری سے تشبیہ دیتے ہوئے یہ کہا ہے کہ وہ یسوع مسیح کو اپنا قبلہ ما... ہیں اور غلو کی وجہ سے علیؑ کی اہمیت, ھا e ہیں۔ جامی نے ایسے سبھی صوفیوں کی تنقید کی ہے جو سراور جہر کو اپنی ذاتی ز+ گی کی خوشیوں کا محور بنا کر: اکے ذکر کو فراموش کر* ہیں۔ ایسے سبھی اذکار میں بے ایمانی ومکاری شامل ہے۔ رسالہ کے خاتمہ, امام شافعی کے کچھ کلام بھی دئے گئے ہیں۔ خواجہ* ق* اللہ نے رسالہ مبلغ الرجال میں جو

کچھ لکھا ہے اس سے مختلف بیان دا؛ ۃ المعارف میں ملتا ہے۔ شیخ فر+ الدین » ر اور مو* رومی کی شاعری میں بھی علیؑ کے لئے ا ۔ دوسرا پیغام جو۔ اشیریں ہے، ملتا ہے۔

نقشبندی سلسلہ میں حضرت علیؑ کو اولین فنا کی حیثیت سے پیش کرنے میں ان کے m وں نے۔ ا اہم کردار ادا کیا ہے۔ ذیقعدہ ۸۹۲ کے درمیانی سالوں میں مفتاح الطالبین میں یہ واقعہ درج ہے کہ سمرقند کے ا ۔ درویش نے جو ذاتی طور۔ ہر طرح کی* پ ک وصاف شخصیت ر ت تھا اور جس کے m ین اور ساتھیوں کی تعداد بہت تھی، ا ۔ دفعہ حضرت علیؑ کو سمرقند کے چہارا تیل میں دیکھا۔ وہ گھوڑے۔ پ سوار تھے اور ان کے ہاتھ میں ا ۔ K ن تھا۔ حضرت علیؑ نے یہ اعلان کیا کہ ابھی ۔ یہ ولا$ خلیفہ سے منسوب تھی جو حضرت ابوبکر صدیق تھے۔ اب یہ عہدہ مجھے * جار ہا ہے اور اس کا منا & اعلان ہو* چاہئے۔ مفتاح الطالبین میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت ابوسعید بن الخیر نے جو اپنی روحانی تلاش وتجربوں کو، جو ابتدائی دنوں میں ہوئے تھے۔ ا۔ اپنے پیر کو بتاتے رہتے تھے، کہا کہ گو کہ انہوں نے ماوراء النہر کے شیخوں اور خواجہ کی رہنمائی اور طر g کے + از سمجھنے کی کوشش کی ہے 1 وہ ان سے متا* نہیں ہیں کیوè نہ ان کی معرفت نہ ہی ان کی مشکلات طر g وطریق اس۔ پ واضح ہوئی۔ مایوس ہو کر۔ # وہ خوارز H اور وہیں کی خاÕ ہوں مسجدوں ومقبروں میں K رت کی امید میں اور حوالات کی غیبی خواہش میں ت پ رہا تھا، اسی وقت ا ۔ رات۔ # وہ سجدہ میں تھا اس نے ا ۔ آواز سنی جو اسے بلا رہی تھی۔ # وہ مقررہ جگہ۔ پ پہنچا تو اس نے دیکھا کہ وہاں کوئی ú ن۔ پ ڑھ رہا ہے۔ بعد میں پتہ ` کہ وہ امیر المومنین حضرت علیؑ ہیں۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا خواجہ ان کا مر+ ہو* چاہیں گے۔ بیعت کے بعد کچھ معجزے بھی ہوئے۔

حالات دشمنان ابوسعید ابی الخیر میں بھی ابوسعید کا سلسلہ محض حضرت علیؑ اور حضرت محمدؐ سے وابستہ بتا ۔ جا* ہے۔ خوارزم میں شیخ نجم الدین کبریٰ اور ان کے مر+ وں کا سلسلہ بھی اسی طرح حضرت علیؑ سے ملتا ہے اور کمیل بن * د سے شروع ہو کر شیخ اسمٰعیل مقری۔ پ ختم ہو*

ہے۔نجم الدین کبریٰ کی حضرت علیؑ پر لکھی ہوئی نظمیں و منقبت بڑی فصیح و بلیغ اور بے حد موثر ہیں جن سے علم ہوتا ہے کہ عقیدتمندی اپنے عروج پر تھی۔ گوکہ نجم الدین کبریٰ کی منقبت اور ان کے عقائد دونوں ہی سے ان کے شیعہ رجحان ر p کا کہیں بھی شا> نہیں ملتا 1 وسط ایشیا میں کبراویہ سلسلہ کو اکثر و بیشتر شیعہ طور وطرز سے وابستہ سمجھا جاتا رہا ہے۔میل کا یہ قول کہ شیخ نجم الدین کبریٰ کوئی سنی، شیعہ مذہب *· چاہتے تھے رضوی کے خیال میں صحیح نہیں ہے کیوè ان کے مطابق کم وبیش سبھی صوفی اسی قسم کے .*. ت وخیالات ر p تھے۔1 اس سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ کبراویہ سلسلہ کی کئی/ ڑیوں اور شاخوں میں شیعہ میلان دیکھا جاسکتا ہے۔شا‡ یہ حضرت علیؑ کی شخصیت کا ا‌ثر تھا۔ یہ بھی سچ ہے کہ کبراویہ سلسلہ سے ہی ا۔ سلسلۃ الذہب ابھرا جو مکمل طور پر شیعہ تھا جو· طولیہ کے** ئی سلسلہ کی طرح کافی حد ۔ علیؑ سے وابستہ تھے اور انہیں : اکا سایہ ہی سمجھتے تھے اسی** ئی سلسلہ سے جا• ریوں کا بیکتا شیعہ سلسلہ بھی ابھرا۔ اسی لئے تیمور نے غزوات کا اعلان کی حسینی سنی حنفی مذہب ڑ* & کے خلاف کرڈ یں۔

%ا سان میں شیخ حیدر کا شیعہ سلسلہ اور شاہ نعمت اللہ ولی سمرقندی کا تعریف نعمت الالٰہیہ سلسلہ عام لوگوں میں بہت مقبول تھا۔شیخ نعمت اللہ کو تیموری حاکم شاہ رخ کی سرپرستی حاصل تھی اور بعد میں احمد شاہ اول بہمنی شاہ دکن کی بھی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ . # خواجہ محمد*· صر نے (۱۶۹۴-۱۷۵۹) ا۔ * مجددیہ نقشبندیہ سلسلہ ''طریقۂ محمدیہ'' شروع کیا تو ان کے فرز‡ میر درد نے اس سلسلہ کو مقبول و معرف بنا یا، چوè وہ خود شیعہ تھا اس لئے حضرت علیؑ کی عقیدت کچھ ڑ* یدہ گہری تھی اور وہ انہیں کے زیر ا‌ثر رہا۔

حضرت علیؑ کا تعلق حسن بصری سے کس‡ از کا تھا اس پر بھی اختلاف رائے ہے۔کچھ نے تو حضرت علیؑ و حسن بصری کو ا۔ ہی سمجھا ہے دوسروں نے حسن بصری کو حضرت علیؑ کا شا/ د بتا یا ہے۔اطہر عباس رضوی کا خیال ہے کہ حسن بصری نے حضرت علیؑ سے ہی ذکر

سیکھا، 1 اس سے یہ* .$ نہیں ہو* کہ ان کا* ہی رابطہ طویل رہا ہوگا، گوکہ دونوں نے ہی فتویٰ سلسلہ کے آداب کافی حد- اپنائے اور. قرار رکھے۔ مارٹن لنگ کی رائے اس* .$ *زیدہ واضح ہے کہ حسن بصری بہت ابتدائی زند گی سے حضرت علیؑ سے استفادہ و رہنمائی حاصل کرتے رہے تھے۔ حسن بصری سے ہی *زیدہ صوفی سلسلے نکلے ہیں۔ یہ دلچسپ* .ت ہے کہ ابومحمد جعفر خلدی حسن بصری کے سلسلے سے کہیں بھی حضرت علیؑ کا* .م نہیں è، 1 کچھ ا.یانی اور بغدادی مخطوطات میں حسن بصری کا گہرا تعلق حضرت علیؑ سے دلا } کر* ہے۔ حضرت علیؑ کی مقبولیت صحیح معنوں میں اخی Ĩ ں میں تھی جو کئی صدیوں-- غز* .ء میں مقبول تھا اور اس کا ذکر* لیف ابن بطوطہ میں ملتا ہے۔ علیؑ کے طرز کو ہجو.یری نے فقر و صفا اور # اللہ کا ا- نفیس مجموعہ کہا ہے۔ یہ پوچھنے. پر کہ & سے عز.یز وصاف شئے کیا ہونی چاہئے۔ جواب 5 کہ غنا القلب باللہ کیو è جو دل: ا کی محبت سے معمور ہو وہ د* وی نعمتوں سے محروم رہ کر بھی امیر رہتا ہے۔

علیؑ بھی سالک کے لئے لقمہ حرام سے. پرہیز ضروری سمجھتے تھے۔ نقشبندیوں کی طرح وہ : مت الملوک، نصف السلوک کے قائل نہ تھے۔ جلال الدین رومی نے علیؑ کی ساری تعلیمات کی تفصیلات دی ہیں۔ علیؑ اس کے قائل تھے کہ جس نے خود کو سمجھا اس نے : ا کو *.لیا۔ حضرت علیؑ کی Ñ کشی کی ہر جگہ تعریف کی گئی ہے۔ شرح جنید بغدادی میں لکھا ہے کہ ا- دفعہ ا- سید بغداد حج کے لئے H اور جنید سے ملنے پہنچا۔ اس نے کہا کہ وہ علیؑ کی ± کا ہے اور گیلان سے تعلق رr ہے۔ جنید نے کہا "علیؑ نے اپنی تیغ دو* .ر ` ئی ا- کافروں. پر اور دوسری Ñ .پر"۔

نہج البلاغہ میں اپنے خطبے ۲۰۸ میں حضرت علیؑ نے اپنے خیالات کا اظہار اور تفصیل سے کیا ہے۔ ان کے رحم دلی کے ثبوت ان کے خطوط میں جو فوجی افسروں اور ٹیکس کلکٹروں کو لکھے گئے ہیں، موجود ہیں۔

حضرت علیؑ کا دیوان فصا # وبلا (کا مجموعہ ہے ان کی مختلف النوع شخصیت کی تعریف جامی نے اپنے خطوط میں کی ہے جو میر علی شیر نوائی کو لکھے گئے ہیں۔ سلطان حسن * یقرا کے در رمیں . # حضرت علیؑ کے ذریعہ لکھی گئی قرآن کی کاپی لائی گئی تو لوگ ان کی فنِ خطاطی پر حیرت زدہ رہ گئے تھے۔ حضرت علیؑ معما کے شائق اور مشاق و ماہر تھے۔ ان سبھی کا ذکر تفصیل سے وسط ایشیا کے مآ : میں ملے گا۔ کہا جا ہے کہ حضرت علیؑ کا الہام غیبی بھی غیر معمولی تھا اور منگولوں کے حملے کی پیشین گوئی ا مثال ہے۔ حکیم بن تورانے کہا ہے کہ ان کی عوام سے محبت غیر معمولی تھی۔ شریعت سے انحراف کبھی نہیں کیا۔ ان کی مہر پر نقش خاتم الملك لله الواحد القهار اور نعم القادر الا الله $ کر ہے کہ ان کے طرز حکومت کی دکیا تھی۔

نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

پروفیسر سیّد امیر حسن عابدی

یہ بھی اتفاق ہے کہ جس روز مجھے اس سمینار کا دعوت نامہ 5، اسی روز راشٹریہ سہارا میں شیخ ابوبکر طوسی حیدری قلندری کے عرس کی خبر ملی۔ حضرت Â م الدّین اولیا آپ کی خاÕہ میں ۔ کرتے تھے۔ شیخ جمال الدّین ہا 2 ی آپ کے احباب میں تھے۔ ۲۰ رمضان ۶۵۵ھ/ ۱۲۵۷ء میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کی درگاہ پ گتی میدان کے نزد یک متھرا روڈ پ واقع ہے، جو مٹکا پیر کے نام سے مشہور رہے۔ ہندوستانی قلندروں میں بوعلی شاہ قلندر کا ذکر اکثر آتا ہے، جو پ نی پت میں مدفون ہیں۔

سراج الدّین علی خان آرزو نے شرح گلستاں میں لکھا ہے کہ قلندر دراصل کلندر تھا۔ عرب و عجم کے اختلاط سے قلندر ہو گیا۔

تصوّف میرے مطالعہ کا ای ۔ بڑا حصّہ رہا ہے۔ کئی برس پہلے میری کتاب Sufism in India's Response to شایع ہوچکی ہے۔ نیز عرصہ ہوا کہ میرا ای لیکچر Sufism بڑودہ یونیورسٹی کے جرنل میں شائع ہوا تھا۔ میں نے تقریباً ہندوستان کی تمام خاÕہوں کی زیارت کی ہے۔ خاص کر کتابوں اور کتاب خانوں کی تلاش میں جگہ جگہ کی خاÕہوں کو چھانا ہے۔

لکھنؤ میں برسوں طالبعلم کی زندگی گذارنے کے باوجود کبھی کاکوری شریف نہیں گیا۔ البتہ جب فخر الدّین علی احمد اردو کمیٹی کا چیرمین بنا تو مرحوم پروفیسر نورالحسن ہاشمی صاحب کے

ساتھ اس خاOہ کی *ِ رت سے مشرف ہوا۔ وہاں قلمی کتابوں کا ا- ,۔ ڈا ذخیرہ ہے، 1 کمرہ اتنا چھو*ٹ ہے کہ کتابیں اُڑسی ہوئی ہیں۔ وہاں کے: درمخطوطات میں "القول الجلی فی مسند العلی" یعنی ملفوظ حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی موجود ہے، جسے حضرت شاہ محمّد عاشق پھلتی نے ۱۲۲۹ھ/۱۸۱۴ء میں *- لیف کیا تھا۔ جناب مولوی حافظ تقی انور علوی کاکوروی صا # نے اسے مع- جمہ اور شرح کے ۱۹۸۵ء میں شائع کیا ہے۔ اس میں حضرت ابوالحسن ز+ فاروقی نقشبندی دہلوی کا مفصّل مقدمہ ہے۔

خاOہ قلندریہ کاکوری شریف علما اور فضلا اور مر*- ض۔ ۰ رگوں کا مر/ رہا ہے اور اب بھی ہے۔ "+ کرۂ گلشن کرم" میں حافظ تقی انور ک%a کاکوروی نے "درگاہ عالم پناہ کاظمیہ کے اور -َ نشینوں کے مختصر حالات" دیئے ہیں۔ اس کے مطالعہ سے دوسری قلندری خاO ہوں اور قلندر۔ ۰ رگوں کا بھی ذکر ملتا ہے، جیسے شاہ جی قلندر لاہر پوری، شاہ فتح قلندر جو z ری، شاہ بخش قلندر، شاہ K¶ ءاللہ قلندر اور شاہ مسعود علی قلندر الہ*۔ دی۔

شاہ محمّد کاظم قلندر (۱۷۴۵-۱۸۰۶ء)، مر+ شاہ*۔ سط علی قلندر الہ*۔ دی نے خاOہ کاظمیہ قلندریہ کاکوری شریف کی بنا ڈالی تھی۔ آپ موسیقی میں بھی مہارت ر p تھے۔ مہاراجہ ٹکیٹ رائے، دیوان نواب آصف الدولہ آپ کے مر+ وں میں تھے۔ نیز آپ نے کئی عمارتیں تعمیر کروا N اور حکومت کی طرف سے ا- گاؤں معافی میں دلوا*۔ آج ٹکیٹ رائے*- لاب، لکھنو کا ا- محلّہ ہے۔ ان کے ساتھ راجہ جھاؤ لال کی بھی* یاد آ جاتی ہے، جو آصف الدولہ کے۔ ڈے معتبر و زیر تھے۔ ملّا خطا شوشتری نے آپ کی۔ ڈی تعریف کی ہے۔ گولہ گنج سے امین*۔ د جاتے ہوئے جھاؤ لال کا پُل آ*- ہے۔ اس سے ا- یں تو دسہری ہاؤس ملے گا، یہاں کے تعلّقہ داروں کی۔ سی کی مجلس میں ہم لوگ شر :- کرتے تھے، جس میں میرے مربی مولا*۔ سیّد ابن حسن نونہروی صا # مرحوم ان کے د 3 کی مجلس۔ پڑھتے تھے۔

بہر حال جیسا کہ میں نے ابھی کہا ہے، حضرت شاہ محمد کاظم موسیقی میں پوری مہارت

ر p تھے۔ نیز ''نغمات الاسرار'' موسوم بہ ''سا$ رس'' آپ کی* لیف ہے۔ آپ نے ٹھمریوں میں حقائق و معارف کو نہا$ مؤثر+ از میں بیان کیا ہے۔ جیسے کہتے ہیں:

ز لطف از نمودی کسی را جمالی　　دکھائی تو مکھ ساتھ اس کا گھالے

☆

موہن جاگو اٹھو مکھ دھوؤ　　دوار سے ٹھاڑھ ہیں لوگ لگائے

ا- ٹھمری Æ میں:

صورت تیری پیاری آؤں میں بلہاری

آپ کے صا ñ ادے اور جانشین حضرت غوث ملت لسان الحق شاہ اب علی قلندر متخلص بہ اب (۱۷۶۸-۱۸۵۸ء) کا دیوان شائع ہو چکا ہے۔ آپ اردو، فارسی اور ہندی کے شاعر تھے۔ آپ کے کچھ اشعار یہاں دیئے جا رہے ہیں:

کردم از د & جنوں صد A چاک　　* بہ کف آ+ مرا دامان عشق

☆

نہ در شہرم نہ و یانہ نہ در مسجد نہ بتخانہ　　نہ در بمم نہ کاشانہ نہ در دارم نہ دیوارم

☆

بہر دری کہ شدم شش ò, ادم　　بحیرتم کہ تو* ہ ای کرا دم

☆

حق ا & آ è* الحق بگفت وی گو　　کہ غیر حق ہمہ بہتان و افترا دم

☆

کشت تغافلت مرا این عجب ا & %　　ہیچ نشد خبر مرا قتل کہ شد شہید کیست

☆

داہ ہے عجب مصحف قرآن پہ کاکل　　ممکن ہے کہیں حافظ قرآن ہو کافر

کس طرح اب اس کو مصا # کرے اپنا　　جو آفت دیں فتنۂ ایمان ہو کافر

بھادوں %ں ہوا کنوار *ی گھر سے پھر اب تلک نہ *یر *ی

☆

دوش پہ ڈال کے زنّار گلے میں *ی لئے جا* ہے مرا دل یہ برہمن والا

☆

شہر میں اپنے یہ لیلی نے منادی کر دی کوئی پتّھر سے نہ مارے مرے دیوانے کو

بسنت

آیو بسنت بھیس متواری امنگ چلیں & *یری کنواری

کوئی عبیر لئے تھی چھوری کوئی بنائے رہیں پچکاری

پورا گھرانہ صا # علم وفضل اور مؤلّف ومصنّف رہا ہے۔ اب اس سیمنار کی منا ہے سے صرف حضرت مولا* حافظ شاہ محمد علی حیدر قلندر علوی کاکوروی کی* لیف "احسن الانتخاب فی ذکر معیشۃ سیّدنا ابی تراب" کا ذکر کروںگا۔ یہ تا لیف انتہائی ایما* اری سے *لیف کی گئی ہے، نیز ہر افراط وتفریط سے خالی ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں: ''صحابہ میں جو *ت حضرت علی مرتضی کرّم اللہ و ō کو حاصل تھی، وہ کسی دوسرے کو حاصل نہ تھی ......جس کا اعتراف امام احمد بن m وقاضی ابوعلی Q پوری نے بھی کیا ہے''۔

آگے تحریر فرماتے ہیں کہ: ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدینہ میں داخل ہونے کے بعد سے وقت وفات -- ، جو کل H یرہ. س ہیں...... جملہ غزوات میں، بہ استثناء تبوک، جناب امیر آنحضرتؐ کے ساتھ رہے اور داد شجا (دی'' ۲؎

مز+ لکھتے ہیں: ''حکم ہوا کہ تمام صحابہ سوائے جناب امیر کے اپنے مکا ت کے دروازے، جو مسجد کی طرف ہیں بند کرلیں'' ۳؎

خلافت کے زمانہ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں: '' ۳۶ ہجری میں کوفہ دارالخلافت H ہ ......اہل کوفہ نے قصر الخلافت میں مہمان نوازی کا انتظام کیا، لیکن شہنشاہ زہد وقنا (

نے قصر الامارت میں انے نے سے انکار کیا'' ۴؎

پھر نتیجہ نکالتے ہیں: ''تمام علوم ظاہری و باطنی، شریعت وطریقت اور معرفت وحقیقت کا مبداء ومنتہا جناب امیر ہی کی ذات ہے'' ۵؎

حضرت امیرؑ کے مزار مبارک پر ہارون نے کٹہرا لگوایا۔ پھر سلاطین سامانی نے کچھ عمارتیں بنوائیں۔ اس کے بعد دیلمہ یعنی سلاطین آل بویہ نے نئی عمارتیں تعمیر کروائیں۔ اس کے بعد مختلف ادوار میں زیب وزینت میں اضافہ ہوتا رہا۔

مولانا عبدالرحمٰن جامی جب نجف اشرف میں زیارت سے مشرف ہوئے تو ارشاد فرمایا:

جامی از قافلہ سالار رہ عشق، اگر بپرسند کہ آن کیست علی گوی علی

نیز بعد از زیارت، یہ قصیدہ کہا:

جامی ز آستان تو کامی طلبی سجود ہر صبح وشام اہل صفا می زند صف

جناب امیرؑ نے نہ مال جمع کیا نہ ترکہ چھوڑا۔ صرف ۷۰۰ درہم تھے جس سے غلام خریدنا چاہتے تھے۔ آپ کے دو غلام تھے ایک قنبر، دوسرے یحییٰ بن کثیر، جو نہایت عالم و فاضل تھے۔ ان کے صاحبزادے عبداللہ بن یحییٰ بھی بہت بڑے عالم تھے۔

حوالے

۱- مطبع احسن المطابع لکھنؤ بار سوم ۱۹۲۳ء، ص ۱۷
۲- ایضاً، ص ۶۴
۳- ایضاً، ص ۲۷
۴- ایضاً، ص ۲۷۱
۵- ایضاً، ص ۴۸۹

نہج البلاغہ
دستورِ حیات و اقدار بشریت کا سرچشمہ

پروفیسر سید اطہر رضا بلگرامی

Ḱا نی فکروکاوش ازل سے ا ی- ایسے Â مِ حیات کی تلاش میں سرگرداں ہے جو Ḱا M4 کے فروغ اور اجتماعی ﺗ گی کے لئے صالح، متوازن اور موزوں ہو۔ Ḱا ن ایسے Â م کی جستجو میں اس وقت بھی تھا . # معاشرہ چند Óس کی * . دی -- محدود تھا اور ﺗ گی چند عوامل ﭘ بسر ہو رہی تھی اور عصر حاضر کے * . ہوش * . خبر * . عمل تیز رو ﺗ * ی فتہ Ḱا ن کو بھی ہے جو آج تسخیرِ کائنات کا حوصلہ ر r ہے اور پُر اعتمادی سے اپنے رب سے سوال کر * ہے:

ہے کہاں تمنا کا دوسرا قدم * ی رب
ہم نے دشتِ امکاں کو ا ی- نقشِ * * ﭘ

غا r

لیکن ایسا پُر اعتماد Ḱا ن جو تسخیرِ کائنات کا حوصلہ رکھے اور ''دشتِ امکاں'' کو ''ا ی- نقشِ * ﭘ'' سمجھے کتنا مجبور و بے بس ہے کہ ا ی- ﭘ امن و ﭘ وقار Â مِ حیات کو تشکیل دینے سے آج -- قاصر ہے۔ اس نے سابق تجر * . ت کی روشنی میں جہدِ پیہم اور مسلسل ردّ ﺗ ل کے عمل سے ا ی- غیر مستحکم و غیر یقینی سی طرزِ ﺗ گی تو حاصل کر لی لیکن نہ کوئی مستحکم دستورِ حیات مر $ کر سکا اور نتیجتاً نہ اقدارِ حیات کو فروغ دے سکا اور نہ ہی ان کا تحفظ کر سکا۔ اس کی تمام ﺗ ﺗ قی تنزلی، کا پیش خیمہ بنی رہی۔ حضرت علیؑ کا کلام جو نہج البلاغہ کی شکل میں آج د * کے سامنے

ہے بھٹکی ہوئی Ki نی فکر اور شکست خوردگیوں ومحرومیوں میں گھری Ki M کی %ی پناہ گاہ ہے جہاں خطبات، خطوط وصیتیں، نصیحتیں حکم و مواعظ اور اقوالِ Ki ن کے ذہنی اO رکو سکون بخشتے ہیں اور تنبیہ، ہدا$ وO ہ کے حصار میں صراطِ مستقیم کی رہنمائی کرتے ہیں۔

میں نہ اس کی %اُت کرسکتا ہوں اور نہ اس کا اہل ہوں کہ ایسےا ان* پ یہ صحیفہ کے %*ی ت کو اپنے موضوع کی تشریح کا ذریعہ بنا کر یہ دعویٰ کروں کہ ان میں پوشیدہ معنی و مطا) کے%انوں کو واضح کر*ی ہے۔ میری *ہ عقل وفہم نے جس حد-- میرا ساتھ*ی میں اسی محدود دا ے میں %*ی ت میں بیان کردہ دستورِ حیات و اقدار بشر$ کی K ن دہی کرنے کی جسارت کرر ہا ہوں۔ یہ مضمون دوحصوں میں تقسیم ہے: پہلے حصہ میں د * کے مروّجہÂ م حیات و اقدار بشر$ پ روشنی ڈالی گئی ہے اور دوسرے حصہ میں اسلام ونہج البلاغہ کی روشنی میں حیات Ki نی کے دستورواقدار کی تشریح کی گئی ہے۔

میں گفتگو کا آغاز Ki ن کی تعریف سے کرر ہا ہوں۔ اس حقیقت کو مسلمہ طور پ تسلیم کیا H ہے کہ Ki ن % وِ کائنات اور مادہ یعنی جسم وروح کا مر ' ہے % وِ کائنات ہونے کا مطلب صرف یہ نہیں ہے کہ جو کچھ کائنات میں ہے وہ & کچھ Ki ن میں بھی ہے بلکہ شریکِ کائنات ہونے کا مطلب یہ بھی ہے کہ اس کے % اءوعناصر کے آپسی ربط وضبط میں جو تنا & وتوازن* پ جا* ہے وہی Ä وضبط اور توازن Ki ن کے % اءوعناصر میں ملتا ہے۔ Ki ن کائنات کا % ہے تو کائنات کی ہر خصوصیت اس میں سموئی ہوئی ہے* + Ki ن اپنی عقل وفہم کے مطابق جو بھی انکشافات کر* رہے گا، خواہ وہ کسی میدان کے ہوں، کائنات کے عناصر سے ہٹ کر نہیں کرسکتا۔

Ki ن مادہ یعنی جسم اور روح کا مر ' ہے۔ اس لئے دونوں کی تو* ئی وحیات کے لئے مادی وروحانی وسائل چاہیئے جن کے بغیر ان کا فعال بنا رہنا ممکن نہیں۔ ا Ki نی جسم اور اس کے ا | ءوجوارح کا تقاضہ ہے کہ اچھی غذا، صحت مند ماحول* پ نی، رہائش، موسم

کے اعتبار سے آرام دہ کپڑے وغیرہ جیسے مادی وسائل د7یب رہیں تو روح کی*- زگی، * لیدگی وصحتمندی کا تقاضہ ہے کہKl ن بلند کردار واخلاق، منصفانہ فکر وعمل، جا*- کی تمیز، صبر وقنا (جیسے جوہروں سے مزین رہے۔Kl ن میں یہ مادی وروحانی دونوں عناصر لازم وملزوم میں۔ جسم کا تصور بغیر روح کے ممکن نہیں اور روح کے فعال ہونے کے لئے ا یہ جسم چاہئے۔ ان دونوں کے متوازن رہنے میں ہی حیاتِKl نی کو بلند درجات » ہوتے ہیں۔ مز+، Kl ن کے روحانی جوہر وہ ہیں جو اس کے مادی تقاضوں کی پ سبانی کرتے ہیں۔ .# کبھی Kl ن نے نفسانی ومادی ضرورتوں کی حدوں سے تجاوز کیا تو احساسH ہ، ضمیر کی 5مت، شرمندگی، پچھتاوا، صدمہ، افسوس جیسے.* ت واحساسات نے اس کو راہِ را & کی طرف پلٹا*ی۔ .# -- Kl ن کی نفسانی و مادی خواہشات روح کی اس نگہبانی کو قبول کرتی رہتی ہیں جسم وروح کا توازن* قی رہتا ہے یہی توازن صحت مندKl نی معاشرہ کا ضامن ہو* ہے، جہاں تمام بشری$ کی اعلیٰ قدریں فروغ* تی رہتی ہیں۔ لیکن .# Kl ن کی نفسانی و مادی خواہشات کی سرکشی روح پ ہاوی ہوکر اس کو اتنا آلودہ کردے کہKl ن نہ اپنے ضمیر کی آواز سنے، نہ اس کو شرمندگی و پچھتاوے کا احساس ہو، نہ اس میں احساسH* قی رہے، نہ کوئی . بہ ورحم وا « ف ابھرے تو روح کی یہی مُردنی معاشرے کے عدم توازن اور اقدارِ بشری$ کی* پامالی کا L بن جاتی ہے۔

اسلام جو دین فطرت ہےKl ن کے مادی روحانی تقاضوں کو فطری تسلیم کر* ہے اور صحت مندKl نی معاشرے کی تشکیل واقدارِ بشری$ کے فروغ کے لئے ان دونوں کے توازن پ & سے ز*یدہ زور دیتا ہے، اس کی نگاہ میں صحت مند جسم کے لئے مادی وسائل کی د7یبی وتصرف نہ صرف*. ی بلکہ فطری ہے جس کو پوا کر* مذہبی فریضہ کا درجہ رr ہے۔ لیکن اسلام ان کو آزاد نہیں چھوڑ* بلکہ روح کی مکمل سرکردگی اوز* پ سبانی میں ر p کی ہدای$ کر* ہے۔ اور یہ اس لئے کہKl ن کے مادی وجود کی دو خصوصیات جن کو ہم کمزو*یں کہہ h ہیں

ایسی فطری مستحکم وC دیں ہیں جن کو نہ*3 جا سکتا ہے اور نہ فنا کیا جا سکتا ہے۔ ہاں تعلیم و
,¨ .M و¨ غیب کے ذریعہ رام کیا جا سکتا ہے۔ ان کو اَ روح کی نگہدا ُ & وسرپ ستی سے
آزاد کر3* جائے تو اقدارِ بشر $ یقیناً* پ مال ہوں گے اور Kl نی معاشرہ امن وسکون سے
محروم رہے گا۔ روح کی* پ سبانی ان میں Ä وضبط واعتدال وشائستگی قایم ر b ہے۔

اول: Kl ن لامتناہی خواہشات وتمناؤں کا پلندہ ہے جس کا سلسلہ اول*- اخیر سانس
کسی لمحے ختم نہیں ہو*- ۔ان میں ایسی شدت* پ ئی جاتی ہے کہ بقول غا] ہر خواہش پہ دم ¨ ¨
ہے اور بہت کچھ حاصل ہونے پ بھی یہی احساس رہتا ہے کہ ابھی ارمان کم نکلے ہیں۔ نتیجتاً وہ
طمع، حرص، حسد، Ð ت، توہم پ ستی اور ہوس جیسے رُ جحا ت کا شکار C ¨ ہے۔ دوم: Kl ن
خودغرض بھی ہے۔ اس کے ''حبِّ Ñ'' کا . بہ اپنی ذات کی تسکین میں ہی محصور ر r ¨ ہے اور
نتیجہ میں ذخیرہ # وزی، جمع خوری، منافع خوری، شقاوت، بے رحمی، بے حسی، جیسے رجحا ت
کی طرف مائل ہو*- ہے اور غیر منصفانہ Â م تقسیم میں ہی سکون کا احساس کر*- ہے۔

اس پسِ منظر میں اَ د * کے مروّجہ Â م حیات کا تجزیہ کیا جائے تو یہ واضح ہو جا*- ہے
کہ سبھی Â م Kl ن میں* پ ئی جانے والی انہیں دو کمزوریوں پ ٹکے ہیں۔ سرمایہ دارانہ Â مِ
حیات Kl ن کی لامتناہی خواہشات کو* یدہ سے3* یدہ ہوا دیتا Ã *- ہے کیو è ان کے مسلسل
پھیلاؤ میں اس کو اپنے Â م کا استحکام قوی ¨ ہو*- Ã *- ہے۔ Kl ن کی خودغرضیوں کو بھی اس
Â م میں خوب تو*- ئی ملتی ہے۔ Kl ن کے . بۂ آزادی کو بے لگام بنا*یا H *- کہ وہ Ḍ
استعداد دو } و ُ وت سمیٹتا رہے Kl نوں کے جسمانی، ذہنی، نفسانی، طبعی، معاشرتی تفریق
سے منھ موڑ کر، ان کو پسِ پُشت ڈال کر معاشرے کو عدم مساوات واستحصال کے کبھی نہ ٹوٹنے
والے حصار میں جکڑتے رہنے کے لئے چھوڑ دے۔ ایسے Â م میں دو } مند3* . اقتدار
افراد کے # ر بے رحمی، شقاوت، بے حسی، رعو$ جیسے .* ت کا ابھر*- فطری ہے کیو è یہی
اس کی خودغرضیوں کے محافظ W ہیں ۔اس کا نتیجہ اخلاقی پستیوں کی شکل میں سامنے ہے۔

ایسے معاشرے میں پرورش پانے والا انسان اپنے سے کم تر طبقہ کو حقیر و ذلیل اور اپنے کو صاحب عزت واحترام سمجھتا ہے۔ وہ اپنے ہم عصروں کو اپنے مدِّ مقابل ہوتے دیکھ کر ان کو پیچھے ڈھکیلنے کا کوئی حربہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتا۔ بزرگ والدین کی خدمت و اطاعت کو تضیع اوقات سمجھتا ہے کیونکہ وہ اب اس سسٹم کے کار آمد پُرزے نہیں رہے جس پر وقت و سرمایہ صرف کیا جائے۔ بچوں کی سرپرستی و نگہداشت کو بھی وقت کی بربادی سمجھتا ہے اور اس کے لئے خصوصی ماہرین یا اداروں کا سہارا لے کر اس فرض کی ادائیگی سے مطمئن ہوجاتا ہے۔ ایسے ماحول کا پروردہ انسان ذہنی، معاشرتی و اخلاقی اعتبار سے اس قدر پستی کا شکار ہوجاتا ہے کہ لاچاری و غربت میں ساہوکار کے ذریعہ دئے گئے ادھار پر روپیہ کو اعلیٰ انسانی خدمت قرار دیتا ہے۔ اس کی آسودہ حالی کی خودداری کا گلا گھونٹ کر احسان مندی کے بوجھ تلے دبے رہنے کی خوگر ہو جاتی ہے۔ وہ ساہوکار کو عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھتا ہے کہ وہ بے وقت کام آیا اور وقت مقررہ پر رقم واپس کر دینے پر اگر ساہوکار بطور ستائش سود کے چند روپیہ معاف کر دے تو اس کے اس فعل کو عظیم کار خیر سمجھنے لگتا ہے۔ اس نظام میں اقدار انسانی کی پستی کا یہ عالم ہے کہ اگر کوئی سود کی رقم واپس نہ کر سکے تو وہ سماج کا سب سے بڑا مجرم لیکن ساہوکار سود کی رقم کھا کر غریب کا خون حیات استحصال کرتا رہے، صاحب اقتدار کمزوروں کی کاوشوں و محنت کو ناقدری کی نگاہ سے دیکھتے رہیں، لاچار و بے بس انسانوں کو معاشرے کا ناکارہ پرزہ سمجھا جاتا رہے تو یہ کوئی جرم نہیں۔

اس نظام معاشرت کی عمارت، کامل آزادی، انفرادی ملکیت اور دولت و ثروت و سرمایہ کی سطح پر ٹکی ہے۔ اس کی فکر یہ بتلاتی ہے کہ انسان فطری طور پر آزاد پیدا ہوا ہے تو پھر اجتماعی طور پر بھی آزاد رہنا چاہیئے۔ حکومت کو اس آزادی میں نہ مداخلت کرنی چاہیئے اور نہ اس راہ میں سدِّ راہ ہونے کا حق ہونا چاہیئے۔ جب سماج میں ہر فرد کو اپنی خواہش اور اپنی استعداد کام کرنے کی آزادی ہوگی تو پورا سماج سرگرم عمل ملے گا اور اس طرح ''انفرادی

آزادی‘‘، اجتماعی خوشحالی کا وسیلہ بن جائے گی۔ فرد کی آزادی اور اس کے انتخابِ روزگار میں کوئی.. ائیÃنہیں آتی۔ لیکن ایـ اہم نکتہ کو قطعیÃ ‡ از کرۃیH اور وہ یہ کہK ن Đادی طور پر تو یقیناً آزادپیدا ہوا ہے لیکن اجتماعی طور پر نہیں۔ اجتماعی معا5ت میں ہر شخص کو دوسرے کے حقوق کا لحاظ رکھنا پڑے گا* کہ دوسرے کے حقوق کا تحفظ خود اس کے حقوق کے تحفظ کا ذریعہ بنے۔ اس طرح گویا ہر فرد پر دوسرے کی ‡ گی کی ذمہ داری عا‡ ہوتی ہے۔ سرمایہ داری طرزِ فکر میں آزادی کا جو تصور ہے اس سے مادیK¶ط و ذرائع پیداوار میں وسعت تو ممکن ہے لیکن اس کو عوام تک پہنچانے کی ضما$نہیں ملتی۔

اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ معاشرے کے افراد، ا | ء و جوارح، .*. ت و احساسات، طبیعت و مزاج، ذہنی سطح کے اعتبار سے مساوی نہیں ہوتے۔ ان میں چاق و چوبند، سست و کاہل، مہم جو محتاط، ضعیف و لاغر، عقل مند و کند ذہن سبھی ہوتے ہیں۔ نتیجتاً & کی صلاحیتیں.. ا. نہیں ہو سکتیں۔ لیکن خواہشات و تمناؤں اور خودغرضی کا ؛ یہ ہر فرد میں موجود ہو* ہے۔ بغیر اس تفریق کا لحاظ کیے آزادی مساوات کی* پامالی کا L بنے گی۔ یہاں آزادی جس فطریÂم کے تحت فلاح و مساوات کا تصور پیش کر رہی ہے وہ دراصل ایـ مخصوص زاویہ فکر کی تبلیغ کے آلہ کار کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اسÂم کے بینکنگ سسٹم، فرسودہÂمِ سود سے ہٹ کر خالص فلاحی سسٹم میں تبدیل ہو چکا ہے۔ جہاں استحصال کا کوئی تصور نہیں ہے لیکن پھر بھی کیا یہÂم ہماری مادّی خواہشات کو ہوا دیتا، ان کو ترغیب دیتا نہیں ملتا جہاں صا # دو ﴿ وثروت کو مزید دو ﴿ سمیٹنے کا بھرپور موقعہ ملتا ہے اور نسبتاً کم صا # حیثیت کو کم اور پھر استحصال نہ بھی سہی تو کیا یہ سسٹم معاشرے میں معاشی خلیج کو مزید وسیع کرنے کا ذریعہ نہیںC؟

جان لیوا مقابلے، حق_ ، استحصال اور غیر عادلانہ رویہ کو جھیلتے جھیلتے. # معاشرہ شدید الاO روید امنی کا شکار ہوا تو شدید ردعمل کے بطور اشتراکیÂم کی آغوش میں پناہ ڈھونڈنے

ٌ جس کی C دیں مساوات پ قائم کی گئیں۔ اشترا کی Âم سرمایہ دارانہ Âم کا انتقامی عکس العمل تھا، اس کی ضد تھا اور ظاہر ہے جو Âم انتقام وضد پ کھڑا ہو وہ معاشرے کو انقلابی و انتقامی فکر کے سوا کچھ نہیں دے سکتا۔ وہ استحصال، عدم مساوات اور عدم ا « ف کے خلاف ہمیشہ نبرد آزما Ã آئے گا۔ اس Âم نے تمام عیوب کی K% ن کی بے لگام آزادی کو قرار ۃ جس نے اÐادی ملکیت کا تصور ابھارا اور تمام ایئوں کا بن گئی۔ نتیجتاً شدتِ انتقام کا غلبہ دوسری مخالف انتہا کی طرف لےH جہاں اس نے K ن کی فطری آزادی کے ۔ بہ کو ہی سلب کر لیا اور ''اÐادی آزادی'' کو ''اجتماعی آزادی'' اور ''اÐادی ملکیت'' کو ''اجتماعی ملکیت'' میں+ ل ۃ۔ اس Âم نے ملک کی ساری دو ، سرمایہ و وسائل اور : مات کو عوام کا اور عوام کو ملک کا خادم قرار ۃ۔ ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ بقدرِ استعداد، رجحان وصلا A محنت کرے اور بقدر ضرورت اس کا ثمر حاصل کرے۔ اس کی ضرورتوں کا تعین وہ خود نہیں بلکہ اسٹیٹ کرے گی۔ اس طرح K ن کا اپنا وجود کوئی معنی نہیں رr ۔ وہ پیدا ہو ہے تو جما کے لئے، محنت کر ہے تو جما کے لئے، کاوش اور جستجو میں سرr رہے تو جما کے لئے، جئے تو جما کے لئے اور مرے تو جما کے لئے۔ اس طرح گو وہ پیدائش ہی سے حکومت کا غلام اور اپنے د & ۃ زو کی طاقت کو اسٹیٹ کا صدقہ سمجھے۔ اس Âم نے حبّ ذات اور '' # Ñ'' جیسے فطری * ت کو 'حبّ جما ' میں ضم کرنے کی کوشش کی اور اس کے لئے تعلیم و M وقہر وغلبہ کا راستہ اپنایا۔ اس کے ذریعہ یہ فکر پیدا کرنے کی کوشش کی کہ K ن کا ذاتی وجود کوئی اہمیت نہیں رr ، وہ جو کچھ بھی ہے سماج کے % کے بطور اہمیت کا حامل ہے۔

یہ ۔ بہ کہ تم سماج کے لئے ہو یقیناً قابلِ قدر ہے لیکن اس قیمت پ کہ تم کچھ بھی نہیں ہو، غیر فطری ہے۔ طاقت و جبر سے ہر * ت منوائی جاسکتی ہے لیکن K ن کے ۔ بہٴ آزادی اور اس کے حبِّ Ñ کو مٹا نہیں جاسکتا۔ تعلیم و M کے ذریعہ اس میں سلیقہ، وسعت، ٹھہراؤ

اور جامعیت تو پیدا کی جا سکتی ہے لیکن فنا نہیں کیا جا سکتا*۔ وجود قہر و غلبہ، تعلیم و M. کے
اس کو اس* ۔ت ,پ تعجب ہو* ہے کہ میرے د & ۃ* ۔ زو کی پیدا کی ہوئی اشیاء و: مات ,پ
اسٹیٹ کا قبضہ کیوں ہے اور میری کمائی ہوئی دو } ,پ تصرف کا اختیار مجھے کیوں نہیں ہے؟ اگر
مساوات کی خاطر حکومت محنت و استعداد کے بمو ۔ # صلہ دینے ,پ ا آئے تو بہتر صلاحیتوں
والے کا صلہ کم صلاحیتوں والے کے مقابلہ ژ* دہ ہوگا کیو è اس کا کنٹری بیوشن دوسرے کے
مقابلے ژ* دہ ہوگا۔ اب اگر حکومت مساوات کے* م ,پ ضرورتوں کا تعین خود کرے اور & کو
اس کی طے کی ہوئی پیمائش کے بمو ۔ # ،. ا. سے ملے تو یقیناً ژ* دہ پیداوار کی صلاحیتوں
والے افراد کی حق__ ہوگی۔ وہ اس* ۔ت ,پ فطری طور ,پ متفکر ہوں گے کہ وہ ژ* دہ* ,پ نے کے
حقدار ہیں لیکن انہیں ان کے اس حق سے جبراً محروم رکھا جا رہا ہے۔ یہ مصنوعی اور جبری
مساوات معاشرہ کو منتشر ہونے سے نہیں بچا سکتی۔ او* ریخ نے یہ* $. کر ۃ* ۔

د* کے ان دو ۔ ے Â موں نے K ن کو ا- طرز + گی تو ضرور » کیا لیکن اس کو
بلند نقطۂ K M ,پ پہنچانے میں* کامیاب رہے۔ اس کی C دی وجہ یہ ہے کہ د* وی Â مِ
حیات محض مادی عناصر کے* تے* ۔ نے سے حیات K نی کو سجانے اور سنوارنے ,پ مرکوز
رہے۔ مادی عناصر سے ہٹ کر، K ن کے کردار، اخلاق، نیک و+ اعمال، قنا } ،صبر، حق
گوئی جیسے غیر مادی، عوامل کو جو روح کی تو* ئی کا مظہر ہیں، نہ کوئی اہمیت دی گئی اور نہ ان کو
% وِ Â م بنا کر کامیابیوں ۃ* کامیابیوں کے ,پ p کی کسوٹی تسلیم کیا H ۔ یوں تو عدل و
ا » ف، مساوات، فلاح و بہبود، امداد، رعا $ کے بہت سے Ã* ت ان Â موں میں مل
جا N گے لیکن وہ آفاقی Ã* ت سے ژ* دہ محض ا- مخصوص زاویہ فکر کی تبلیغ کے آلہ کار کے
سوا کچھ نہیں ہیں۔ K ن* ۔ وجود مادی ترقی و آسودگیوں کے عروج کے، ذہنی ا O ر، فکری
کشمکش اور+ امنی کا شکار ہے اور ا- آ درش، صالح اور عدل وا » ف ,پ F طرز معاشرت
کی تلاش میں سرگرداں ہے۔ د* وی Â موں کے فکر و عمل نے واضح کر ۃ* کہ وہ K ن کے

فطری .* ت یعنی خواہشات، تمنا N ،خودغرضیاں اور آزادی کو کوئی بلندی نہ دے سکے۔ اَ/ وہ ان فطری .* ت کو اپنے Ã یوں کی تبلیغ کا آلہ کار W کے بجائے Ḱا نی نفسیات کی گہرائیوں میں ا؛ نے کا ذریعہ بناتے تو بہت ممکن تھا M Ḱا کو بلندی مل جاتی اور ا ۔ مستحکم و شعورِ حیات کی تشکیل ہو جاتی۔

II

نہج البلاغہ میں Ḱا نی فطرت کی گہرائیوں میں ا؛ کر Ḱا ن کی کمزوریوں کا محاسبہ کیا H ہے اور حیات Ḱا نی کی وسیع، عمیق اور جامع تصو ۔ پیش کی گئی ہے۔ Ḱا ن اَ/ ہوس و خواہشات کا پتلا ہے تو صا # عقل وفہم بھی ہے۔ اس لیے .* ت وخیالات کو اَ/ عقل وفہم کی کسوٹی, p کی طرف موڑ ۂ جائے تو یہی مستحکم دستورِ حیات مر$ کرنے کی C د ہو گی۔ نہج البلاغہ کے خطبات، مکتو* ت اور اقوال کا مطالعہ کیجئے تو د* کے مائل بہ فنا عناصر، ان کی کشش، د* کی بے ثباتی و بے مائیگی، بے رخی، بے رحمی کی جیتی جاگتی تصو یں اپنی تمام , تفصیلات کے ساتھ ابھر کر سامنے آ جا N گی۔ ان کے لئے Ḱا ن کو مختلف نوعیّتوں سے، کبھی تنبیہ کے لہجے میں، کبھی نصیحت سے، کبھی ماضی کی* ریخ دہرا کر، کبھی نفسیاتی حربوں سے، کبھی فکر وعمل کی تعلیم کے ذریعہ آگاہ کیا جا رہا ہے کہ اس فانی د* میں جو قلیل مدت کی ز+ گی لے کر آ* ہے اس کی تمام حشر سامانیوں سے محفوظ رہتے ہوئے کس طرح* وقار, امن بنا* جا سکتا ہے۔

یہ ا ۔ مسلمہ حقیقت ہے، جس کو اسلام نے تسلیم کیا ہے اور نہج البلاغہ نے متعدد مقامات , واضح کیا ہے کہ Ḱا ن ہوس کا بندہ اور خواہشات کا پتلا ہے، وہ مفاد , & اور خودغرض بھی ہے، اس کے پیش Ã غیر دا E مادی لذت ورا # ہے، وہ ذاتی مصلحت کو معیار بنا* ہے اور اسی کے تحت . وجہد کر* ہے۔ یہ وہ فطری .* ت ہیں جن کو نہ آزاد چھوڑا جا سکتا ہے، نہ روکا جا سکتا ہے اور نہ محصور کیا جا سکتا ہے۔ ہر صورت میں معاشرے کا ا O ر لازمی ہے اسلام

جودینِ فطرت ودین کامل ہے وہ نہ جبر وطاقت سے ان .* بت کو کچلتا ہے اور نہ ان کو آزاد چھوڑنے کی ہدا$ کرتا ہے۔ وہ ان کو روحانی افکار واخلاق اقدار کی مکمل سرکردگی وسرپرستی میں ر p کی* کید کرتا ہے کہ ان کی بے راہ روی اور بے لگامی کو روکا جا سکے۔ اور متوازن Â م حیات کی تشکیل کی جا سکے۔

حضرت علیؑ نے اپنے ا- خطبہ میں فر*ی ''اے لوگو! مجھے تمہارے* برے میں & سے ز* یدہ د* بتوں کا ڈر ہے۔ ا- خواہشوں کی پیروی اور دوسرے امیدوں کا پھیلاؤ۔ خواہشوں کی پیروی وہ چیز ہے جو حق سے روک دیتی ہے اور امیدوں کا پھیلاؤ آ%ت کو بھلا دیتا ہے۔ اس د* میں رہتے ہوئے اس سے اتنا زادِ راہ لے لو جس سے کل اپنے نفسوں کو بچا سکو''۔

پھر دوسرے خطبہ میں فر*ی:

''تم امیدوں کے دور میں ہو جس کے پیچھے موت کا ہنگامہ ہے، تو جو شخص موت سے پہلے ان امیدوں کے دنوں میں عمل کر8 ہے تو یہ عمل اس کے لئے سود مند* $ ہو* ہے اور موت اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتی اور جو شخص موت سے قبل زمانہ امید وآرزو میں کو* ہیاں کر* ہے تو وہ عمل کے اعتبار سے نقصان رسیدہ رہتا ہے اور موت اس کے لئے پیغام ضرر لے کے آتی ہے۔ لہٰذا جس طرح اس وقت .#* گوار حالات کا# یشہ ہو نیک اعمال میں منہمک ہوتے ہو، ویسا ہی اس وقت بھی نیک اعمال کرو .# کہ مستقبل کے آ* رمسرت افزا محسوس ہو رہے ہوں''۔

پھر د* کو یوں متعارف کرا*ی:

''میں تمہیں د* سے ڈرا* ہوں اس لیے کہ یہ بظاہر شیریں وخوشگوار، ت* زہ وشاداب ہے۔ نفسانی خواہشات اس کے/ دگھیرا ڈالے ہوئے ہیں۔ وہ جلد میسر آ جانے والی نعمتوں کی وجہ سے لوگوں کو محبوب ہوتی ہے اور اپنی تھوڑی سی آرائشوں سے مشتاق بنا لیتی ہے۔ وہ

جھوٹی امیدوں سے سجی ہوئی ہے اور دھوکے اور فری$ سے بنی سنوری ہے نہ اس کی مسرتیں د*یپ ہیں اور نہ اس کی*۔ گہانی مصیبتوں سے مطمئن رہا جاسکتا ہے۔ وہ دھوکے* ز، نقصان رساں، ادلنے+ لنے والی اور فنا ہونے والی ہے، ختم ہونے والی ہے، مٹ جانے والی ہے کھا جانے والی اور ہلاک کردینے والی ہے۔

جو شخص اس د* کا عیش و آرام*پ ہے اس کے بعد اس کے آ 2 بھی بہتے ہیں اور جو شخص د* کی مسرتوں کا رخ دیکھتا ہے، وہ مصیبتوں میں ڈھکیل کر اس کو اپنی بے رخی بھی دکھاتی ہے اور جس شخص پر را # و آرام کے ہلکے ہلکے پ₵ ڈالتی ہے، اس پر مصیبت و بلا کی دھواں دھار* رش بھی کرتی ہے...... وہ خود بھی فنا ہو جانے والی ہے اور اس میں رہنے والا بھی فانی ہے۔ اس کے کسی زاد میں سوائے تقویٰ کے بھلائی نہیں۔ جو شخص کم حصہ 8 ہے، را # کے سامان بڑھا8 ہے اور جو د* کو ز*یدہ سمیٹتا ہے، وہ اپنے لیے تباہ کن چیزوں کا اضافہ کر8 ہے۔

کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جنہوں نے د* پر بھروسہ کیا اور اس نے انہیں مصیبتوں میں ڈال*ڈی اور کتنے ہی اس پر اطمینان کیے بیٹھے تھے، جنہیں اس نے پچھاڑ*ڈی اور کتنے ہی ر (وطنطنہ والے تھے، جنہیں فقیر و پست بنا*ڈی اور کتنے ہی نخوت و غرور والے تھے، جنہیں ذلیل کر کے چھوڑا۔ اس کی* دشاہی د &+ & منتقل ہونے والی ہے۔ اس کی سلطنت چھن جانے والی، اس کا ز۔ د & ز یدد & W والا، مال دار+ بختیوں کا ستا*یہوا ہے۔

کیا تم انہیں سابقہ لوگوں کے گھروں میں نہیں بستے جو لمبی عمروں والے*پ G K نیوں والے، بڑی بڑی امیدیں*+ ھنے والے، ز*یدہ گنتی شمار والے اور بڑے بڑے لاؤ لشکر والے تھے، وہ د* کی کس کس طرح پرستش کرتے رہے اور اسے %ت پر کیسا کیسا، ترجیح دیتے رہے۔ پھر بغیر کسی ایسی زاد و راحلہ کے جو اُنہیں راستہ طے کر کے منزل-- پہنچاتے، چل دیئے۔ کیا تمہیں کبھی یہ خبر پہنچی کہ د* نے ان کے+ لے میں کسی فدیہ کی پیش 3⁄4 کی ہو*ی

انہیں کوئی مدد پہنچائی ہو*ٔ یا اچھی طرح ان کے ساتھ رہی ہو۔ اُس نے تو*ٔ لاّ%0 اُنہیں*٠ ک کے بل خاک پر پچھاڑ*ٔ یا۔ تم نے دیکھا کہ جو ذراد* کی طرف جھکا اور اُسے اختیار کیا اور اُس سے 8 تو اس نے اپنے تیور+ ل کر ان سے کیسی اجنبیت اختیار کر لی اور یہاں-- کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس سے پر اہو کر چل دیئے۔ اور اس نے انہیں بھوک کے سوا کچھ زاد راہ نہ*ٔ یا اور ا یہ تنگ جگہ کے سوا کوئی ٹھہرنے کا سامان نہ کیا اور سوائے گھُپ+ ھیرے کے کوئی روشنی نہ دی اور+ امت کے سوا کوئی نتیجہ*ٔ یا۔

تو کیا تم اسی د* کو ترجیح دیتے ہو*ٔ یا اسی پر مطمئن ہو گئے ہو...... اُن لوگوں سے عبرت حاصل کرو جو کہا کرتے تھے کہ ''ہم سے*ٔ یادہ قوت وطاقت میں کون ہے''؟ اُنہیں لاد کر قبروں-- پہنچا ‌H‌یا، اس طرح نہیں کہ انہیں سوار سمجھا جائے، اُنہیں قبروں میں*- ر*ٔ یا H یا 1 وہ مہمان نہیں کہلائے پتھروں سے ان کی قبریں چُن دی گئیں اور خاک کے کفن ان پر ڈال دیئے گئے اور گلی سڑی ہڈیوں کو ان کا ہمسایہ بنا*ٔ یا H یا۔ وہ ایسے ہمسائے ہیں کہ پکارنے والے کو جواب نہیں دیتے اور اور نہ*ٔ یا دتیوں کو روک h ہیں......وہ ایہ جگہ ہیں 1 الگ الگ وہ آپس میں ہمسایہ ہیں 1 دور دور*ٔ پ س*ٔ پ س ہیں 1 میل و5 قات نہیں۔ وہ*ٔ ر بنے خاموش و بے خبر پڑے ہیں۔ ان کے بغض وعناد ختم ہو گئے اور کیسے مٹ گئے نہ ان سے کسی ضرر کا+ یشہ ہے، نہ کسی تکلیف کے دور کرنے کی توقع ہے۔ جس طرح ننگے پیر وننگے +ن پیدا ہوئے تھے ویسے ہی زمین میں پیوندِ خاک ہو گئے اور اس د* سے صرف عمل لے کر ہمیشہ کی ز+ گی اور سدا رہنے والے گھر کی طرف کوچ کر گئے''۔

K ن کو د* کی حقیقت کا آئینہ اس لیے دکھلا*ٔ یا جا رہا ہے کہ وہ صاحبِ عقل وفہم ہے اور وہ غور وفکر کے ذریعہ محتاط ومتوازن رُخ اختیار کر سکتا ہے۔ K نی معاشرہ ذہنی سوجھ بوجھ*ٔ ت، احساسات، طبیعت وتمینیت، جسمانی طاقت اور رُ*ٔ ت کے اعتبار سے مختلف درجات میں بٹے ہونے کے*ٔ وجود خواہشات، امیدوں، تمناؤں اور خود غرضیوں کے لحاظ

سے مساوی ہیں۔ اسی لیے ان میں بکھراؤ، ٹکراؤ اور تضاد* پایا جاتا ہے جس کا پورا فائدہ د* وی Â موں نے اٹھایا اور Kانسان کو صرف اس کے ظاہری مادی عناصر کا اسیر بنالیا۔ نہج البلاغہ میں ان ظاہری عناصر کی اَ ندگی کی تباہ کاریوں سے متنبہ کیا جارہا ہے اور ان کو باطنی قوتوں کے زیرِ نگرر p کی تعلیم دی جارہی ہے کہ ان کی سرکشی معاشرہ کی تباہی کا L نہ W پائے۔

نہج البلاغہ میں آفاقی Â م حیات کے لئے اس بکھراؤ، ٹکراؤ اور تضاد کو & سے پہلے ختم کیا H ہے۔ یہاں عالمِ K M کو ا- لڑی میں پروتے ہوئے ایسے بلندترین نقطہ کی طرف سمیٹنے کی کوشش کی جارہی جس کے پرے K نی عقل وفہم بے معنی ہوجاتی ہے۔ یہ بلندترین نقطہ ''توحید'' ہے جو عالم بشر $ کی بکھری ومتضاد فکر کو متحدہ کرنے کا واحد موثر ذریعہ ہے۔

اَ ہر K ن کے ذہن میں یہ بات راسخ ہوجائے کہ اس کائنات کا خالق ا- ہے، & اس ا- خالق کے بندے ہیں، ہماری ز گی اور موت اسی کے ہاتھ میں ہے، وہ ہمارے ہر ارادے، ہر M اور ہر عمل سے آگاہ ہے اور اس کے بمو # ہم کو سزا % ادیتا ہے تو K نوں کے درمیان ہر طرح کی تفریق کا بہ مٹ جائے گا اور یہی پُر احتیاط ذہنی ہم آہنگی ہمارے عدل وا « ف اور مساوات کی C د بنے گا۔ دوسری طرف اَ د* کی بے ثباتی، بے رخی، بے رحمی کا یقین ہوجائے تو اس کو K ن ا- ''امتحان گاہ'' اور ''اَ رگاہ'' سے زیادہ اہمیت نہیں دے گا اور چو è ''امتحان گاہ'' اور ''اَ رگاہ'' سمجھنے کا یقین یہ اعتراف ہے کہ د* کی ز گی عارضی ہے اور اس کو اس کے بعد ا- دا E ز گی کی طرف جانا ہے جہاں فانی د* کے فانی عناصر ساتھ نہیں دے h ، ہاں جو یہاں سے زادِ راہ وہاں کے لئے ہے وہ بس اس کے اعمالِ صالح ہی ہیں، تو بس یہ یقین کامل د* کے عیش وطرب سے منھ موڑنے، اس کو حد سے تجاوز نہ کرنے اور ان کو غلام نہ W کی غیب ہوگی۔ یہاں دو } وت سمیٹنے سے زیادہ تقسیم کرنے کا رُجحان تقویت $* پائے گا جو فلاحِ عام کا ذریعہ بنے گا۔ یہی قنا (، توکل اور ''تطہیر Ñ'' بے لگام خواہشات، تمناؤں امیدوں اور خود غرضیوں کو راہِ را & پر قائم

ر p کاذریعہ بنیں گے۔

حضرت علیؑ نے اپنے مختلف خطبات، نصیحتوں، خطوط وتحریات میں اس* بات پر مختلف نوعیّتوں سے زور* دیا کہ Kl ن کی بلندی، وقار اور شرف خواہشات کے ساتھ بہہ جانے میں نہیں بلکہ اعلیٰ قدروں کے لئے سعی وکوشش اور بلند مقصد کے لئے . وجہد میں مضمر ہے۔ یہی تطہر Ñ اختیارات پر قابو** سکھاتی ہے اور یہی اختیارات پر قابو* پ8 اصل آزادی ہے۔ یہ وہ راہ ہے جہاں Kl ن تہذ$ و معاشرت کا آغاز بندگی، ایمان ویقین سے ہو* ہے اور نتیجہ میں Kl ن جملہ* پابندیوں سے آزاد ہو جا* ہے۔ نہج البلاغہ میں ا- مقام پر فرما* یا ''اسلام سرِ تسلیم خم کر* ہے اور سر تسلیم جھکا* یقین ہے اور یقین تصدیق ہے اور تصدیق اعتراف ہے اور اعتراف فرض کی بجا آوری ہے اور فرض کی بجا آوری عمل ہے''۔ پھر فرما* یا ''جو عمل میں کو* ہی کر* ہے وہ رنج و# وہ میں مبتلا ہے اور جس کے مال میں اللہ کا کچھ حصہ نہ ہو، اللہ کو ایسے کی کوئی ضرورت نہیں''۔

یہ یقین کہ د* وی ز# گی بہت تھوڑی ہے اور یہاں سے جو بھی سمیٹاH! وہ ساتھ نہیں جائے گا، خالی ہاتھ آ* یا ہے تو خالی ہی ہاتھ جائے گا، یقیناً دولتمند کے دو } سمیٹنے کی ہوس پر مضبوط روک ہے۔ پھر یہ یقین کہ خلقت وا • م کے اعتبار سے ہر Kl ن ا- ہے خواہ وہ شاہ ہو* یا گدا، یہ اَ دو } و* وت مند کے لئے تنبیہ ہے تو غری$ کے لئے تسلی بھی ہے۔ Kl ن کو آگاہ کیا H! کہ مال یقیناً تمہارا ہے لیکن تم اللہ کے بندے ہو، اس لیے اپنے مال کو اس وقت -- اپنا نہ سمجھو. # -- تمہاری طرح تمام بنی نوع Kl ن میں خواہ وہ کتنے ہی غری$ *. دار کیوں نہ ہوں، ا- بھی* دار بھوکا . قی ہے۔ اور یہ اسی وقت ہوگا . # تم اپنے مال میں : اکا حق سمجھو گے اور اس کو* داروں میں تقسیم کر دو گے۔ یقیناً Kl نی محنت وجستجو وکاوش کسی شے کو Kl نی خواہشات کی تسکین کا ذریعہ بناتی ہے اور یہی محنت وکاوش اس کے ذہن میں ملکیت کا تصور پیدا کر کے اس شے پر قابض ہو جانے کا . بہ ابھارتی ہے۔ یہی رغو$ ہے۔ لیکن عقل

وفہم یہ بتلاتے ہیں کہ یہ قبضہ* جا،ٗ ہے۔ ذاتی ملکیت کوعمل ومحنت کے دا،ٗ ے-- محدود رہنا چاہئے۔ جہاںKl نی محنت کی رسائی نہیں وہاں ذاتی ملکیت کا سوال ہی نہیں اٹھتا۔ زمین و اس کی قوت نمود زخیزی، زمین میں دفن معد * تی%انے، گیس، پیٹرول، جنگلات اوران کی دو) *پ نی، سورج کی حرارت، سمندراور سمندر کی دولتیں پیدا کرنے میںKl نی عمل کا، اس کی کاوشوں کا کوئی دخل نہیں۔ اس کا عمل تو تلاش وجستجو-- محدود ہے۔اَ Kl ن یہ دعویٰ کرے کہ یہ تمام اشیاءمعدوم تھیں، ہم نے ان کو تلاش کیا، عدم سے وجود میں اس طرح لائے کہ وہ ہماری ضرورتوں کی تکمیل کا ذریعہ بنیں تو اس طرح کسی شئے کی قیمت اورافاد$ کا Xا دکردہKl ن ہوااوروہی اس کا مالک ہوا۔

اس مقام پKl نی عقل کو جھنجھوڑ H ۔ پوچھH کہ بتاؤاس دماغ وذہن کاموجد # کون ہے جس کی+ و) تمہاری تمام تحقیقات وجM عمل میں آتی ہیں اور جس کے ذریعہ سے قدرت کی پوشیدہ نعمتوں کا اظہار کرتے رہنے کے قابل W ہو۔ کسی شئے کا وسیلہC، خالق C نہیں ہو* ۔تمہاری محنت اور عمل تو خُلق کی ہوئی شئے پ محنت کرتی ہے۔

خالق کی خُلق کی ہوئی شئے سے اَ تم محض اپنی محنت وکاوش کی+ و) استفادہ کرتے ہو اور پھر حق ملکیت جتاتے ہوتو خالقِ حقیقی کے حق کو کیوں بھول جاتے ہواور اَ مال میں اللہ کا کچھ حصہ نہیں سمجھتے ہوتو پھر اللہ کو بھی ایسے کی کوئی ضرورت نہیں۔Kl ن چاہے جتنا صاحبِ دو) و ثوت ہوجائے، چاہے جتنی طاقت وقوت سمیٹ لے، چاہے جتنا صاحبِ اقتدار بن جائے، وہ اپنی ہر خواہش، ہر آرزو اور ہر تمنا پوری کرنے پ قادر نہیں ہوسکتا۔Kl ن اَ صاحبِ عقل وفہم ہے تو اس حقیقت کو تسلیم کرلے گا۔ کسی شخص نے حضرت علیؑ سے پوچھا کہ آپ نے : اکو کیسے پہچا* تو فر* یا ”میں نے : اکو پہچا* ارادوں کے ٹوٹ جانے سے، نیتوں کے+ ل جانے سے اور ہمتوں کے پست ہوجانے سے“ پھر فر* یا ”اللہ کی عظمت کا احساس کرو* کہ تمہاری A وں میں کائنات حقیر وپست ہوجائے“۔ جولوگ د * کی بے ثباتی، بے

رخی اور اپنے آخیرا • م سے بے خبر ہیں اور مادی عیش وطرب کے حصول کو ہی مقصد حیات سمجھ بیٹھے ہیں وہ ''ایسے سواروں کے ما # ہیں جو سورہے ہیں اور سفر جاری ہے''۔

حضرت علیؑ نے اپنے فرز امام حسنؑ کو وصیت کرتے ہوئے جس طرح کی تعلیم دی وہ دستورِ حیات اور اقدارِ بشری $ کو سمجھنے کے لئے کافی ہے۔ میں اس طویل وصیت کے چند اقتباسات پیش کرر ہا ہوں۔

''میں تمہیں وصیت کر ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہنا، اس کے احکام کی* پ بندی کر ، اس کے ذکر سے قلب کو* درکھنا اور اسی کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھنا...... واعظ و پند سے دل کو ز ہ رکھنا اور زُہد سے اُسکی خواہشوں کو مردہ ۔یقیں سے اسے سہارا دینا اور حکومت سے اسے پُرنور بنا ۔ موت کی* د سے اسے قابو میں کر ۔ فنا کے اقرار پ اسے ٹھہر* ۔ د * کے حادثے اس کے سامنے لا ۔/ دش روزگار سے اسے ڈرا* ،/ رے ہوؤں کے واقعات اس کے سامنے رکھنا۔ تمہارے پہلے والے لوگوں پ جو ہے اسے* دلا ، ان کے گھروں اور کھنڈروں میں چلنا پھر اور دیکھنا انہوں نے کیا کچھ کیا، کہاں سے کوچ کیا، کہاں لا ے اور کہاں ٹھہرے ہیں؟ دیکھو گے تو صاف Ã آئے گا کہ وہ دوستوں سے منہ موڑ کر چلدیئے ہیں اور پ دیس کے گھروں میں جا کر لا ے ہیں اور وہ وقت دور نہیں کہ تمہارا شمار بھی ان میں ہونے لگے ،لہٰذا اپنی اصل منزل کا انتظار کرو۔

اے فرز ! یہ یقین رکھو کہ جس کے ہاتھ میں موت ہے، اسی کے ہاتھ میں ز گی بھی ہے اور جو پیدا کرنے والا ہے، وہی مارنے والا بھی ہے اور جو نیست و بود کرنے والا ہے، وہی د و ر ہ پلٹانے والا ہے...... # تم پیدا ہوئے تو کچھ نہ جا ... تھے، بعد میں تمہیں سکھا H اور ابھی کتنی ہی ایسی چیزیں ہیں کہ جن سے تم بے خبر ہو۔ ان کے لئے پہلے تمہارا ذہن پ یشان ہو ہے اور Ã بھٹکتی ہے اور پھر اُنہیں جان e ہو۔ لہٰذا اسی کا دامن تھامو جس نے تمہیں پیدا کیا اور رزق دی ......اسی کی طلب ہو، اسی کا ڈر ہو۔

اے فرزند! میں نے تمہیں دنیا اور اس کی حالت اور اس کی بے ثباتی و ناپائیداری سے خبردار کر دیا ہے اور آخرت والوں کے لئے جو سروسامانِ آخرت مہیا ہے اس سے بھی آگاہ کر دیا ہے۔

آپ دستورِ حیات ومعاشرتی اصولوں کی تلقین اس طرح کر رہے ہیں:

''اے فرزند! اپنے اور دوسرے کے درمیان ہر معاملہ اپنی ذات کو میزان قرار دو، جو اپنے لیے پسند کرتے ہو وہی دوسروں کے لئے پسند کرو اور جو اپنے لیے نہیں چاہتے اسے دوسروں کے لئے بھی نہ چاہو۔ جس طرح یہ چاہتے ہوں کہ تم پر زیادتی نہ ہو، یوں ہی دوسروں پر بھی زیادتی نہ کرو، اور جس طرح یہ چاہتے کہ تمہارے ساتھ حسن سلوک ہو یوں ہی دوسروں کے ساتھ بھی حُسن سلوک سے پیش آؤ...... دوسروں کے لیے وہ بات نہ کہو جو اپنے لیے گوارا نہیں کرتے یاد رکھو کہ خود پسندی صحیح طریق کار کے خلاف اور عقل کی تباہی کا باعث ہے۔ روزی کمانے میں دوڑ دھوپ کرو اور دوسرے کے خزانچی نہ بنو...... دیکھو تمہارے سامنے ایک دشوار گذار اور دور دراز راستہ ہے جس کے لئے بہترین زاد کی تلاش اور بقدرِ کفایت توشہ فراہمی اس کے علاوہ سبکباری ضروری ہے۔ لہٰذا اپنی طاقت سے زیادہ اپنی پیٹھ پر بوجھ نہ لادو...... تمہارے سامنے ایک دشوار گذار گھاٹی ہے جس میں ہلکا پھلکا آدمی گراں بار آدمی سے کہیں اچھی حالت میں ہوگا اور سست رفتار تیز قدم دوڑنے والے کی بہ نسبت بُری حالت میں ہوگا۔

یہ یقین کے ساتھ جانے رہو کہ تم اپنی آرزوؤں کو کبھی پورا نہیں کر سکتے اور جتنی عمر لے کے آئے ہو اس سے آگے نہیں بڑھ سکتے اور تم بھی اپنے پہلے والوں کی راہ پر ہو۔ لہٰذا طلب میں نرم رفتاری اور کسب معاش میں میانہ روی سے کام لو کیونکہ اکثر طلب کا نتیجہ مال کا گنوانا ہوتا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ رزق کی تلاش میں لگا رہنے والا کامیاب ہی ہو، اور کدوکاوش میں اعتدال سے کام لینے والا محروم ہی رہے۔ ہر ذلت سے اپنے نفس کو بلند سمجھو،

اَ چہ کہ وہ تمہاری من مانی چیزوں-- تمہیں پہنچادے کیوè اپنے Ñ کی عزت جو کھو دو گے اس کا+ ل کوئی حاصل نہ کرسکو گے۔ دوسرے کے غلام نہ بن جاؤ. # کہ اللہ نے تم کو آزاد پیدا کیا ہے۔اس بھلائی میں کوئی بہتری نہیں جو. ائی کے ذریعہ حاصل ہوا وراس آرام و آسائش میں کوئی بہتری نہیں جس کے لئے ذ) بھری دشوار* یں جھیلنا. ڑیں۔

خبردار! تمہیں طمع وحرس کی تیز روسوا* یں ہلا :- کے گھاٹ. پ نہ لا* ریں...... جو کچھ تمہارے ہاتھ میں ہے اس کو محفوظ رکھنا دوسروں کے سامنے د & طلب. ڈھانے سے مجھے ز* یدہ پسند ہے۔اس کی تلخی سہہ 8 لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے بہتر ہے * پ کدامانی کے ساتھ محنت مزدوری کر8 فسق و¯ رمیں گھری ہوئی دو) مندی سے بہتر ہے۔

جو ز* یدہ بولتا ہے وہ بے معنی* . تیں کرنے لگتا ہے۔سوچ بچار سے قدم اٹھانے والا صحیح راستہ دیکھ8 ہے۔نیکوں سے میل جول رکھو گے تو تم بھی نیک ہو جاؤ گے. . وں سے بچے رہو گے تو ان کے ا* ات سے محفوظ رہو گے ۔ جہاں. می سے کام8* منا & ہو وہاں سخت گیری ہی. می ہے۔کبھی کبھی دوا بیماری اور بیماری دوا بن جاتی ہے۔کبھی کبھی+ خواہ بھلائی کی راہ سمجھا ز* یکر* ہے اور دو & فری$ دے جا* ہے۔خبردار امیدوں کے سہارے. پ نہ بیٹھنا کیوè امیدیں احمقوں کا سرمایہ ہوتی ہیں۔تجربوں کو محفوظ رکھنا عقلمندی ہے۔بہترین تجربہ وہ ہے جو نصیحت دے۔فرصت کا لمحہ رموقع غنیمت جانو قبل اس کے کہ وہ رنج و* وہ کا L بنے۔

. #-- زمانہ کی سواری تمہارے قابو میں ہے،m کرتے رہو، ز* یدہ کی امید میں اپنے کو خطروں میں نہ ڈالو۔خبردار! کہیں دشمنی وعناد کی سوا* یں تم سے منہ زوری نہ کرنے لگیں۔

اپنے کو اپنے بھائی کے لئے اس. پ آمادہ کرو کہ. # وہ دوستی توڑے تو تم اسے جوڑو، وہ منھ پھیرے تو تم آ گے. ڑھو اور لطف ومہر* . نی سے پیش آؤ۔ وہ تمہارے لیے کنجوسی کرے تو تم اس. p% چ کرو۔ وہ دوری اختیار کرے تو تم اس کے. د ی- ہونے کی کوشش کرو۔ وہ سختی کر* رہے اور تم. می کرو۔ وہ خطا کا مرتکب ہو اور تم اس کے لئے عُذر تلاش کرو......اور* . اہل سے

یہ رویہ اختیار نہ کرو۔ اپنے کسی دو & سے تعلقات قطع کر٭ چاہو تو اپنے دل میں اتنی گنجائش رکھو کہ اگر اس کا رویہ بدلے تو اس کے لئے جگہ ہو۔

اے فرزند! یقین رکھو کہ رزق دو طرح کا ہوتا ہے ای۔ وہ جس کی تم جستجو کرتے ہو اور ای۔ وہ جو تمہاری جستجو میں ہے۔ اگر تم اس کی طرف نہ جاؤ گے تو وہ تم تک آ کے رہے گا۔ ضرورت پڑنے پر گڑگڑا٭ اور مطلب نکل جانے پر کج خلقی سے پیش آ٭ انتہائی بری عادت ہے۔ د* سے بس اتنا ہی اپنا سمجھو جس سے اپنی عقبیٰ کی منزل سنوار سکو۔ ٹوٹ پڑنے والے غم اور# وہ کو صبر کی پختگی اور حسن یقین سے دور کرو، جو درمیانی راستہ چھوڑ دیتا ہے وہ بے راہ ہو جا٭ ہے۔ جو اپنی حیثیت سے آگے نہیں بڑھتا، اس کی منز) بر قرار رہتی ہے‘‘۔

یہ منشورِ امامت تمام نوعِ Kl نی کے لیے درسِ ہدا$ ہے جس پر عمل پیرا ہونے سے کامیابی و کامرانی کی راہیں کھلتی ہیں۔ اور بھٹکی ہوئی Kl M کو راہِ مستقیم ملتی ہے۔ اس خطبہ میں د* کی حقیت کو واضح کرنے، اخلاقی شعور کو اُبھارنے اور معشیت و معاشرت کو سُدھارنے کے C دی اصول درج ہیں۔ ای۔ Kl ن کے غرور و تکبر کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے۔ # کہ:

’’اگر اُسے اُمید کی جھلک Ã آتی ہے تو طمع ذ) میں مبتلا کر دیتی ہے اور طمع ابھرتی ہے اور حرص تباہ و* دکر دیتی ہے۔ اگر* امیدی اُس پر چھا جاتی ہے تو حسرت و# وہ اس کے لئے جان لیوا بن جاتے ہیں اور اگر اس پر غضب طاری ہو٭ ہے تو غم و غصہ شدت اختیار کر8 ہے اور اگر خوش و خوشنود Ã آ٭ ہے تو حفظِ ماتقدم بھول جا٭ ہے اور اگر اچا - اُس پر خوف طاری ہو٭ ہے تو فکر و# یشہ دوسری قسم کے تصورات سے روک دیتا ہے۔ اگر امن و امان کا دورہ دورہ ہو٭ ہے تو غفلت اس پر قبضہ کر لیتی ہے اور اگر مال و دو) حاصل کر8 ہے تو دولتمندی اسے سرکش بنا دیتی ہے اور اگر اس پر کوئی مصیبت پڑتی ہے تو بے٭ بی و بے قراری اسے رسوا کر دیتی ہے اور اگر فقر و فاقہ کی تکلیف میں مبتلا ہو تو مصیبت اسے جکڑ لیتی ہے اور اگر بھوک اس پر غلبہ کرتی ہے تو٭ توانی اٹھنے نہیں دیتی اور اگر شکم پُری بڑھ جاتی ہے تو کرب و

اذ $ کا* . (ہوتی ہے۔ ہرکو* ہی اس کے لئے نقصان رساں اور حد سے *ی دتی تباہ کن ہوتی ہے''۔ (حکم ومواعظ نمبر ۱۰۸ صفحہ ۸۳۶)

اور پھر فر*ا:

عقل سے .ڑھ کر کوئی مال سود مند نہیں اور خود بینی سے .ڑھ کا کوئی تنہائی وحشتنا ک نہیں اور + بیر سے .ڑھ کر کوئی عقل کی .ت نہیں اور کوئی .رگی تقویٰ کے مثل نہیں اور خوش خلقی سے .ڑھ کر کوئی ساتھی نہیں اور ادب کے ما # کوئی میراث نہیں۔ توفیق سے .ڑھ کر کوئی پیشرو اور اعمالِ خیر سے .ڑھ کر کوئی تجارت نہیں۔ کوئی .ہیز گاری شہادت میں توقف سے .ڑھ کر نہیں اور حرام کی طرف بے رغبتی سے .ڑھ کر کوئی زہد نہیں اور تفکر و پیش بینی سے .ڑھ کر کوئی علم نہیں اور ادائے فرائض کے ما # کوئی عبادت اور حیا سے .ڑھ کر کوئی ایمان نہیں...... حلم سے .ڑھ کر کوئی عزت اور مشورہ سے مضبوط کوئی پشت پناہ نہیں''۔ حکم و مواعظ نمبر ۱۱۳ صفحہ ۸۳۸

حضرت علیؑ کمیل ابنِ *ی د نخعی کو یہ کہہ کر تعلیم دیتے ہیں۔

اے کمیل *ی درکھو کہ علم مال سے بہتر ہے کیوè علم تمہاری نگہدا ش & کر* ہے . # کہ مال کی حفاظت تمہیں کرنی .ڑتی ہے۔ مال % چ کرنے سے Q ہے . # کہ علم صرف کرنے سے .ڑھتا ہے۔ مال و دو } کے { ئج و ا ش ات مال کے فنا ہوجانے سے فنا ہوجاتے ہیں علم کی شناسائی ای دین ہے کہ اس سے K ن اپنی ز+ گی میں دوسروں سے اپنی اطا (منوا* ہے اور مرنے کے بعد نیک *امی حاصل کر* ہے *ی درکھو علم حاکم ہے اور مال محکوم۔ اے کمیل! مال اکٹھا کرنے والے ز+ ہ ہونے کے *وجود مردہ ہوتے ہیں اور علم حاصل کرنے والے رہتی د * --* .قی رہتے ہیں۔ بے شک ان کے اجسام Ã وں سے اوجھل ہوجاتے ہیں 1 ان کی صورتیں دلوں میں موجود رہتی ہیں''۔

حضرت علیؑ نے اپنے فرز+ حضرت حسنؑ سے فر*ا:

''چار* .تیں *ی د رکھو۔ اُن کے ہوتے ہوئے جو کچھ کرو گے وہ تمہیں ضرر نہ پہنچائے گا:

& سے ,.ڈی ؓ وت عقل و دانش ہے اور & ,.ڈیؓ* داری حماقت و بے عقلی ہے اور &
,.ڈی و ؓ D غرور و خود بینی ہے اور & ,.ڈا جو ہر ذاتی حسن اخلاق ہے''۔

''اے فرزند! بیوقوف سے دوستی نہ کرنا کیونکہ وہ تمہیں فائدہ پہنچانا بھی چاہے تو نقصان پہنچائے گا۔ اور بخیل سے دوستی نہ کرنا کیونکہ # تمہیں اس کی مدد کی انتہائی حاجت ہوگی تو وہ تم سے دور بھاگے گا اور + کردار سے دوستی نہ کرنا ورنہ وہ تمہیں کوڑیوں کے مول ڈالے گا اور جھوٹے سے دوستی نہ کرنا کیونکہ وہ سراب کی ما # تمہارے لیے دور کی چیزوں کو قریب اور قریب کی چیزوں کو دور کر کے دکھلائے گا''۔

معاشرہ میں انسانوں کے ساتھ حُسن سلوک کے بارے میں یوں فرمایا:

''لوگوں سے اس طرح سے ملو کہ اگر مر جاؤ تو تم پر روئیں اور زندہ رہو تو تمہارے مشتاق رہیں''۔ پھر ایک مقام پر فرمایا: ''جو شخص اپنے قبیلے کی اعانت سے ہاتھ روک لیتا ہے تو اس کا تو ایک ہاتھ رکتا ہے لیکن وقت پڑنے پر بہت سے ہاتھ اس کی مدد سے رک جاتے ہیں''۔

محمد ابن ابی بکر کو جب مصر کی حکومت سپرد کی تو ان کو ہدایت کی:

''لوگوں سے تواضع کے ساتھ ملنا، ان سے نرمی کا برتاؤ کرنا، کُشادہ روئی سے پیش آنا اور سب کو ایک نظر سے دیکھنا تاکہ بڑے لوگ تم سے اپنی بے جا طرفداری کی امید نہ رکھیں اور چھوٹے لوگ تمہارے عدل و انصاف سے ناامید نہ ہوں۔ کیونکہ اے اللہ کے بندو! اللہ تمہارے چھوٹے بڑے، کھلے، ڈھکے اعمال کی تم سے باز پُرس کرے گا اور اس کے بعد اگر وہ عذاب کرے تو یہ خود تمہارے ظلم کا نتیجہ ہے اور اگر وہ معاف کر دے تو وہ اس کے کرم کا تقاضہ ہے''۔

پھر ایک مقام پر فرمایا:

''انصاف سے دوستوں میں اضافہ ہوتا ہے، لطف و کرم سے قدر و منزلت بڑھتی ہے، جھک کے ملنے سے نعمت تمام ہوتی ہے، دوسروں کا بوجھ بٹانے سے لازماً سرداری حاصل

ہوتی ہےاور خوش گفتاری سے کینہ دور اور دشمن مغلوب ہو‌تا ہےاور سر پھرے آدمی کے مقابلہ ... ری کرنے سے اس کے مقابلہ اپنے طرفدار... دہ ہوجاتے ہیں''۔

پھر فرمایا: دوسروں کے پسماند گان سے بھلائی کرو کہ تمہارے پسماند گان پر بھی شفقت پڑے''۔

نہج البلاغہ میں دستور حیات اور اقدارِ بشریت کو قانونِ قدرت سے بندھے آفاقی قوانین ٹھوس و مدلل عقائد، فطرت وعقل ودانش کے دائرے میں رکھ کر واضح کیا گیا ہے۔ یہاں بنی نوع انسان کے لئے ایسا معتدل، متوازن اور دائمی نظام حیات پیش کیا گیا ہے جو انسان کی امن، وقار و بلند معیار زندگی کا ضامن ہے۔ نہج البلاغہ میں حیات انسانی کے دو اہم پہلوؤں کو دستور حیات کی بنیاد بنایا گیا ہے۔ اول واقفیت اور دوسرا اخلاقیت ہے۔ واقفیت سے مراد ایسے مقاصد حاصل کرنا جو فطرت وضمیر کے عین مطابق ہو۔ یعنی جہاں زندگی نہ اتنی آزاد ہو کہ بے راہ روی کی ڈگر پر بے لگام بڑھے اور نہ احکاموں کی زنجیروں میں ایسی جکڑی نبدھی ہو کہ گھٹن کا احساس ہو اور انسان اسکو اتار پھینکے۔ فطری خواہشات کو عقل کی پاسبانی میں دیا اور اخلاقی اصولوں میں محصور کیا۔ فطری خواہشات کو نہ دبایا اور نہ ان کی اہمیت کو نظر انداز کیا، بلکہ ان کے بھڑکنے اور وسیع ہونے کو دنیا کے مائل بہ فنا مادی وسائل، اس کی تمام تر سرکشی، بے ثباتی اور بے رخی کی حقیقی تصویر دکھلا کر عقل و دانش کے ذریعہ نتائج سے آگاہ کیا۔ دنیوی نظام تو حیات انسانی کے مادّی پیکر ہی میں الجھ کر رہ گئے اور اس کا بھی کوئی موثر و معتبر دستور نہ بنا سکے۔ نہج البلاغہ میں نہ صرف انسان کی مادّی دنیا سنورتی نظر آتی ہے بلکہ اس کے وہ اخلاقی پہلو بھی ابھرتے ہیں جن کی بنا پر وہ حیات جاودانی حاصل کرتا ہے۔ آج دنیا کے تمام تر ترقی یافتہ ممالک اور بین الاقوامی ادارے جس طور سے اور جس سنجیدگی سے انسانی معاشرے کے اخلاقی پہلوؤں پر غور کر رہے ہیں، ان کی اہمیت کو تسلیم کر رہے ہیں وہ ان تمام عبرتناک نتائج کا ردّعمل ہے جو مادہ پرستی میں ڈوبنے کی بنا پر سامنے آئے ہیں۔ جیسے

جیسے د* مادہ پرستی کے فسوں سے* ہر آئے گی، نہج البلاغہ کے ہی سایہ عافیت میں پناہ* پ ئیگی۔

حوالے

۱- نہج البلاغہ: مترجم علامہ مفتی جعفر حسین صا # ،عباس بُک ایجنسی، لکھنؤ ۲۰۰۰

2- NAHJUL BALAGHA (PEAK OF ELOQUENCE), TRANSLATED BY S.ALI RAZA, ISLAMIC FOUNDATION PRESS, AREEKODA, KERALA 1990

3- KITABAT-IRSHAD- SHAYKH ALMUFID, TRANSLATED BY I.K.A. HOWARD, UNIVERSITY OF EDINBURGH, ANSARIYAN PUBLICATION, QUM, IRAN

4- PHILOSOPHY OF ISLAM- BEHECHTI & BAHONAR, ANSARIYAN PUBLICATION, IRAN, 1990

۵- آج کا Kl ن اور اجتماعی مشکلات، علامہ سید محمد* قر الصدر طا)، ؂ اہ، مترجم علامہ سید ذیشان حیدر جوادی

۶- حقاّ کہ بنائے لا اِلہ (عرفان و عمل) شبّر امام، کلاسیک آرٹ پرنٹرس، چا+ نی محل، دہلی ۲۰۰۳

۷- عقل و دل، شہید مرتضیٰ مُطہری توحید، جلد۲، نومبر۔دسمبر ۱۹۹۴ء

۸- دانش مسلمین (قسط دو) محمد رضا حکیمی توحید، جلد۲، نومبر۔دسمبر ۱۹۹۴ء

9- ISLAMIC AWAKENING BETWEEN REJECTION AND EXTREMISM, DR. YOOSUF AL-QARADAW,I NEW DELHI, 1992

تازہ نہالی ست ز باغ قدیم

ڈاکٹر عراق رضا زیدی

عرفان کے ظاہراً لغوی معنیٰ 'اعتقاد بہ* یفتن رازھای آفرینش وحقیقت ہستی ازراہ کشف و شہود وتلاشھای ذہنی' یعنی پہچاننا : اکا اور کشف ،مشاہدے اور ذہنی تلاش سے راہ حقیقت پ گامزن ہو* اور تصوف 'آموزہ ای عرفانی دژ. رہ رابطہK ن و: او شناختن راہ: ا' ہے اور اردو لغت میں* م ہے اس علم کا جو صوفی لوگ پڑھتے ہیں یعنی علم فقیری۔ لیکن یہ الفاظ ظاہر سے ژ ی دہ* طن آشنا ہیں۔ اسی لئے ان دو الفاظ کی شرح میں عربی ادب میں عموماً اور فارسی ادب میں خصوصاً اہتمام کیاH ہے۔ اور فارسی ادب کی تمام مشہور کتابیں تصوف وعرفان کی تشریح Ã آتی ہیں۔ اب اردو ژ ن میں بھی اس موضوع پ کافی مواد مہیا کیا جا چکا ہے۔ صوفیائے کرام نے بھی صوفی ،عرفان اور تصوف جیسے الفاظ کی . اگا تعریفیں اور تشریحیں کی ہیں ان میں معروف کرخی، ابوالحسن نوری ،جنید بغدادی ، ù ی%, ی عمرو بن عثمان، ابو عبداللہ، ابو علی قزوینی ، زکر* یا « ری، عبدالواحد بن ز+ی ، ذوالنون مصری اور علی بن عثمان ہجو ی وغیرہ کے اقوال* م قابل ذکر ہیں۔ ا/ ان . رگوں کے اقوال کی روشنی میں تصوف کی منزلیں* یستون مقرر کیے جا N تو ان میں اللہ کا ذکر، ایثار وقنا (؛ ک د* ،توکل و تحمل، زہد وتقویٰ ،صبر و رضا، عبادت و* یضت ،عفو ودر/ ر، عجز وانکسار، فقر وفاقہ اور نفسانی خواہشات سے بغاوت وغیرہ سرفہر & ہیں۔ مو* عبدالرحمٰن جامی کے قول کی روشنی میں علم تصوف پ پہلی کتاب لکھنے والے جنید بغدادی ہیں۔

مندرجہ*. لاتمام صفات واوصاف رسول : ؐ کی سیرت سے مشتق اور حضرت علیؑ کے کردار کا آئینہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تصوف وعرفان کے تمام سلسلے سوائے نقشبندیہ سلسلے کے حسن بصری، امام علی رضاؑ، امام موسیٰ کاظمؑ، امام جعفر صادقؑ، امام محمد* قرؑ، امام زین العا+ ینؑ، امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے واسطوں سے آپ پر ہی منتہی ہوتے ہیں۔ حضرت حسن بصری کے علاوہ مندرجہ*. لاتمام*٭ م فہر & اہل.M اوز*. رہ اماموں میں شامل ہیں۔

حسن بصری حضرت علیؑ کی مجلسوں میں اکثر شر- Ã آتے ہیں یہاں-- کہ اگر انہیں معلوم ہو جا٭ ہے کہ آج مولا علیؑ خطاب فرمانے والے ہیں تو وہ قلم و دوات لے کر اس جگہ پہنچ جاتے ہیں۔

بقول صا # دا٫ ہ معارف علوی:

'حسن بصری در بصرہ کنار جمعیت ا t ہ مسجد*. قلم دوات مشغول بود۔ امیر المؤمنینؑ از *. لا ی á اور اصدا زد۔

کہ ای حسن! چہ کاری کنی؟

گفت: کلام شما را می نویسم کہ بعد روا.$ کنم!

" جمہ: حسن بصری، مسجد بصرہ میں ا- مجمع میں قلم دوات لیے بیٹھے لکھ رہے تھے کہ حضرت علیؑ نے á سے آواز دی 'اے حسن کیا کر رہے ہو؟ حسن نے کہا۔' آپ کا کلام قلمبند کر رہا ہوں کہ روا.$ (نشر) کروں۔

حضرت علیؑ کے اقوال وافکار زریں کے فو+ وا ؒ ات تحریری وخبری دونوں طرح سے ہم -- پہنچتے ہیں۔ تحریری شکل میں وہ خطوط ہیں جو آپ نے اپنے حریفوں، دشمنوں، دوستوں اور دور خلافت ظاہرہ میں اپنے عمّالوں کے٭ م لکھے ہیں۔ یہ وہ تحریریں ہیں جو بقلم حضرت علیؑ ہم -- پہنچتے ہیں۔ دوسرے وہ تحریریں اور دعا N ہیں جو اکثر صحابۂ کرام اور *.. بعین نے دوران خطا.$ ومناجات تحریکیں تھیں جیسا کہ ا- واقعہ حسن بصری کا قلمبند کیا

جا چکا ہے۔ خلیل نے اپنی کتاب میں ایسے کئی واقعات Ü کئے ہیں۔ اسی ذیل میں ا- واقعہ مالک اشتر کا بھی تحو یکیا جا* ہے:

'مالک اشتر بہ حارث اعور ہمدانی خود فقیہ وا زصاحبان اسرار علیؑ ا & ،روزی کہ غا$ از استماع خطبۂ جمعہ امام بود؟

نوشتہ آن رامی داد کہ من آن را نوشتہ ام'

," جمہ: ا- مرتبہ حارث (جو فقیہ تھے) خطبۂ جمعہ میں حاضر نہ تھے تو مالک اشتر نے حضرت سے سن کر لکھا ہوا خطبہ حارث کو* کہ لیجیے یہ میں نے لکھا ہے۔

اسی طرح دعا N اور مناجات بھی سینہ بہ سینہ ہوتی ہوئی تحر یی شکل میں آتی چلی گئیں۔ ان میں دعائے کمیل، دعائے مشلول، دعائے یستشیر اور دعائے حضرت علیؑ وغیرہ اپنی مثال آپ ہیں۔ حضرت علیؑ کے خطوط و خطبات کو جمع کرنے کا کام سید رضی علیہ الرحمہ نے خاصی تلاش وجستجو اور تحقیق کے بعد بہ حسن وخوبی ا• م* یہ ہے، جن کی ولادت ۳۵۹ھ میں اور وفات ۴۰۶ھ میں ۴۷ سال کی عمر میں ہوئی۔ گو* آپ کی ولادت حضرت علیؑ کی شہادت کے ۳۱۹ سال بعد ہوئی ہے۔ ان ساڑھے تین سو سال کے عرصہ میں بھی یکے بعد دv ے ا- طویل سلسلہ ہے جو ان تمام اقوال، تحر یوں اور خطبوں کا مؤلف ومر$ -- پہنچتا ہے۔ ان میں پہلی صدی ہجری میں حارث اعور، مالک اشتر، ز± بن وہب جہنی اور عبداللہ بن رافع ہیں۔ 3/4 بن محمد مزاحم، اسمٰعیل بن مہران مسکونی، ابومنذر ہشام بن محمد کلبی اور ابومخنف لوط بن یحییٰ کے* م ملتے ہیں تو تیسری صدی ہجری میں محمد بن عمر قدسی، ابواسحٰق إ. اہیم، ابوالحسن مدائنی، إ. اہیم بن ظہیر فرازی ابومحمد اور عبداللہ بن احمد (شہید کربلا) بن عامر شہید صفین کے محترم* م شامل ہیں جن میں ہ%* م کا اپنا ا- الگ معتبر سلسلہ ہے جو. اہ را & مولا علیؑ -- پہنچتا ہے۔

ان میں پہلی صدی ہجری میں حارث اعور، مالک اشتر، ز± بن وہب جہنی اور عبداللہ بن

رافع ہیں۔تو دوسری صدی ہجری میں3/4 بن عمد مزاحم، اسمٰعیل بن مہران مسکونی، ابو منذر ہشام بن محمد کلبی اور ابو مخنف لوط بن یحیٰی کے* م ملتے ہیں تو تیسری صدی ہجری میں محمد بن عمر قدسی، ابو اسحٰق ا.ِ اہیم، ابوالحسن مدائنی، ا.ِ اہیم بن ظہیر فرازی ابو محمد اور عبداللہ بن احمد (شہید کربلا) بن عامر شہید صفین کے محترم* م شامل ہیں جن میں آخیر* م کا اپنا ا ِ۔ الگ معتبر سلسلہ ہے جو. اہ را & مولا علیؑ-۔ پہنچتا ہے۔ چوتھی صدی ہجری جو خود سید رضی علیہ الرحمہ کی صدی ہے۔ اس میں ابو القاسم محمد عظیم بن عبداللہ مدائنی، عبدالعزیز بن یحییٰ، ابو الخیر درازی، ا.ِ اہیم بن سلیمان نہشی، عبداللہ بن ابی ز± الُ. ی، قاضی بن سلا مؤلف ''دستور معالم الحکم'' اور علی بن محمد بن عبداللہ مدا Z کے* م لائق ذکر ہیں۔ اسی زمانے میں مسعودی متوفی ۳۴۶ھ نے تحریر کیا کہ:

''والذی حفظ الناس عنه من خطبه فی سائر مقاماته اربعمائة خطبة و نیف و ثما نون خطبة یوردها علی الهدایة و تداول الناس ذالك عنه قولا و عملاً۔

,ترجمہ: ان میں سے جو خطبے لوگوں کو* ید رہے وہ چار سو اسی سے کچھ ز* یدہ ہیں جنہیں حضرت علیؑ+ یہی اور ارتجالی طورپ دیتے تھے، یہ خطبہ لوگوں میں قول و عمل کے طورپ رائج ہیں۔

+ذکروں میں یہ بھی ملتا ہے کہ اکثر اصحاب کلام: ا اور احادیث رسولؐ کی طرز پ ز* بان و بیان پ تسلط و قدرت حاصل کرنے کے لئے بھی حضرت علیؑ کے خطبوں اور ارشادات کو* ید کرلیا کرتے تھے۔ چنانچہ عربی ادب کا ا ِ۔ ,.ٹا ادی$ ''عبدالحمید بن یحییٰ متوفی ۱۳۲ھ کہا کر* تھا۔

''حفظت سبعین خطبة من خطب الاصلع ففاضت ثُمّ فاضت''۔

,ترجمہ: میں نے امیر المؤمنین کے ستر خطبے* ید کیے۔ کہ ادب میں روانی آئی اور اسی کتاب میں ابن mتہ متوفی ۳۷۴ھ کا یہ قول بھی Ü کیا Hہے۔

"حفظت من الخطابة کنزا لا یریده الانفاق الا سعة و کثرة۔ حفظت مأة فصل من مواعظ علی بن ابی طالبؑ۔

ترجمہ: میں نے تقریروں کا وہ %0 انہ حفظ کیا ہے کہ جس کا استعمال اس میں اضافہ ہی کرر ہا ہے، اور وہ %0 انہ، علیؑ کے سو* ید کردہ خطبے ہیں۔

ان تمام دلائل سے *: $ ہو* ہے کہ سید رضی کے دور -- .. ا. نہج البلاغہ میں درج خطوط، خطبے اور ارشادات اکثر لوگ ر* بانی* ید کر کے بھی دوسروں -- پہنچاتے تھے اور تحریری طور پر بھی ا ی- دوسرے کو ودیعت کرتے تھے۔

کیوè تصوف وعرفان کے ر* ید ہ" سلسلے حضرت علیؑ پر منتہی ہوتے ہیں لہٰذا منا & یہی ہے کہ اسلامی عرفان وتصوف کے آ* روار کان نہج البلاغہ میں اور مناجات ودعاؤں میں تلاش کئے جا N جن مفکرین نے نہج البلاغہ اور حضرت علیؑ کی دعاؤں سے ہٹ کر اسلامی تصوف پر کام کیا ہے انہیں اسلامی عرفان میں بھی کہیں د+ ا $ کے ا ات دکھائی دیئے ہیں، تو کہیں یو* نی اور رہبا NH کے آ* رÃ آتے ہیں۔ اے۔ جے۔ آر. ی کی تحقیق کے مطابق سرولیم جون پہلا یورو à ہے جس نے تصوف کو د+ ا $ کے زیر ا بتا* یا ہے۔ اور ۱۹۲ میں ا ی- %0 س مفکرو% ڈہارٹمن نے بھی تصوف پر ہندوستانی ا ات کا راگ الا* پ ہے، تو الفرڈ وان کریمر نے ۱۸۸۶ء میں اس * ت کا دعویٰ کیا ہے کہ اسلام کے ابتدائی دور میں تصوف نے مسیحیت کا ا قبول کیا۔ حالاè پر وفیسر. اؤن نے وان کریمر کی اس رائے پر بحث کرتے ہوئے اس کی مکمل " د+ کی ہے۔ اسی طرح ا ی- ڈچ اسکالر دوزی نے ۱۸۹۷ء میں یہ* $ کرنے کی کوشش کی ہے کہ تصوف ا یرانیوں کی دین ہے اور فتح ا یران سے قبل بھی ا یران میں تصوف موجود تھا جس نے بعد میں اسلامی تصوف کی شکل اختیار کر لی۔ گو کہ ضیاء احمد+ ایوبی نے اس Ã یے کی وجہ بیان کرتے ہوئے " د+ بھی کی ہے۔

عرفان اسلامی کی /* یں قرآن شریف کی آ* یت اور احاد $ رسولؐ سے بھی جوڑی

جاتی ہیں جو* . لکل صحیح ہیں کسی بھی طور غلط نہیں ہیں لیکن . # ا ی- دو آ ں کے علاوہ تمام تصوف کے سلسلے حضرت علیؑ پر منتہی ہوتے ہیں تو عرفان وتصوف کے چشموں کو بھی* . ب شہر علم نبیؐ ' کے ہی کردار، گفتار، افعال، خطبات، دعا اور مناجات کے آ W یۓ میں دیکھنا* ی دہ در & ہوگا۔ یوں بھی مولا علیؑ کی ز+ گی کا ا ی- لمحہ بھی ایسا نہیں ہے جو سیرت نبی کا آئینہ دار نہ ہو، اور نہ ہی تمام ز+ گی کوئی ایسا جملہ آپ کی * . ن سے ادا ہوا ہے جو قرآنی * ی ت کے منافی ہو۔ اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فر* ی "علی منی وانا منہ" اس کے علاوہ مولا کے افعال کی* پ کیز گی اور: لہ پستی کی گواہی اور کیا ہو گی کہ دشمنوں کی * . ن پر نہیں بلکہ ا ی- . ڑے خا+ انی دشمن امیر شام معاویہ بھی اس* پ کیزہ کردار کے گواہ Ā آتے ہیں۔ جیسا کہ کتاب خلفائے راشدین کے صفحہ ۳۵۶ پر تحری ہے۔

''امیر معاویہ کے اصرار پر ضرار اسدی نے جو ان کے اوصاف بیان کئے ان میں ان کی خشیت الٰہی اور ت ک د* کے* . رے میں بتا* ی کہ ''میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے ان کو بعض معرکوں میں دیکھا کہ رات گذر چکی ہے ستارے ڈوب چکے ہیں اور وہ اپنی داڑھی پکڑے ہوئے ایسے مضطرب ہیں جیسے مار+ ی ہ مضطرب ہو* ہے اور اس حا } میں وہ غمزدہ آدمی کی طرح رو رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے د* ! مجھ کو فری$ نہ دے، دوسرے کو دے، تو مجھ سے کیوں چھیڑ چھاڑ کرتی ہے* ی میری مشتاق ہوتی ہے؟ افسوس! افسوس! میں نے تجھ کو تین طلاقیں دے دی ہیں جس سے رجعت نہیں ہوسکتی۔ تیری عمر کم اور تیرا مقصد حقیر ہے آہ! زادِ راہ کم اور سفر دور دراز کا ہے، راستہ و D خیز ہے''۔ یہ سن کر امیر معاویہ رو پڑے اور فر* ی : اابوالحسنؑ پر رحم کرے: ا کی قسم وہ ایسے ہی تھے''۔

تصوف کی تعریف پر Ā ڈالیں تو اس ذیل میں معروف کرخی جو امام رضاؑ سے بیعت تھے، فرماتے ہیں:

"التصوف الاخذ بالحقائق و الیاس مما فی ایدی الخلائق"۔

ترجمہ: تصوف حقائق کا حصول اور خلائق کے مال و متاع سے یاس ہے۔

نہج البلاغہ کے بہت کلمات سے ماخوذ ہے جن میں سے چند اس طرح ہیں:

۱- المالُ مادة الشهوات: مال خواہشات کا سرچشمہ ہے۔

۲-من اطال الامل اساء العمل: جو طولانی امیدیں رکھے گا وہ اپنے کردار تباہ کردu۔

ابوالحسن نوری فرماتے ہیں:

التصوف ترك كل حظٍ للنفس نفسانی لذتوں کا ترک کر دینا تصوف ہے

فمن اشتاق الجنة سلا عن الشهوات

جو شخص .A کا مشتاق ہو ہے وہ خواہشات سے الگ ہو جا ہے۔

من كرمت عليه نفسه هانت عليه شهواتهٗ۔ جسے اپنا Ñ معزز معلوم ہوگا خواہشات Ñ اس کے لئے حقیر ہوں گے۔

ابوعمر دامشقی اس طرح رقمطراز ہیں:

التصوف روية لكون بعين النقص بل محض الصرف عن الكون"۔

تصوف * م ہے د* کی طرف Ú کی نگاہ سے دیکھنے کا بلکہ سرے سے نہ دیکھنے کا۔

[نہج البلاغہ] فمن احب الدنيا وتولاها ابغض الآخرة وعاداها"۔

تو جو آدمی د* کو چاہتا ہے وہ اس سے محبت کر ہے وہ %ت سے دشمنی رr ہے۔

ای- دوسری جگہ ہے:

طوبیٰ للزاهدين فى الدنيا و الراغبين فى الآخره۔

د* سے کنارہ کشوں اور %ت سے رغبت ر p والوں کا کیا کہنا۔

مثل الدنيا كمثل الحية لين مسها

د* کی مثال سا $ کی سی ہے۔

مندرجہ* لا وہ چند مثالیں ہیں جو اہل تصوف نے نہج البلاغہ سے ا:" کی ہیں۔ ورنہ تصوف کی تمام تعریفیں نہج البلاغہ سے ماخوذ ہیں طوا ﴾ کے*۔ ﴿ یہاں ان سے اَ ,ی: کیا جا* ہے۔

اب ان احکام پہ Ã ڈالی جارہی ہے جو صوفیوں کے کردار کو نکھارتے ہیں۔ ان میں پہلا رکن ''ذکر'' ہے یعنی اللہ کا ذکر کر*، عام طور پہ اللہ کے ۹۹ ننانوے صفاتی* م لئے جاتے ہیں۔1 حضرت علیؑ نے اپنی دعاؤں میں اللہ کا ذکر اس طرح کیا ہے کہ یہ صفاتی* م لاتعداد Ã آتے ہیں۔ صرف دعائے مشلول میں ہی ایسے کتنے صفاتی* م موجود ہیں۔ جو مشہو* م بھی ہیں اور۔ اگانہ بھی مثلاً:

"یـا ذالـجـلال و الاکـرام یـا حـی یـا قیوم، یا ذالملكِ والملكوت، یا ذالـعزت والجبروت یا ملكُ یا قدوسُ یا سلامُ یا مومن یا مهیمنُ یا عزیزُ یـا جبـارُ یا متكبرُ یا خالقُ یا باریُ یا مصورُ یا مفید یا مدبرُ یا شدید یا مبـدیُ یـا مـعیـدُ یـا مبیدُ یا ودودُ یا محمودُ یا معبودُ یا بعیدُ یا قریب یا مـجیـب یـا رقیـبُ یا حسیبُ یا بدیعُ یا رفیعُ یا منیعُ یا سمیعُ یا علیمُ یا حـلیـمُ یا كریمُ یا حكیمُ یا قدیمُ یا علیُ یا عظیمُ یا حنان یا منانُ یا دیانُ یا مستـحیان یا جلیلُ یا جمیلُ یا وكیلُ یا كفیلُ یا مقبلُ یا منبلُ یا نبیلُ یـا دلیـلُ یا هادی یا باری یا اولُ یا آخرُ یا ظاهرُ یا باطن یا قائمُ یا دائمُ یـا عـالـمُ یا حاكمُ یا قاضی یا عادلُ یا فاصلُ یا آخرُ یا ظاهرُ یا طاهرُ یا مـطهـر و یـا قـادرُ یـا مـقتـدرُ یا كبیرُ یا متكبرُ یا واحدُ یا احدُ یا حمدُ یا سـامـخُ یـا بـارخُ یا فتاحُ یا نفاحُ یا مُرتاح، یا مفرج یا ناصرُ یا منتصرُ یا مـدركُ یـا مهـلكُ یا منتقم، یا باعثُ یا وارثُ یاطالب یاغالبُ یا توابُ یا اوابُ یـا وهـابُ۔ یا ظهورُ یا شكورُ یا غفورُ یا لطیفُ یا خبیرُ یا مجیرُ یا

منیر و یا بصیرُ یا ظھیر و یا وتر یا فردُ یا ابدُ یا سندُ یا صمدُ یا کافی یا شافی یا وافی یا معافی یا محسنُ یا مجملُ یا منعمُ یا مفضلُ یا متکرِمُ......''

اس طرح تقریباً سوا سو* موں کا واسطہ* H یا ہے۔اس کے علاوہ اتنے ہی مر '*م : اکے ذکر میں شامل ہیں۔

دعائے مشلول کی طرح دعائے کمیل میں بھی اللہ کے ذکراور* دکا ا یہ الگ طر i اپنا یا ہے جو اہلِ تصوف میں رائج ہوا۔

''۱-نعمت کا واسطہ جو ہر شئ سے بڑھی ہوئی ہے۔۲- تیری اس عظمت کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں جس سے ہر چیز پُرÃ آتی ہے۔۳- اسی ذات کا واسطہ جو ہر شے کے فنا ہوجانے کے بعد* قی رہے گی۔۴- اس علم کا واسطہ جو ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔۵- اس نور کا واسطہ جس کی وجہ سے ہر چیز میں چمک دمک ہے۔۶ -میں تیری* د کے ذریعہ سے تیری حضوری میں تقر $ چاہتا ہوں ۔۷-میرے لئے اپنا قرب* دہ کراور اپنی* دمیرے دل میں ڈال۔۸- جو کچھ میرا حصہ مقرر کیا ہے اس پ میں راضی رہوں اور قنا (کروں۔۹- اور ہر حا) میں تیرے بندوں سے بتواضع پیش آ ؤں۔۱۰- تیری حکومت سے بھاگ کر نکل جا* ممکن نہیں۔۱۱ -میرا تیرے سوا اور ہے کون جس سے میں اپنی مصیبت کے دور کرنے کا اور اپنے معاملے میں غور کرنے کا سوال کروں۔۱۲- بعد اس کے کہ میرا دل تیری محبت میں سرشار ہو چکا ہے اور میری * ن تیری* د میں چل رہی ہے اور میرا دل تیری محبت کی اَ ہ *+ ھے ہے۔۱۳- میں تیرا ا یہ کمزور، ذلیل، حقیر، مسکین اور % بندہ ہوں۔۱۴- مجھے تیری ہی : مت کرتے رہنے میں دوام حاصل ہوجائے۔۱۵- میرے ہاتھ* پ ؤں کو اپنی : مت کے لئے مضبوط اور اسی ارادے کے لئے میرے قلب کو مستحکم کردے۔۱۶- مدام تیری : مت میں لگا رہوں۔۱۷- اور تیرا قرب حاصل کرنے کا اشتیاق ر p والوں کا سا شوق مجھے بھی

حاصل رہے اور تیری جناب میں اخلاص رp والوں کی سی؛ ٔ دیکی مجھے بھی حاصل ہو جائے۔
۱۸-میری ژ٭ ن کو اپۃ دمیں چلتا رکھا اور میری ژ٭ ن کو اپنی محبت میں مستغرق فرما''۔

مندرجہ سبھی جملے صوفیوں کے آ M کے مطابق ہیں اور صوفیوں کی تمام منزلیں اس دعا میں مضمر ہیں۔

مختصراً ہم یہ کہہ h ہیں کہ جتنی اسلامی صفات ہیں، مشاہدات بیٔ ت اور اعمال صوفیاء میں Ã آتے ہیں وہ & کے & تنہا مولا علیؑ کی ذات، کردار، افعال، اقوال، دعا، مناجات اور مشاہدات میں ہیں اسی لئے حضرت علی علیہ السلام کی شخصیت کو سر چشمہ عرفان ٹ٭ Ḣ یا ہے۔

منبع ولایت سیدنا علی کرم اللہ وجۂ

ڈاکٹر عمر کمال الدین

اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللهِ لَا خَوْف عَلَیهِم ولاهم یحزنون کی تفسیر۱ رجال لا تلهیهم تجارة ولا بیع عن نکرالله واقام الصلوٰة وایتاءِ الزَّکوٰة کی تعبیر ۲ سیماهم فی وجوههم من اثر السجود کی تصو۔ ۳ و الذین جاهدوا فینا لنهدینهم سبلنا و ان الله لمع المحسنین کی تنو۔ ۴ تلك الدارَ الآخرة نجعلُها للذین لا یُرِیدون عُلُواً فی الارض ولا فسادا کی عملی تفسیر ۵ جانشین شاهد و بشیر و نذیر۔ ۶ منورز نور سراج â ے حا. # روائی مسکین ویتیم واسیر ۸ مشکل کشائی مضطر ومظلوم وبیسیر، اخلاص واحتساب *. $ وتفرع ایثار وسخاوت، ادب وحیا امر* لمعروف ونہی عن المنکر، تسلیم ورضا، تفکر + ، تقویٰ وطہارت، خشوع وخضوع وخشیّت الٰہی وتعلق مع اللہ، *۔ ضت ومجاہدہ، صبر وتوکل اور ضبط Ñ وخود شکنی کی توقیر۔ آسمان، احسان وعرفان و تصوف وسلوک کے + ر â منبع ولا $ ومر/ شجا (سر چشمہ علم وحلم سید* علی کرم اللہ وجہٗ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے & سے دیکی خا+ انی ونسبی تعلق تھا۔ مز+ . آپ بچپن سے دامن سیّد الاولین والآ% ین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وابستہ رہنے کی وجہ سے علوم t یؑ سے بھرپور استفادہ کی سعادت ازلی حاصل ہوئی اور نور علیٰ نور یہ کہ اس بے نظیر اور عدیم المثال تعلیم و M کے ساتھ آپ میں تحصیل علم وکسب کمال کی فطری صلا A اور : اداد ذوق + رجہ اتم موجود تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مکتب t ت اور مدرسۂ رسا } سے جو فیض آپ نے حاصل کیا وہ بہت کم دوسرے صحابہؓ کے حصہ میں * ۔ ۹ قرآن، حد $ فقہ وغیرہ جملہ دینی علوم

میں مہارت* مہر p تھے۔ ابوعمرا بوطفیل کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت علیؑ کو اس وقت دیکھا۔ # لوگوں سے خطاب فرمارہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ کتاب اللہ کے* بارے میں جو چاہو پوچھ لو بخدا قرآن کریم میں کوئی بھی آ$ ایسی نہیں ہے جس کے* بارے میں مجھے یہ نہ معلوم ہو کہ یہ رات کو* نازل ہوئی* یا دن کو (ہموار) راستے میں چلتے ہوئے* نازل ہوئی* یا اس وقت کہ۔ # آپ کسی پہاڑی پر تھے۔

روحی لہ الفداء کہ دل و جان احمدؐ ا & والا D .. ادرِ ذیشان احمدؐ ا &

ہاشم*نژاد اشرف خویشاں احمدؐ ا & ہارون مقام کاشفC ین احمدؐ ا &

اعجازÕ لطف مثال ا & مرتضیٰؑ

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہ کی جلا } علمی پر سارے صحابہ کا اتفاق تھا۔ رسول اللہؐ کے عمزاد حضرت عبداللہ ابن عباسؓ جو خود خیر الامہ تھے فرماتے تھے کہ علم کے دس حصوں میں سے: انے حضرت علیؑ کو نو حصے » فرمائے ہیں اور دسویں میں بھی آپ شریک تھے۔ ۱۰ * ن t تؐ سے بھی آپ کو انا مدینة العلم و علی بابها ۱۱ کی سند » ہوئی تھی۔ کلام الٰہی سے آپ کو خاص شغف تھا اس کے حافظ تھے۔ اس کی تعلیم * نِ وحی و الہام سے حاصل کی تھی، علوم قرآن پر تبحر حاصل تھا، فہم قرآن اور اس کے احکام و مسائل کے استنباط کا خاص ملکہ تھا، تفسیر کی کتابیں اور احاد$ کے ابواب تفسیر آپ کی روایتوں سے معمور ہیں، ذات t یؐ سے قر$ کی بنا پر آپ کو سماع حد$ کا & سے * یدہ موقع میسر ہوا، پھر وصال t یؐ کے بعد تیس سال -- مسند تعلیم و ارشاد پر جلوہ/ رہے اور تشنگان علوم و معرفت کی علمی و عرفانی پیاس بجھائی، یہی وجہ ہے کہ حفظ حد$ اور روا$ حد$ دونوں لحاظ سے آپ کی ذات اقدس جما (صحابہ میں نہا$ ممتاز تھی۔ آپ کی رو* یت کی تعداد* پانچ سو چھیاسی ہے جو کہ کثیر الروایہ صحابہ کے مقابلہ میں تعداد کے لحاظ سے بہت کم ہے لیکن آپ کی حد درجہ کی احتیاط کا نتیجہ ہے، آپ کے تلامذہ کا دا ئرہ بہت وسیع ہے کلام اللہ اور احاد$ t یؐ میں

وسعت علم کے ساتھ آپ اسی درجہ کے ذہین، طباع، حاضر دماغ، حاضر جواب، دقیقہ Õ اورنکتہ رس بھی تھے۔آپ کی ذہا $ وفطا $ کے بہت سے واقعات ہیں جن کےÜ کرنے سے اصل موضوع سے بہک جانے کا# یشہ ہے۔فقہ میں بھی آپ بلند مرتبہ پ فاٰ٭ تھے بلکہ جما (؛ صحابہ میں آپ کو اجتہاد کا درجہ حاصل تھا،فقہی کمال کے ا ی- پہلو یعنی مقدمات کے فیصلہ کے وصف میں آپ کا کوئی مقابل نہ تھا۔ٓ* ن رسا) نے آپ کو ''اَقضا ھم علی'' یعنی جما (؛ صحابہ میں & سے .ے قاضی علیؑ ہیں، کی سند مرحمت فرمائی تھی۔

اسلام میں عرفان وتصوف کی* ریخ رسول اکرمؐ کی ذات مبارک سے شروع ہوئی، انہیں کی سرپ ستی میں اولین جما (؛ صوفیہ وعارفین ان کے جانشین حضرت علیؑ کے ا/ دو پیش Ã آتی ہے،صوفیہ تصوف کی تعلیم کے سلسلہ میں قرآن مجید کی یہ آ $ پیش کرتے ہیں۔

كما ارسلنا فيكم رسول منكم يتلوا عليكم اٰياتِنا و يزكيكم و يعلمكم الكتب والحكمة ويعلمكم مالم تكونوا تعلمون۔ (البقرہ: ۱۰۱)

جس طرح ہم نے تمہارے درمیان تمہیں میں سے ا ی- رسول بھیجا ہے جو تم پ ہماری * یت کی تلاوت کر* ہےاور تمہیں* پ ک * کیزہ بنا* ہےاور تمہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہےاوروہ & کچھ بتا* ہے جو تم نہیں جا... ہو۔

اسی طرح حد $ جبر L میں سرکاردوعالمؐ احسان (جسے * کیہ* طن،عرفان اور تصوف کے* م سے بھی جا* جا* ہے) کی تعریف اس طرح بیان فرمائی ہے:

و قال رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم الاحسان ان تعبد الله كانك تراهٗ فان لم تكن تراهٗ فانهٗ يراك (حد $ جبریل)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فر* یا احسان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو گو* یا تم اس کو دیکھ رہے ہوا/ تم اسے نہیں دیکھتے تو وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

ا/ چہ تصوف اور صوفی کی اصطلاح سے ہم دوسری صدی ہجری میں واقف ہوئے ہیں

لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کا مصداق قرآن اول میں موجود تھا شیخ ہجو یری، کشف المحجوب، میں لکھتے ہیں:

''اس دور میں تصوف کا نام تو بے شک نہیں تھا 1 بطورا یـ حقیقت کے وہ موجود تھا''۔۱۲ے

''......اورتصوف جس وقت اسلام کے قرن اول میں ظاہر ہوا تھا تو اس کے لئے عظیم شان تھی یعنی وہ ا یـ عظیم المرM چیز تھی اور ابتدا ًاس سے مقصود تقویم اخلاق ،تہذ یبِ Óس اور طبائع کو دین کا خوا بنا اور ان کو اس کی جا $ کھینچ کر لا اور دین وشریعت کو Ñ کی طبیعت اور اس کا و بنا نیز دین کے حکم واسرار سے ر X Ñ کو واقف کرا تھا''۔۱۳ے

جانشین سرکار دو عالمؐ ،واقف اسرار t ت اور شارح علوم رسا) حضرت علی کرم اللہ وجہہ، سردار O ءؑ کا مسلک یوں بیان فرماتے ہیں:

''عرفان میرا سرمایہ ہے، ذکرِ الٰہی میرا مونس ہے %ن مرا رفیق ہے، علم میرا ہتھیار ہے، صبر میرا الباس ہے،: اکی رضا میری غنیمت ہے، % ی میرے لئے وجہ اعزاز ہے، زہد میرا پیشہ ہے، صدق میرا سفارشی ہے، اطا (میرا بچاؤ ہے، جہاد میرا کردار ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک لا زمیں ہے''۔۱۴ے

امیر المومنین وخلیفہ رسول امینؐ حضرت علی کرم اللہ وجہہ، جو حقیقتاً مسلمانوں کے ولی الامر، معلم، مربی، مصلح، امام احکام شریعت کے لئے علمی نمونہ پیش کرنے والے، اخلاق و دینی امور کی نگرانی اور احتساب کرنے والے اور ان کی سیرت واخلاق پ Ã ر p والے تھے انہوں نے مسلک رسولؐ کی حرف بہ حرف پیروی کرتے ہوئے اصلاح تبلیغ نیز رشدو ہدا $ کا مقدس فریضہ ا م د یـ۔ ذات t یؐ سے آپ کی وابستگی، علوم شرعیہ سے مکمل آ گاہی، محبوب و دلنواز شخصیت اور ô بلند، سخن دلنواز جان پ سوز کا پیکر ہو ایسے عوامل تھے کہ لوگ پ وانہ وار اس شمع ہدا $ سے فیض حاصل کرنے کو ٹوٹ پ ڑ رہے تھے۔

عرفان وتصوف یـ احسان و کیہ کا سر چشمہ واقعتاً آپ کی مبارک ذات تھی۔صوفیہ کے

تمام ٭.ٹے ٭.ٹے سلاسل حضرت حسن بصریؒ (م:۱۱۰ء/۷۲۸ء) کے واسطے سے آپ ہی ٭پ منتہیٰ ہوتے ہیں اَ چہ محدثین کے ٭ د یـ حسن بصریؒ کا حضرت علیؑ سے لقا٭ .$ نہیں ہے۔ لیکن ا٭ ٭.ب تصوف کا اس ٭پ اتفاق ہے شاہ ولی اللہ دہلوی لکھتے ہیں:

''ا٭ ٭.ب طر g کے ٭ د یـ حسن بصریؒ کو طبعتاً حضرت علیؑ سے نسبت ہے محدثین کے ٭ د یـ یہ اO ب٭ .$ نہیں ہے لیکن شیخ احمد قشاشی نے اپنی کتاب ''عقد العز٭ی فی سلاسل اہل التوحید'' میں ا یـ تشفی بخش بحث کے ذریعہ اہل تصوف کی٭ G کی ہے''۔

ا یـ دوسری جگہ یوں لکھتے ہیں: ''صوفیہ کا اتفاق ہے کہ حسن بصریؒ نے حضرت علیؑ سے فیض ٭٭پ یـ تھا''۔

خلافت سے پہلے آپ کو تصوف میں بہت انہماک تھا پھر خلافت کے بعد اس کی مصروفیتوں کی وجہ سے اس فن کی تفصیل بیان کرنے کا موقع نہ 5''۔ ۱۲

حقیقت یہ ہے کہ خلافت جیسی اہم ذمہ داری کی مشغولیت اور خاص طور ٭پ خلافت کو منہاج t ت ٭پ٭ .قی ر p کے لئے سخت ٭ین مراحل میں جہاں امن و سکون٭ پید، اطمینان و فارغ البالی عنقا اور ہر طرف شورش و ہنگامہ٭ ٭پ تھا۔ آپ نے جس مجاہدانہ اور مجتہدانہ شان سے حالات کا مقابلہ کیا وہ حقیقتاً لا فتٰی الا علی لاسیف الا ذوالفقار کا مصداق ہے بقول شاعر:

در عرصۂ مجاہدۂ دین مستقیم ‌ ‌ مفتوح٭ ٭.ب او & بہر سائل وسقیم

تیغش ہر استخوان عدو راکند دو 4 ‌ ‌ چون بہر مومن ا & در .A نعیم

رفع بلای • ت وعِصیان کند علیؑ

ذکرِ قد٭ یـ ا & ٭.نش بہ جستجو ‌ ‌ سر در سجود ربی الاعلیٰ ٭. د فرو

چندا è تیغ او & پی اَ دکینہ جو ‌ ‌ اَ زش چنا èفرق %٭. تن مدد

عزم جہاد وطا (رحمان کند علیؑ

اس دور پر فتن میں آپ نے جس عالی ہمتی، صبر واستقامت، حوصلہ وعزیمت حق گوئی، بے ‌ کی، جوان مردی خندہ جبینی اور K ‌& قلب کے ساتھ اپنے فرائض منصبی کو کامیابی کے ساتھ ا • م ‌ اس کا ذکر کرتے ہوئے مو ‌ ابوالحسن علی ‌ ویؒ لکھتے ہیں:

''خلافت کی پوری مدت کو ا ‌ مسلسل مجاہدہ، ا ‌ مسلسل کشمکش، ا ‌ مسلسل سفر میں ‌ لیکن نہ W، نہ مایوس ‌، نہ ‌ دل ‌، نہ شکا $ ‌، نہ را # کی طلب، نہ محنت کا شکوہ، نہ دوستوں کا گلہ، نہ دشمن کی ‌ گوئی، مدح وذم سے بے پ وا، جان سے بے پ وا، ا • م سے بے پ وا، نہ ماضی کا غم، نہ مستقبل کا ‌ یشہ، فرض کا ا ‌ احساس مسلسل اور سعی کا ا ‌ سلسلۂ غیر منقطع، د ‌ کا سا صبر، سورج اور چا ‌ کی سی ‌ بندی، ہواؤں اور ‌ دلوں کی سی فرض شناسی۔ معلوم ‌ ہے کہ جس طرح ذوالفقار ان کے ہاتھ میں سر ‌ م اور بے ‌ ن ہے اسی طرح وہ کسی اور ہستی کے د & قدرت میں سر ‌ م عمل اور شکوہ وشکا $ ‌ آشنا ہیں۔ ایمان وطا ‌ کا وہ مقام جو صدیقین، کو حاصل ‌ ہے، لیکن اس کا پہچاننا اور ان ‌ اکتوں اور مشکلات سے واقف ‌ ‌ے صا # Ã اور صا # ذوق کا کام ہے۔ اس لئے ان کی ‌ گی اور ان کی عظیم شخصیت کا پہچاننا ا ‌ ‌ ا امتحان ہے......'' ۲

‌% میں آپ کے چند اقوال زریں بیان کرنے کے بعد میں ا ‌ ت ختم کر دوں گا۔

۱- نعمت چھ چیزیں ہیں، اسلام، قرآن، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، تندرستی، ‌ ستش اور بے ‌ وائی آدمیوں سے۔

۲- جو علم کی طلب میں ہے ‌ A اس کی طلب میں ہے اور جو کوئی H ‌ ہ کی طلب میں ہے دوزخ اس کی طلب میں ہے۔

۳- علم اچھی میراث ہے اور ادب اچھا پیشہ ہے اور تقویٰ اچھا توشہ ہے، اور عبادت اچھی پو ‌ ہے اور عمل نیک اچھا کھینچنے والا ہے اور نیک خلق اچھا ساتھی ہے اور ‌ ری اچھا وز ‌ ہے اور قنا ‌ اچھی تونگری ہے اور توفیق اچھی مدد ہے اور موت اچھا ادب دینے

والی ہے۔ (معیار السلوک ص ۹۶-۱۹۳)

۴- ''لوگوں سے اس طرح ملو کہ اگر مرجاؤ تو تم پر روN اور زندہ ہو تو تمہارے مشتاق ہوں (حکم و مواعظ ۹)

۵- ''بہترین دولتمندی یہ ہے کہ تمناؤں کو ترک کردے''۔ (حکم و مواعظ ۳۴)

۶- ''نوافل سے قرب الٰہی نہیں ہوسکتا۔ # وہ فرائض میں سدّ راہ ہوں''۔ (حکم و مواعظ ۳۶)

۷- ''خوشا نصیب اس کے جس نے %ت کو* یاد رکھا، حساب و کتاب کے لئے عمل کیا، ضرورت پر قناعت کی اور اللہ سے راضی رہا''۔

۸- ''عقل سے بڑھ کر کوئی ثروت نہیں اور جہالت سے بڑھ کر کوئی بے مائیگی نہیں، ادب سے بڑھ کر کوئی میراث نہیں اور مشورہ سے بڑھ کر کوئی چیز معین و مددگار نہیں''۔ (حکم و مواعظ ۵۴)

۹- ''جو لوگوں کا پیشوا بنے تو اسے دوسروں کو تعلیم دینے سے پہلے اپنے کو تعلیم دینا چاہئے اور *زبان سے درسِ اخلاق دینے سے پہلے اپنی سیرت و کردار سے تعلیم دینا چاہئے اور جو اپنے Ñ کی تعلیم و* دے$ کرے وہ دوسروں کی تعلیم و* دے$ کرنے والے سے *زیادہ احترام کا مستحق ہے''۔ (حکم و مواعظ ۷۳)

۱۰- ''خوشا نصیب اس کے کہ جس کے Ñ نے فروتنی اختیار کی، جس کی کمائی* پاک و* پاکیزہ اور M نیک اور عادت و خصلت پسندیدہ رہی، جس نے اپنی ضرورت سے بچا ہوا مال: ا کی راہ میں صرف کیا، بے کار *باتوں سے *زبان کو روک لیا، مردم آزاری سے کنارہ کش رہا، L اسے* گوارا نہ ہوئی اور+ (کی طرف منسوب نہ ہوا''۔ (حکم و مواعظ ۱۲۳)

سید رضی کہتے ہیں کہ یہ کلام کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب کیا ہے۔ مذکورہ* بالا حقائق اقوال نیز آپ اور آپ کی اولاد احفاد نیز اصحاب نے عرفان و سلوک میں جو کارہائے نمایاں ا• م دیئے ہیں ان کی روشنی میں بلاخوف تردید کہا جاسکتا ہے کہ یقیناً آپ سرچشمہ تصوف عرفان تھے۔

حوالے

۱- القرآن، یونس:۶۳(* یدرکھو کہ جولوگ اللہ کے دو & ہیں نہ ڈر ہےان پہ نہ غمگین ہوں گے۔)

۲- ایضاً، نور: ۳۷ (وہ مرد کہ غافل نہیں ہوتے سودا کرنے اور بیچنے میں اللہ کی* یدسے اور ủ ز قائم ر p سے اور زکوٰۃ دینے سے)

۳- ایضاً، فتح:۲۹ (K نی ان کی ان کے منہ پہ ہے سجدہ کے اث سے)

۴- ایضاً، عنکبوت: ۶۹ (اور جنہوں نے محنت کی ہمارے واسطے ہم سمجھادیں گے ان کو اپنی راہیں اور بے شک اللہ ان کے ساتھ ہے نیکی والوں کے۔)

۵- ایضاً، قصص: ۸۳ (یعنی وہ گھر پچھلا ہے ہم دیں گے ان لوگوں کو جونہیں چاہتے تھے اپنی بڑائی ملک میں اور نہ بگاڑ ڈالنا اور عاقبت بھی ہے ڈرنے والوں کی۔)

۶- ایضاً، o% اب: ۴۵ (اے نبیؐ ہم نے تجھ کو بھیجا بتانے والا اور خوŸی سنانے والا اور ڈرانے والا کی طرف اشارہ ہے)

۷- ایضاً o% اب :۴۶ (اور چمکتا ہوo% اغ اس میں اس* بت سے اشارہ ہے کہ اللہ نے آپ کو وہ نور t ت » فرنا* یہ کہ جس کے بعد ساری روشنیاں اس نور اعظم میں خود مدغم ہو گئیں۔)

۸- ایضاً، دہر: ۸ (اور کھلاتے ہیں اس کی محبت میں محتاج کو اور یتیم کو اور قیدی کو۔ اس آ $ میں حضرت علیؑ کے فعل کی تعریف کی گئی ہے۔)

۹- ازالۃ الخفا ر ۲۶۸، ابن سعد، ج ۲ ف ۳، ص ۱۰۱، المرتضی، ص ۳۳۳،

۱۰- تہذ $ الاسماء نووی، ص ۳۴۶ (بحوالہ* ریخ اسلام رز مش معین الدین احمد، ص ۳۱۹)

۱۱- یہ روا $ صحاح کی ہے تو بعض محدثین اسے ضعیف ما... ہیں۔

۱۲- کشف المحجوب، ص ۱۳

۱۳- + اع (بحوالہ کا. کا سلوک واحسان، مرتبہ محمد اقبال ہوشیار پوری، ص ۲۱)

۱۴- شفا از قاضی عیاض (بحوالہ + ائے ملت، لکھنؤ، رسولؐ نمبر ۱۰)

۱۵- O ہ فی سلاسل اولیاء اللہ، ص ۱۱۸ ور ۳۱

۱۶- ازالۃ الخفا، ص ۲۷۴

۱۷- المرتضیٰؓ

حضرت علی اور تصوف

پروفیسر جگر محمد

عرب قوم کی مذہبی زندگی میں اسلام کے ورود سے جہاں کے خاتمے اور روشن خیالی کے ارتقاع کے ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔ عرب میں رائج سماجی، مذہبی پستیوں کے پس منظر میں اسلام کا ¼ر ہے۔ پیغمبر اسلامؐ سے لے کر خلفاء راشدین تک ایک انصاف پسند مساوات، اور عام بہتری کے تصور کی بنیاد پر معاشرے کے قیام کی کوششوں نے عرب کی سماجی، مذہبی اور سیاسی زندگی کا رخ بدل دیا۔ مشقّت کی عظمت، سچائی اور سماجی خدمت اسلام کے ماننے والوں کی اہم روش بن گئی۔ چوتھے خلیفہ، حضرت علیؑ نے اپنی زندگی خدمت خلق کے لئے مخصوص کردی۔ اپنے بچپن سے ہی انہوں نے اپنے آپ کو انسانوں کی فلاح و بہبود کے کاموں سے وابستہ کرلیا۔ جب آپ پیدا ہوئے تو آپ کی والدہ فاطمہ اور والد ابوطالب نے آپ کا نام اسد رکھنا چاہا لیکن رسول اللہؐ نے آپ کا نام علیؑ رکھا یہ کہتے ہوئے کہ آپ خدا کے گھر میں پیدا ہوئے ہیں لہذا آپ کا نام بھی خدا کے ناموں میں سے ایک ہونا چاہئے۔ زیادہ اہم ہے کہ آپ کی پرورش رسول اللہؐ کی نگہداشت میں ہوئی، جنہوں نے آپ کو بہترین تعلیم مہیا کی۔ لہذا علیؑ ساتویں صدی عیسوی میں سب سے زیادہ قابل شخص کی حیثیت سے ابھرے۔

رسول اللہؐ کی تعلیم و تربیت نے حضرت علیؑ کی سماجی، مذہبی زندگی اور خیالات پر گہرا اثر ڈالا۔ یہ ایک مسلّم حقیقت ہے کہ قرآن اور رسول اللہؐ کی زندگی اور کام تصوف کے ارتقاء کی

C د ہیں۔ خلیق احمد Â می کے مطابق، جو تصوف پر مستند استاد کی حیثیت ر p ہیں، '...... مسلمان صوفیوں ...... کا دعویٰ ہے کہ تصوف قرآن اور رسول اللہ کے قول و عمل پر F ہے اور یہ کہ تصوف اپنی ابتدا سے لازمی طور پر اسلامی ہے اور یہ اتنی ہی سچی حقیقت ہے کہ جیسے جیسے تصوف کی تحر یـ مختلف علاقوں میں پھیلی، اس نے مختلف تہذیبوں اور مذاہب سے ان عناصر کو جذب کر لیا جو اس کے اپنے عناصر سے مختلف تھے۔ قرآن اکثر عارفانہ سچائی کا مجازی ر- وروپ ہے۔ وہ مسلمانوں کی تعریف ان الفاظ میں بیان کر* ہے: 'جو غیر مرئی پر یقین ر p ہوں، روز مرّہ عبادت کرتے ہوں اور اس میں سے % چ کرتے ہوں جو کچھ کہ انہیں H* ہے'۲۔ رسول اللہؐ کا قول ہے: 'جو صوفی کی آواز 7 ہو اور اس کی دعا پر آمین نہ کہتا ہو، وہ: اکے ۔ ند یـ بے سروں میں شمار ہوگا'۳۔ چو è حضرت علیؑ رسول اللہؐ کے قول و عمل کو M K کی بہتری اور تر قی کا ذریعہ سمجھتے تھے۔ انہوں نے تصوف کے تصور کو مز یـ شدت بخشی۔

حضرت علیؑ نے تصوف کے Ã یے اور عمل دونوں میں رہبر کا کام کیا ہے۔ تصوف پر قدیم تر ین رسالوں میں سے ا یـ 'کشف المحجوب' کے مصنف شیخ علی عثمان الہجو یری کے مطابق ان کا (حضرت علیؑ) مرتبہ اور * م اس راہ میں (تصوف کے) بہت اعلیٰ ہے۔ وہ الہامی سچائیوں کے اصولوں کی نہا $ * ر یـ بینی سے وضا # کرتے ہیں...... ظاہری اظہارِ بیان کی سچائیوں اور * طنی معنی کی * ریکیوں کے اعتبار سے، اپنے آپ کو اس د * یـ دوسری د * کے مادّی مال و دو } سے بَری کرنے میں اور الہامی عاقبت بینی کی سمجھ کے لئے علیؑ صوفیاء کے لئے ا یـ نمونۂ عمل ہیں'۴۔ یہ ا یـ مستند حقیقت ہے کہ تصوف 'سلسلۂ' کی شکل میں اپنے عروج پر پہنچا ہے۔ صوفیاء کے ز یـ دہ تر سلسلے اپنی ابتدا کو حضرت علیؑ کے قول و عمل سے قائم کرتے ہیں۔ انہوں نے مشتہر کیا کہ: اکا علم مذہب کی C یـ د ہے۔ اس سلسلہ میں ان کا کہنا ہے کہ: معرفت کی انتہا اس کی (: اکی) توثیق ہے، توثیق کی انتہا توحید ہے۔ توحید کی انتہا ہر امر میں: اکی ,, تر ی کا اقرار ہے۔ وہ تمام اوصاف سے بلند ہے۔ کوئی بھی وصف اس

کی قطعی ما : کا گمان نہیں کرسکتا۔ وہ کسی بھی شے سے محدود نہیں ہے،اس کے ذریعہ ہر شے محدود ہے۔ وہ لافانی ہے۔ لا انتہا، لامحدود ہے ۔وقت، مقام اور تصورات سے پ ے ہے۔ وقت اسے متاثر نہیں کرسکتا۔ وہ اس وقت موجود تھا۔ # کچھ نہ تھا۔ وہ ہمیشہ رہے گا ۔اس کا وجود زند گی اور موت کے قانون کی / فت میں نہیں ہے۔ وہ ہر شے میں آ شکارا ہے، لیکن وہ ہر شے سے ۔ اگانہ ہے۔وہ کسی شے کی وجہ نہیں بلکہ ہر شے اس کی وجہ سے ہے، وہ یکتا ہے، وہ لاشر یـ ہے۔ وہ خالق ہے، وہ خلق کرنے اور رفنا کرنے والا ہے۔ ہر شے اس کی* بع ہے۔وہ ہر شے کے وجود کا حکم دینے والا ہے اور وہ شے موجود ہوگئی ہے۔'۵

حضرت علیؑ نے سخاوت اور فیاضی پ زور* یـ ہے۔ نہج البلاغہ کے مترجم سید علی رضا کے مطابق ''......ان کی (حضرت علیؑ کی) سخاوت اور طبیعت کی خودمختاری کا عالم یہ تھا کہ افلاس و فاقہ کے دنوں میں بھی جو کچھ وہ دن بھر کی مزدوری کے بعد حاصل کرتے تھے اس کا ا یـ ۔ ڑا حصّہ غر ی$ اور رفاقہ کش لوگوں میں تقسیم کرتے تھے،اور وہ کسی سائل کو کبھی بھی اپنے در سے *· امید واپس نہیں جانے دیتے تھے، یہاں-- کہ میدانِ B میں ا یـ مرتبہ دشمن نے آپ کی تلوار طلب کر لی تو تلوار اس کے سامنے N دی کہ بغیر ہتھیار کے بھی آپ کو اپنی شجا (پ اعتماد تھا'۶۔ حضرت علیؑ نے M المال کے حقوق کی تقسیم میں مساوات کی تشہیر کی اور عمل کیا۔ # کچھ لوگوں نے اس پ اعتراض کیا تو حضرت علیؑ نے ان سے کہا' کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ میں ان لوگوں پ جبر وستم کر کے حما$ حاصل کروں جن کی ذمہ داری مجھے سو } گئی ہے؟ : ا کی قسم یہ میں اس وقت-- کر* رہوں گا۔ # -- یہ د* قائم ہے،۔ # -- ستارے آسمان میں ہیں۔ا/ یہ مال ودو } میری ملکیت ہوتی تو بھی میں اسے ان میں تقسیم کر دیتا تو کیوں نہ اللہ کے مال کو تقسیم کروں ے۔'آپ کے مطابق :'افسوس ہے اس شخص پ جس نے اپنی دو } غلام اور ل* یوں %0 نے میں صرف کی، لیکن اپنی دو } کو انہیں آزاد کرانے میں صرف نہیں کی جو آزاد پیدا ہوتے ہیں اور پھر چند سکّوں کے عوض تمام عمر

احسان مندی اور غلامی تلے دبے رہتے ہیں'۔ حضرت علیؑ اور ان کی زوجہ حضرت فاطمہ (س) اپنے گھرانے کے افراد کی ضرو* یت کو پسِ پشت ڈال کر ضرورت مندوں کی مدد فرماتے تھے ۸۔ حضرت علیؑ نے بجائے غیر مستحق لوگوں کے غر* ءاور ضرورت مندوں میں زکوۃ اور خیرات تقسیم کرنے پر زور* یہ ہے۔ ان کا کہنا تھا' وہ انہیں سخاوت دکھا* ہے جو اس کے مستحق نہیں ہوتے* اس کے لئے موزوں نہیں ہوتے، اور انہیں کچھ حاصل نہیں ہو* سوائے رذیل لوگوں کی تعریفوں کے اور. ے لوگوں کی داد حاصل کرنے کے، وہ بھی اس وقت-- . #
-- وہ انہیں بخشش دیتا رہے۔ جاہل لوگ کہیں گے کہ اس کا ہاتھ کتنا سخی ہے۔ اَ چہ: اکے معا5 ت میں وہ بخیل ہے۔ لہذا جس کسی کو بھی اللہ دیتا ہے اسے چاہئے کہ وہ اسے اپنے قرا$ داروں کے ساتھ اچھے* ؤ کے لئے، مہمان نوازی کے لئے، قیدیوں کو رہا کروانے کے لئے، اور مصیبت زدوں کی مدد کرنے کے لئے استعمال کرے، اسے غر* ءاور قرض داروں کو دینے میں صرف کر* چاہئے، اور اسے. دا & کر* چاہئے (ان تکلیفوں کو جو اس کی + و } اٹھانی پڑیں) حق کی ادائیگی میں (دوسروں کی) اور صلہ کی امید میں زحمت اٹھانی چاہئے۔ یقیناً ان صفات کا حصول اس د* کی اعلیٰ- ین عظمت ہے اور اللہ نے چاہا تو اس کی اگلی د* کے لئے امتیازی کامیابی ہے' ۹۔ انہوں نے لوگوں کو ان الفاظ میں بھی نصیحت کی ہے۔ ' دیکھو! اَ تم میں سے کوئی بھی شخص اپنے اقر* ء کو ضرورت منداور فاقہ کش* * ہے، تو اسے ان سے د &. دار نہیں ہو* چاہئے کہ ان کی مدد نہ کرنے سے دو } نہ تو. ڑھے گی اور نہ ہی ان %چ کرنے سے p گی۔ جو بھی ایسا کرنے سے اپنا ہاتھ روکے گا، لیکن اس کی ضرورت کے وقت بہت سے ہاتھ اس کی مدد کرنے سے رہ جا N گے۔ جو خوش مزاج ہوگا وہ بہتری کے لئے اپنے لوگوں کا پیار قائم رکھے گا' ۱۰۔ اس طرح حضرت علیؑ نے ان لوگوں کے لئے جن کے* س ذرائع موجود ہیں خیرات کی تقسیم کو سماجی، اقتصادی سرَ میوں کا اِ- لازمی% قرار دے* ی۔ یہاں یہ* ت قابلِ ذکر ہے کہ متی% دور کے تمام صوفیاء نے خیرات کو اپنی

سماجی، مذہبی سراَ میوں کا ا- کامل% بنا-ـ عہد وسطیٰ (بارہویں اور تیرھویں صدی) کے مشہور چشتی صوفی خواجہ معین الدین چشتی نے لوگوں کو ضرورت مندوں کے تئیں فیاض ہونے کی نصیحت کی۔ ان کے مطابق : اان لوگوں سے بہت خوش ہو* ہے جن میں سخاوت موجود ہوتی ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ ُا- شخص کی سخاوت د*ی کی سخاوت (سخاوتِ د*ی) کی ما# ہونی چاہئے۔ اس سے ظاہر ہو* ہے کہ حضرت علیؑ کی تعلیمات اور عمل د* کے مختلف حصّوں اور مختلف ادوار کے صوفیاء کے لئے معیاری اور روحانی تحر- کاما: بنے۔

حضرت علیؑ نے اللہ سے رابطہ قائم کرنے پر زور د*ی ہے۔ ان کے لئے علم کا مقصد سچائی اور Ñ کی تلاش ہے۔ ان کا قول ہے کہ ُساری تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام پوشیدہ چیزوں کے# رہے، اور جس کے سمت تمام کھلی ہوئی چیزیں اشارہ کرتی ہیں۔ وہ دیکھنے والے کی آ ç سےÃنہیں آ* بجز اس آ ç کے جود"] نہیں ہے، پھر بھی اس کا انکار نہیں کرسکتی۔ ذہن جو اس کے وجود کو* $ کر* ہے، اسے محسوس نہیں کرسکتا۔ وہ رفعت میں اتنا بلند ہے کہ اس سے *ی دہ" کوئی دوسرا نہیں ہے اور ; دیکیوں میں وہ اتنا; د- ہے کہ اس سے *ی دہ ; د- کوئی نہیں ہوسکتا۔ لیکن اس کی یہ رفعت اس کی خلق کی ہوئی کسی شے سے اُسے دور نہیں کرتی اور نہ ہی اس کی ; دیکی کسی شے کو اس کے . ا. ی کی سطح -- لاسکتی ہے۔ اس نےKا ن کو اپنی خوبیوں کی انتہا کا ادراک نہیں د*ی۔ اس کے* وجود اس نے اپنے متعلق لازمی علم حاصل کرنے سے اُسے روکا بھی نہیں ہے۔ لہذا وہ ایسا ہے کہ وجود کی تمام علامتیں اس کی گواہی دینا شروع کرتی ہیں یہاں -- کہ ذہن کی" د+ بھی اس پر یقین کرنے لگتی ہے۔[۱۲]

اپنے بہت سے خطبات میں حضرت علیؑ نے خواہشات، لگاؤ اور تکبر کو چھوڑنے کی ہدا$ کی ہے۔[۱۳] یہ قابلِ ذکر ہے کہ: اسے اتصال صوفیا کا ا- خاص او* قاعدہ راستہ رہا ہے۔[۱۴] حضرت علیؑ نے توبہ کی راہ اختیار کرنے کی نصیحت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ُنیکیاں کرو

اس وقت -- . # -- کہ تم ز+ گی کے بے کراں فضا میں ہو، کتابیں کھلی ہوئی ہیں (تمہارے اعمال لکھنے کے لئے)، توبہ قبول ہوتی ہے۔ جو ·Ž ہوئے ہیں (اللہ کی راہ سے) انہیں واپس بلا* یے جائے گا اور جH ہ گار ہیں انہیں امید (معافی) بخشی جائے گی ۱۵۔ انہوں نے : اسے دعا کی* یے اللہ مجھے ان H ہوں کے لئے معاف کر دے جنہیں مجھ سے ژ* یے دہ تو جا{ ہے۔ اور اَ میں یلH ہ دؤ* رہ کروں $ بھی تو مجھے معاف فرما۔ میں نے اپنے آپ سے جو بھی عہد کیا ہے کہ تیرے حکم کی تعمیل کروں گا وہ پورا نہیں ہوا۔ میں تیرے تحمل کا خواستگار ہوں، اَ میں نے اپنی ژ* ن سے تیرا قرب حاصل کرنے کی خواہش کی ہو۔ میری خطاؤں کو دراَ رکر دے* یے اللہ میری بے ا؟ گفتگو کے لئے، بے جا خواہشات کے لئے اور ژ* ن کی کو* ہیوں کے لئے مجھے معاف فرما۔ ۱۶؎ چوè صوفیا نے روح کی آ گاہی کے لئے، اپنی خطاؤں اور روحانی وقوف کے لئے توبہ کا راستہ اختیار کیا تھا، حضرت علیؑ کا اعتقاد اور عمل تصوف کی راہ کو مضبوطی » کرتے ہیں، آگے کے دور میں اس کے ارتقاء اور پھیلاؤ میں معاون* $ ہوا ہے۔ دورِ وسطی کے تقریبا تمام صوفیا نے اپنے سفر میں توبہ کو ا- مقام سمجھا ہے۔ شیخ شہاب الدین سہروردی نے اپنی کتاب 'عوارف المعارف' میں توبہ کو تصوف کا پہلا قدم بتا* یے ہے۔ اسی طرح شیخ Âم الدین اولیاء نے بھی توبہ کو اپH ہوں سے • * پنے کا ا- اہم ذریعہ بتا* یے ہے ۱۷۔ عثمان علی ہجویری نے توبہ کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ ان کے مطابق 'اشتقاقی طور پ (لفظی معنوں میں) توبہ کے معنی ہیں 'واپسی' اور توبہ دراصل وہاں سے واپس لاتی ہے جو کچھ اس نے عمل کیا ہے۔ پیغمبرؐ نے کہا: استغفار واپسی کا عمل ہے۔ اس قول میں تین* تیں ہیں جو توبہ میں شامل ہیں یعنی (۱) حکم عدولی پ+ امت (۲) H ہ (خطا) کو فوراً چھوڑ* ، اور (۳) دؤ* رہ خطا نہ کرنے کا عہد کر* ۱۸۔

حضرت علیؑ نے تقویٰ اور قنا (کو آسودگی اور خوشیوں کا سرچشمہ * ہے۔ ان کے لئے تقویٰ کے بغیر کوئی خوشی نہیں ہے۔ اپنے خطبات میں سے ا- میں وہ فرماتے ہیں کہ 'اللہ

کے بندو!، جان لو! کہ تقویٰ ا یک مضبوط گھر ہے . # کہ غیر تقویٰ ا یک کمزور گھر ہے جو اپنے مکینوں کی حفاظت نہیں کر*: ،اور انہیں کوئی تحفظ فراہم نہیں کر*: جو اس میں سر چھپاتے ہیں۔ سمجھ لو کہ H ہ کی اذ $ تقویٰ سے قطع ہوتی ہے اور از عانِ معصیت کے آ0% ی مقصد کی حصولیابی ہوتی ہے ۱۹‘ اسی طرح وہ کہتے ہیں۔’ قنا (وہ دو) ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتی ‘۲۰۔ یہاں یہ ذکر کر*: اہم ہے کہ تمام صوفیا نے تقوی اور قنا (کی تعلیمات دیں اور اس پہ عمل کیا۔

حضرت علیؑ نے مصالح عامّہ کے تصور کو فروغ *: جو متی% دور کے صوفیا کی سرا میوں کا % وکامل بن H ۔انہوں نے لوگوں کو نصیحت کی کہ دو & بنا N اور وہ شمولیت کے تصور میں یقین ر p تھے۔ان کا قول تھا کہ ’دوستوں کی کمی کا مطلب ہے بیگانگی‘۲۱۔انہوں نے لوگوں کو نصیحت کی کہ وہ آپسی مدد کے تصور پہ عمل کریں۔ان کے :د یک ضرورت مندوں کی مدد اور سہارا دینے کی عادت Kا ن کے مقام کو بلند کرتی ہے۔ان کا قول ہے کہ ’تھوڑا دینے میں شرم محسوس نہ کرو، کیو è انکار اس سے بھی چھو* ہو*: ہے‘ ۲۲۔ چو è* رش خوشحالی لاتی ہے اور پودوں کو +: گی اور پھول بخشتی ہے۔حضرت علیؑ* رش کی دعا کرتے تھے۔وہ زمین و آسمان کی مثالیں دیتے تھے جو K نوں پہ اپنی رحمتیں سانے میں کبھی نہیں 4 ۔ان کا قول تھا: ’دیکھو! یہ زمین جو تمہیں پناہ دئے ہوئے ہے اور یہ آسمان جو تمہیں سایہ فراہم کر*: ہے اپنے خالق (اللہ) کے*: بعدار ہیں، وہ اپنی رحمتیں تم پہ اس لئے *: زل نہیں کرر ہے ہیں کہ وہ تم پہ رحم کھا رہے ہیں* تمہارے سمت لگاؤ ر p ہیں، نہ وہ تم سے اس کے+ لے میں کچھ چاہتے ہیں، وہ صرف *: بعداری کرتے ہیں اور انہیں تمہاری خوشحالی قرار ر p کا حکم 5 ہے سو وہ اسے قائم رکھے ہوئے ہیں ۲۳، یہ ظاہر کر*: ہے کہ حضرت علیؑ Kا ن کے اس فرض کو سمجھتے تھے کہ اسے K M کی بقا کے لئے کام کر*: ہے اور خود غرض نہیں ہو*: ہے۔چو è لالچ Kا ن کی تمام مصیبتوں اور اذیتوں کی % ہے، وہ لالچ کی عادت چھوڑنے کی نصیحت کرتے ہیں۔ان کا

قول ہے۔'وہ جس نے لالچ کو اپنی عادت بنا یا اس نے اپنے آپ کو حقیر کیا...... بخا } (کنجوسی)، بخا } ہے ...... خیرات ا یہ موثر علاج ہے۲۴......' وہ یہ بھی کہتے ہیں۔'اَ تم اپنے مخالفین (دشمنوں) پر فتح پاؤ تو انہیں معاف کر دو اس شکر گذاری میں کہ تم ان پر قابو پانے کے قابل ہوئے'۲۵۔ حضرت علیؑ کے عام فلاح و بہبود کے تصور کی تقلید د* کے تمام اہم صوفیا نے کی۔ انہوں نے سماجی : مت کو اپنی زندگی کا اہم مقصد بنا لیا۔ شیخ معین الدین چشتی نے غر* ، مصیبت زدوں اور مظلوموں کی مدد کو ریاضت و عبادت کا اعلیٰ ترین مقام قرار دیا ہے'۲۶۔ اسی طرح شیخ Âم الدین اولیا نے ریاضت کو دو حصّوں میں تقسیم کیا ہے: (۱) لازمی اور (۲) متعدی۔ ان کے مطابق 'لازمی ریاضت وہ ہے جس سے صرف عابد کو فائدہ پہنچتا ہے جو عبادت، حج، روزہ اور تسبیحات اور اسی قسم کی دوسری چیزوں پر مشتمل ہے۔ لیکن متعدی ریاضت وہ ہے جو اس شکل میں آتی ہے کہ مثال کے طور پر ، دوسروں کی ضروریات اور خواہشات اور خوشیاں پوری کرنے کے لئے ان کی مدد کرنا اور ان کے لئے مال% چ کرنا وغیرہ اور اس متعدی ریاضت کا ثواب بہت زیادہ ہے۔ متعدی ریاضت میں اللہ & سے پہلے خلوص M کو قبول کرتا ہے۔ # کہ متعدی ریاضت کا عمل قبولیت حاصل کرتا ہے (اللہ کے نزدیک) اور اس کے بعد جس شکل میں وہ عمل کیا Hیا اس کا لا اسے ملتا ہے'۲۷۔ اس طرح عام فلاح و بہبود کا حصول صوفیا کی سرگرمیوں کا اہم مقصد بن Hیا۔ سماجی : مت کے لئے حضرت علیؑ کا Â یہ صوفیا کے لئے عملی میدان میں مشعلِ راہ بن Hیا۔

مندرجہ* لا تحلیلی جائزے کی C پر یہ یقین کیا جا سکتا ہے کہ حضرت علیؑ کے اقوال و اعمال نے تصوف کے Ã یے اور علاقے کو وسعت بخشی ہے۔ ان کی طرزِ زندگی تصوف کے فروغ میں معاون بنی۔ حضرت علیؑ بجا طور پر تصوف کے* نی کہلاتے ہیں۔ حقائق سے اس کا اظہار ہوتا ہے کہ زیادہ تر صوفیا اپنا منبع (©) حضرت علیؑ سے قائم کرتے ہیں۔

حوالے

۱-   مسعود الحسن، حضرت علی مرتضٰی، دہلی، ۱۹۹۸، صفحہ ۳

۲-   خلیق احمدÂمی، سم آسپیکٹس آف ریلیجنس اینڈ پولیٹکس ان*+ یڈیور۔ دی تھرٹین سینچری، دہلی، ۱۹۷۴ص ۵۱-۵۰

۳-   علی ابن عثمان الہجویری، کشف المحجوب، انگلش ٹرانسلیشن، رینولڈ اے نکلسن، دہلی، ۱۹۹۹، ص ۳۱

۴ -   ایضاً، ص ۴۷

۵-   مسعود الحسن، حضرت علیؑ، ص ۳۳۶

۶-   شریف رضی (مجموعہ) نہج البلاغہ، جلد ا، انگلش ٹرانسلیشن، سید علی رضا، تہران، ۱۹۸۷، ص ۸

۷-   ایضاً، ص ۲۶۴

۸-   مسعود الحسن، حضرت علیؑ، ص ۳۴۶۔ حضرت علیؑ کہا کرتے تھے ’سخاوت وہ ہے جوKl ن کے اپنے عمل سے شروع ہوتی ہے۔ کیوè مانگنے پر دینا تو خودداری کی وجہ سے ہوتا ہے*یا د$ سے بچنے کے لئے۔‘ نہج البلاغہ، ص ۶۶۶

۹ -   ایضاً، ص ۲۸۹

۱۰-   ایضاً، ص ۹۰

۱۱-   سید مبارک کرمانی، سیار الاولیا، اردو ترجمہ عبداللطیف، دہلی ۱۹۹۴، ص ۱۲۳

۱۲ -   نہج البلاغہ، ص ۱۳۲

۱۳-   ایضاً، ص ۱۲۵، ۱۶۹-۱۶۷، ۸۷، ۱۴۷، ۱۴-۱۲۳

۱۴-   خلیق احمدÂمی، ریلیجنس اینڈ پولیٹکس، ص ۵۳۲

۱۵-   نہج البلاغہ، جلد اا، ص ۸۶۴

۱۶-   مسعود الحسن، حضرت علیؑ، ص ۴۳۰

۱۷-   خلیق احمدÂمی، ریلیجنس اینڈ پولیٹکس، ص ۳۲-۲۳۱

۱۸-   ایضاً، ص ۲۳۲

۱۹-   نہج البلاغہ، جلد اا، ص ۳۱۷

۲۰- ایضاً، جلد III، ص۶۶۶

۲۱- ایضاً، ص۶۶۸

۲۲- ایضاً، ص۶۶۸

۲۳- ایضاً، جلد I، ص۲۹۰

۲۴- ایضاً، جلد III، ص۶۵۰

۲۵- ایضاً، ص۲۵۲

۲۶- خلیق احمدÂمی، ریلیجنس اینڈ پولیٹکس، ص۲۳۶

۲۷- امیر حسن سنجری، فوائد الفواد، انگلش ٹرانسلیشن، ضیاء الحسن فاروقی، دہلی ۱۹۹۴، ص۲۵